معراج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اور

معمولات و نظریات

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ العالی

مکتبہ صدر الشریعہ: داتا دربار مارکیٹ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	معراج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور معمولات و نظریات
مصنف	مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ
سنِ اشاعت	رجب المرجب 1434ھ / جون 2013ء
صفحات	256
قیمت	
ناشر	**مکتبہ صدر الشریعہ**، داتا دربار، لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ بہار شریعت، دربار مارکیٹ لاہور — مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

مکتبہ شمس وقمر لاہور — مکتبہ برکات المدینہ کراچی — مکتبہ غوثیہ کراچی

مکتبہ اہلسنت فیصل آباد — مکتبہ فیضان مدینہ، فیصل آباد

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر
فلسفۂ معراج	7
قرآن مجید اور معراج کا ابتدائی حصہ	23
''سبحان'' سے آغاز کی حکمتیں۔	24
''اسریٰ'' کی حکمتیں۔	25
''عبدہٗ'' کی حکمتیں۔	26
اضافت کی حکمتیں۔	29
لیلاً کی حکمتیں۔	31
رات کو معراج کروانے کی حکمتیں۔	32
مسجدِ اقصیٰ تک معراج کی حکمتیں۔	37
قرآن مجید اور معراج کا آخری حصہ	44
والنجم اذاھوی	44
حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ''النجم'' کہنے کی وجہ۔	45
ثُمَّ دَنا فَتَدَلّٰی سے لے کر تین آیات کی تفسیر۔	48
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى	50
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى	51
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى	52
انبیاء کی معراجیں	53
معراجِ موسیٰ علیہ السلام	53
موازنہ	54
معراجِ ادریس علیہ السلام	56
موازنہ	68
معراجِ ابراہیم علیہ السلام	69

مضمون	صفحہ نمبر
موازنہ	70
معراجِ عیسیٰ علیہ السلام	71
موازنہ	74
بطورِ معجزہ کے وقت کی کمی بیشی	75
سو برس کچھ دیر میں۔	76
پلک جھپکنے سے پہلے۔	78
تین سو نو برس کا پتا نہ چلا۔	79
کچھ وقت میں پوری زبور ختم۔	80
ابتداءِ خلق سے دخول جنت و نار تک۔	80
چند لمحوں میں قرآن ختم۔	82
ستر ہزار مرتبہ قرآن۔	83
سات سال چند لمحوں میں۔	84
چودہ دن کا سفر چند لمحوں میں۔	86
وقت روک دیا۔	87
سورج رک گیا۔	88
چاند رک گیا۔	89
سورج واپس لوٹا دیا۔	90
واقعۂ معراج	94
چھت شق کر کے جبریل علیہ السلام کی حاضری۔	94
فرشتوں کی بارات۔	94
براق کی حاضری۔	96
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبرِ انور پر گزر۔	99
انبیاء کی امامت۔	100
انبیاء کے خطبات۔	100
آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ پر۔	103
فرشتوں کی امامت۔	108

عرش کی طرف روانگی۔	109
دیدارِ خداوندی۔	110
نمازوں کی فرضیت اور موسیٰ علیہ السلام کی مدد۔	113
افعالِ معراج کی حکمتیں	120
چھت شق کر کے آنے کی حکمتیں۔	120
ام ہانی کے گھر سے معراج کی ابتداء میں حکمتیں۔	120
دل مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر دھونے کی حکمتیں۔	121
شق صدر کی حکمتیں۔	123
براق پر سوار ہونے کی حکمتیں۔	124
براق کا رنگ سفید ہونے کی حکمتیں۔	124
مخصوص انبیاء علیہم السلام ہی سے آسمانوں پر ملاقات کی وجہ۔	126
انبیاء علیہم السلام کے مخصوص آسمانوں پر دیکھنے کی وجوہات۔	128
گناھوں کی سزائیں	131
سودخور کی سزا۔	131
تارکِ نماز کی سزا۔	132
تارکِ زکوۃ کی سزا۔	132
بے عمل خطباء کی سزا۔	133
غیبت کی سزا۔	134
امانت کا حق ادا نہ کرنے والے کی مثال۔	135
زانی کی سزا۔	136
ڈاکے ڈالنے والوں کی مثال۔	136
بے حیائی بول کر پچھتانے والے کی مثال۔	138
یتیموں کا مال کھانے والے کی سزا۔	138
معراجِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم **اور عقائد اھل سنت**	141
(1) حاضر وناظر۔	141
شہادت کے وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔	143

مجھے بیداری میں دیکھے گا۔	144
(2) حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	145
زمین وآسمان کا علم۔	149
مشرق ومغرب کا علم۔	150
ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے۔	151
جو چاہو پوچھو۔	153
عذاب کیوں ہو رہا ہے؟	154
کل کیا ہوگا؟	155
کون کہاں مرے گا؟	156
وصال کب ہوگا؟	156
(4) نورانیتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	157
سدرۃ المنتہیٰ اور جبریل علیہ السلام	158
(5) امدادِ محبوبانِ خدا۔	161
بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا۔	165
(6) سید الانبیاء والمرسلین۔	169
دیدارِ الٰھی	182
قرآن مجید سے ثبوت	182
احادیثِ مرفوعہ سے ثبوت	182
آثارِ الصحابہ سے ثبوت	185
اقوالِ تابعین سے ثبوت	189
اقوالِ ائمہ سے ثبوت	190
عرشِ عظیم پر جانا	199
شب معراج اور روحِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	214
اشکالات کے جوابات۔	220
متفرقات	229

فلسفۂ معراج

فلسفۂ معراج کا مطلب ہے کہ معراج کیوں کروائی گئی؟ اس میں کون کون سی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں؟ معراج کی مصلحتوں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) تمام انبیاء علیہم السلام کو جو مراتب علیحدہ علیحدہ عطا کیے گئے وہ سب جمع کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) فرماتے ہیں "وَلَیْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ أُعْطِیَ فَضِیلَةً، أَوْ كَرَامَةً إِلَّا وَقَدْ أُعْطِیَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهَا" ترجمہ: تمام انبیاء میں سے جس کو بھی جو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تمام کی تمام فضیلتیں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بھی عطا کی گئیں ہیں۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل السابع، ج1، ص115، دارالفیحاء، عمان)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں "قَالَ الْعلَمَاء مَا أُوتِیَ نَبِی بمعجزة وَلَا فَضِیلَة إِلَّا ولنبینا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نظیرها أَو أعظم مِنْهَا" ترجمہ: علماء فرماتے ہیں جس نبی کو جو بھی معجزہ اور فضیلت ملی ہے ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اسی کی مثل یا اس سے بڑھ کر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبیاء فی فضائلهم بفضائل نبیناصلی الله علیه وسلم، ج2، ص304، دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور ہمارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود پاک نہ صرف ملائکہ بلکہ مؤمنین اور خود اللہ رب العزت بھیجتا ہے اور وہ سجدہ ایک مرتبہ ہوا جبکہ درود پاک بھیجنے میں استمرار ہے۔ خصائص کبری میں ہے "وَأما السُّجُود فَقَالَ بعض الْعلَمَاء فِي قَوْله تَعَالَى ﴿إن الله وَمَلَائكته يصلونَ على النَّبِي﴾ هَذَا التشريف الَّذِي شرف بِهِ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتم وأعم فِي الْإِكْرَام من تشريف آدم عَلَيْهِ السَّلَام حَيْثُ أَمر الْمَلَائِكَة بِالسُّجُود لَهُ من وَجْهَيْن

أَحدهمَا أَن ذَاك وَقع وَانْقطع وتشريفه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ مُسْتَمر أبدا وَالثَّانِي أَن ذَاك حصل من الْمَلَائِكَة لَا غير وتشريفه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ حصل من الله وَالْمَلَائِكَة وَالْمُؤمنِينَ " ترجمہ: بہرحال حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا، پس بعض علماء اللہ تعالی کے اس فرمان (بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں) کے بارے فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ شرف عزت واکرام میں دو وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کے شرف سے اتم واعم ہے: (1) آدم علیہ السلام کو جو فضیلت ملی تھی اس کا وقوع ہوا اور وہ ختم ہوگئی جبکہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود پاک پڑھنے والی فضیلت ابدی ہے۔

(2) حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت ملائکہ کی طرف سے سجدہ کرنے سے حاصل ہوئی جبکہ ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالی، ملائکہ اور تمام مؤمنین کے درود بھیجنے سے حاصل ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبیاء فی فضائلهم بفضائل نبیناصلی الله علیه وسلم، ج2، ص305، دارالکتب العلمیه، بیروت)

بلکہ وہ سجدہ بھی حقیقت میں نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کی وجہ سے تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ" ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما تھا۔

(تفسیر کبیر، سورۂ بقرہ، تحت آیت253، ج6، ص525، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "هذا فی الحقیقة تعظیم

للنور المنطبع فی مرآۃ آدم علیہ السلام وھو النور المحمدی والحقیقۃ الاحمدیۃ ''ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں **حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی** جو آدم علیہ السلام کی **پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کا نور اور حقیقتِ احمدیہ تھا۔**

(تفسیر روح البیان،ج4،ص462،دارالفکر،بیروت)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام **پر آگ گلزار ہوئی تو جس رومال سے حضور** علیہ السلام **نے رخ انور صاف فرمایا وہ تنور میں نہ جلا۔امام جلال الدین سیوطی شافعی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **الخصائص الکبری میں لکھتے ہیں**''عن عباد بن عبد الصمد قال أتینا أنس بن مالك فقال یا جاریة هلمی المائدة نتغدی فأتت بها ثم قال هلمی المندیل فأتت بمندیل وسخ فقال اسجری التنور فأوقدته فأمر بالمندیل فطرح فیه فخرج أبیض كأنه اللبن فقلنا ما هذا قال هذا مندیل كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یمسح به وجهه فإذا اتسخ صنعنا به هكذا لأن النار لا تأكل شیئا مر علی وجوه الأنبیاء علیہم الصلاۃ والسلام''**یعنی حضرتِ سیّدُ نا عُبادّ بن عبدُ الصَّمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **فرماتے** ہیں، ہم ایک روز **حضرتِ سیّدُ نا اَنَس بن مالِک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کے دولت خانہ پر حاضِر** ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پا کر کنیز نے دستر خوان بچھایا۔فرمایا، رومال بھی لاؤ۔وہ ایک رومال لے آئی جسے دھونے کی ضَرورت تھی۔حکم دیا، اِس کو تنُّور میں ڈال دو ! اُس نے بھڑکتے تنُّور میں ڈال دیا! تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے آگ سے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ہم نے حیران ہوکر عرض کی ، اِس میں کیا راز ہے؟ حضرتِ سیّدُ نا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ وہ رومال ہے جس سے حُضُور سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غَیُور، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم اپنا رُخِ پُرنور صاف فرمایا کرتے تھے۔جب دھونے کی ضَرورت پڑتی ہے ہم اِس کو اِسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں! کیونکہ جو چیز اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام

کے مبارَک چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔

(الخصائص الکبری،باب ذکر المعجزات،فائدۃ: فی عدم احتراق المندیل الذی کان یمسح بہ رسول اللہ ۔۔جلد2،صفحہ 134،دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام **نے مردوں کو زندہ فرمایا تو حضور** علیہ السلام **نے حضرت جابر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کے دو بیٹوں کو زندہ فرمایا۔علامہ عمر بن احمد الخر پوتی** رحمۃ اللہ علیہ **نے روایت نقل کی ہے،جس کے آخر میں یہ ہے((فدعا رسول الله** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **لهما بالحیاۃ فاحیاهما الله تعالیٰ فقاما واكلا معه** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **)) ترجمہ: رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **نے حضرت جابر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کے دو بیٹوں کے زندہ ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا، وہ دونوں اٹھے اور نبی پاک** صلی اللہ علیہ وسلم **کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔**

(شرح خرپوتی علی البردہ،ص92،نورمحمد اصح المطالع کارخانہ تجارت کتب،کراچی)

یوشع بن نون علیہ السلام **کے لیے سورج کو روکا جب وہ قومِ جبارین سے جنگ کر رہے تھے اور حضور** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **کے لیے ایک مرتبہ سے زائد بار سورج کو ٹھہرایا گیا۔طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **سے روایت کرتے ہیں((ان النبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **امر الشمس فتاخّرت ساعۃ من نهار)) ترجمہ: سید عالم** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ **نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔وہ فوراً ٹھہر گیا۔**

(المعجم الاوسط ،ج5 ،ص33، مکتبۃ المعارف ،ریاض☆مجمع الزوائد ،کتاب علامات النبوۃ، باب حبس الشمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج8، ص296، دارالکتاب، بیروت)

بلکہ ایک مرتبہ سورج کو واپس پلٹایا گیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ **کی نماز عصر قضا ہوئی تھی۔خصائص کبری میں ہے**''اُوتِیَ حبس الشَّمْس حِین قَاتل الجبارین وَقد حبست لنبینا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَمَا تقدم فِي الْإِسْرَاء وأعجب من ذَلِك رد

الشَّمُس حِین فَاتَ عصر عَلیّ رَضِیَ اللہ عَنْہُ ''ترجمہ: قوم جبارین سے لڑائی کے وقت سورج روکا گیا تھا، اور بے شک ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے بھی سورج روکا گیا تھا جیسا کہ معراج کے باب میں گزرا، اور اس سے بڑھ کر یہ عجیب ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تو اس وقت سورج کو واپس پلٹایا گیا تھا۔

(خصائص کبری، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص310، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے پانی جاری کیا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عطش الناس یوم الحدیبیۃ والنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رکوۃ فتوضأفجھش الناس نحوہ قال مالکم ؟قالوا لیس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا مابین یدیك فوضع یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یثور بین اصابعہ کامثال العیون فشربنا و توضأنا قلت کم کنتم ؟قال لو کنا مأۃ الف لکفانا کنا خمس عشرۃ مأۃ)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات

کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، ج4، ص193، دارطوق النجاۃ)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندّیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت ادریس علیہ السلام بلندیوں کی طرف اٹھائے گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کی بادشاہت دکھائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایسی معراج عطا فرمائی جوان سب سے بڑھ کر تھی، نہ صرف کلام بلکہ کلام کے ساتھ اپنے جلوے بھی دکھائے، محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایسی بلندی پر تشریف لے کر گئے کہ سارے آسمان اور ساری بلندیاں پیچھے رہ گئیں۔

(2) ایک حکمت یہ تھی کہ محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عظمت تمام کائنات پر ظاہر ہو، اسی لیے جب مسجدِ اقصیٰ پہنچے تو تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی تاکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی افضلیت کا اظہار ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِیَ الْأَنْبِیَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ,فَقَدَّمَنِی جِبْرِیلُ حَتَّی أَمَمْتُھُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو جبریل علیہ السلام نے مجھے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج1، ص221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

اور جب وہاں سے آسمانوں پر پہنچے تو فرشتوں کی امامت کروائی تاکہ فرشتوں پر بھی آپ کی افضلیت ظاہر ہو۔ ((عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صَلَّی

اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اذن جبریل فظننت الملئکة انه یصلی بهم فقدمنی فصلیت بالملئکة)) ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا، جبریل نے اذان دی، ملائکہ نے سمجھا کہ جبریل فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے۔ پھر جبریل نے مجھے آگے کیا، تو میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(الخصائص الکبری ،بحوالہ ابن مردویہ،باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء ،ج 1، ص176،مرکز اہلسنت برکات رضا،گجرات الہند ☆الدرالمنثوربحوالہ ابن مردویہ،ج 5، ص193،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

غرض کہ جدھر جدھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو ان پر ظاہر فرمایا گیا۔

(3) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ ترجمہ: بےشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال اس قیمت پر خرید لیے کہ ان کے لیے جنت ہے۔ (پ10،سورۃ التوبہ،آیت111)

اس آیتِ کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے جان و مال کا خریدار ہے اور مومن بیچنے والے ہیں، مبیع (بیچی جانے والی چیز) مؤمنین کے جان و مال ہیں اور ثمن (عوض و قیمت) جنت ہے۔ یہ سودا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہوا ہے، آپ اس سودے کے وکیل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کی مبیع (مؤمنین کی جانوں) کو تو ملاحظہ فرمایا تھا، معراج کی رات عوض (جنت) کو دیکھنے کے لیے تشریف لے کر گئے۔ (معارج النبوۃ،حصہ3،ص53)

(5) جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ

خَلِيفَةً ﴾ ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔
تو فرشتوں نے عرض کی ﴿قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ﴾ ترجمہ: بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴾ ترجمہ: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ (پ1،سورۃ البقرۃ،آیت30)

یعنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے اپنا محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کروں گا، فرشتو! تمہاری نظر فسادیوں پر ہے اور میری نظر محبوب کی آمد پر ہے، جن کے صدقے میں نے تمام کائنات بنائی ہے۔ جب فرشتوں نے یہ سنا تو دیدار کے مشتاق ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے مالک ومولا! ایک بار تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلا تا کہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی التجا قبول فرمائی اور معراج کی رات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلا کر فرشتوں کو زیارت کروائی۔

(معارج النبوۃ،رکن سوم،باب چہارمدر ذکر معراج،فصل اول در بیان حکمت بردنحضرت خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعراج،الحکمۃ الثامنۃ،ص83، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی،لاہور)

(5) علامہ عثمان بن حسن بن احمد الخوبری رحمۃ اللہ علیہ درۃ الناصحین میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ زمین وآسمان کا مناظرہ ہوا تو ”ان الارض افتخرت علی السماء فقالت الارض انا خیر منك لان الله تعالیٰ زیننی بالبلاد والبحار والانهار والاشجار والجبال و غیر ها “ ترجمہ: زمین نے آسمان پر فخر کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے افضل ہوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے

شہروں، دریاؤں، نہروں، درختوں، پہاڑوں اور دیگر کئی چیزوں سے مجھے زینت عطا کی ہے۔

”فقالتِ السماء انا خير منك لان الشمس والقمر والكواكب والافلاك والبروج والعرش والكرسی والجنة فی“ ترجمہ: آسمان نے جواب دیا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اس لیے کہ سورج، چاند، ستارے، آسمان، بروج، عرش وکرسی اور جنت مجھ میں ہے۔

”وقالت الارض فی بیت یزوره ویطوف الانبیاء والمرسلین والاولیاء وعامة المؤمنین“ ترجمہ: زمین نے کہا: مجھ میں کعبہ ہے جس کی زیارت اور طواف انبیاء ومرسلین، اولیاء اور عام مؤمنین کرتے ہیں۔

”وقالت السماء فی بیت المعمور یطوف به ملائكة السمٰوٰت وفی الجنة التی هی ماوٰی ارواح لانبیاء والمرسلین وارواح الاولیاء والصالحین“ ترجمہ: آسمان نے جواب دیا: مجھ پر بیت المعمور ہے، اس کا طواف ملائکہ کرتے ہیں، اور مجھ میں جنت ہے جو تمام انبیاء مرسلین، تمام اولیاء وصالحین کی مقدس روحوں کا ٹھکانا ہے۔

”وقالت الارض ان سید المرسلین وخاتم النبیین وحبیب رب العالمین وافضل الموجودات علیه اكمل التحیات وطن فی واجری الشریعة علی“ ترجمہ: زمین نے آسمان کو کہا: سیدالمرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ میں اقامت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت مجھ پر جاری فرمائی ہے۔

”فلما سمعت السماء عجزت وسكنت عن الجواب“ ترجمہ:

جب آسمان نے سنا تو جواب دینے سے عاجز آ گیا اور چپ ہو گیا۔

پھر آسمان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ”الٰهی انت تجیب المضطر اذا دعاك“ ترجمہ: اے اللہ! تو ہی مضطر کی مدد فرماتا ہے جب وہ تجھے پکارے۔

پھر عرض کرنے لگا ”ان تقصد محمد الی فاشرف به كما تشرف الارض بجماله“ ترجمہ: تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف بلا کہ میں ان سے شرف حاصل کروں، جس طرح تو نے زمین کو ان کے جمال سے شرف بخشا ہے۔

”فاجاب دعوتها“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اور معراج کی رات آسمان کو یہ شرف عطا فرمایا۔ (درة الناصحین، ص118، مصطفی البابی، مصر)

(6) سائنسدانوں اور کائنات میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نئی راہیں کھلیں، واقعۂ معراج سے معلوم ہوا آسمان، چاند، ستارے انسان کی دسترس میں ہیں۔ بقول ڈاکٹر اقبال:

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

واقعۂ معراج سے یہ بھی پتا چلا کہ تیز رفتار حرکت کی کوئی حد نہیں ہے، ہزاروں کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے راکٹ سے زیادہ تیز رفتار چیز بھی ایجاد کی جا سکتی ہے۔

(8) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب خزانے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ ترجمہ: ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا فرمایا ہے۔ (پ30، سورۃ الکوثر، آیت1)

بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک

المفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی)) ترجمہ: میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی الله علیه وسلم بعثت بجوامع الکلم، ج2، ص1080، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆صحیح مسلم کتاب المساجد وموضع الصلٰوة، ج1، ص199، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے خزانوں کے خزانچی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إنما أنا خازن)) ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوں۔ (صحیح مسلم، ج2، ص718، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ہر جگہ آپ کا سکہ چلتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس جنت بلکہ عرش پر لکھا ہوا ہے۔ بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے: آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی ((رأیت فی کل موضع من الجنة مکتوباً لااله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اکرم خلقك علیك)) ترجمہ: میں نے ہر جگہ جنت میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، لاباب الثالث، الفصل الاول، ج1، ص137، المطبعة الشرکة الصحافیة ☆نسیم الریاض بحواله البیهقی والطبرانی، الباب الثالث، الفصل الاول، ج2، ص224، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات، ہند)

طبرانی، آجری، ابونعیم، ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ، قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا آدَمُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ: أَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ)) ترجمہ: جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

(دلائل النبوة للبیهقی باب ماجاء فی تحدث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بنعمة ربه الخ، ج5، ص489، دارالکتب العلمیة، بیروت ☆تاریخ دمشق الکبیر، ج7، ص309، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

منظورِ خداوندی ہوا کہ جس محبوب کو دو جہان کے خزانوں کا مالک کیا اسے ان کی سیر بھی کروائی جائے، چنانچہ معراج کی رات یہ سیر کراوئی گئی۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا

(8) شرح خرپوتی میں ہے "اعلم ان هذا البیت والبیت الذی قبله اشارة الی حکمة معراج رسول الله علیه السلام وهو انه اختصم الملأ الاعلی وناظرا فی اربع مسائل مقدارالف سنة ولم یقفوا لحلها فلما بعث نبینا علیه السلام علموا ان هذه المشکلات انما تنحل منه علیه السلام فتضرعوا الی الله

تعالیٰ لاجله فدعا الله حبيبه الى مقام قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ومن جملته قوله علیہ السلام رأيت ربى باحسن صورة فقال يا محمد فيم يختصم الملأ الاعلى فقلت انت تعلم فوضع يده بين كتفى فوجدت بردها بين ثدى ثم قال يا محمد هل تدرى فيم يختصم الملأ الاعلى فقلت نعم فى الكفارات والمنجيات والدرجات والمهلكات قال صدقت يا محمد ثم قال ياملائكتى وجدتم حلال المشكلات فاسألوا اشكالكم فقال اسرافيل ماالكفارات فقال علیہ السلام الوضوء فى مكاره والمشى بالاقدام الى الجماعة وانتظار الصلوة بعد الصلوة ثم قال ميكائيل وما الدرجات فقال اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوة بالليل والناس نيام ثم قال جبريل وما المنجيات فقال خشية الله فى السر والعلانيةوالقصد فى الفقر والغنى والعدل فى الغضب والرضى ثم قال عزرائيل ومال المهلكات فقال شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه فقال الله تعالىٰ فى كل ذالك صدق كذا ذكره فى الفريقة شرح الطريقة ''ترجمہ: تو جان کہ اس شعر اور اس سے پہلے والے شعر میں معراج کی حکمت بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ فرشتوں میں ایک ہزار سال سے چار مسئلوں میں اختلاف ومناظرہ ہو رہا تھا جس کے حل پر وہ ابھی تک واقف نہیں ہوئے تھے، جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو فرشتوں کو یقین ہو گیا کہ ان ہی سے وہ مشکلات حل ہوں گی، فرشتوں نے اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے سرفراز فرمایا اسی کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان بھی ہے کہ میں نے اپنے رب کو احسن صورت

میں دیکھا تو مجھے فرمایا: اے محمد فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی: اے اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، اس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا، پھر فرمایا: اے محمد کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں، میں نے عرض کی: ہاں کفارات، منجیات، مہلکات اور درجات کے بارے میں آپس میں جھگڑتے ہیں، تو اللہ نے فرمایا: اے محمد تو نے سچ کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اب تم نے مشکلات حل کرنے والے کو پا لیا ہے پس ان سے اپنی مشکلات حل کروا لو، پس اسرافیل نے عرض کی: حضور کفارات کیا ہیں؟ فرمایا: تکلیف کے وقت وضو کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے اپنے پاؤں سے چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، میکائیل نے عرض کی: درجات سے کیا مراد ہے: فرمایا: کھانا کھلانا، سلام کو عام کرنا، رات کے وقت نماز پڑھنا جب سب سو رہے ہوں، حضرت جبریل نے عرض کی: منجیات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا؟ خلوت اور جلوت میں اللہ عزوجل کا خوف ہونا، عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: مہلکات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: خواہشات کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، تو اللہ تعالیٰ نے تمام سوالوں کے جواب میں فرمایا: صدق (سچ کہا)۔

(شرح خرپوتی علی البردہ، ص171,172، نورمحمد اصح المطالع کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

(9) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو، جب عصا ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پکڑ لو، جب پکڑ لیا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا، یہ تمام مشاہدہ اس لیے تھا کہ کلیم کا مقابلہ جب فرعون کے جادو گروں سے ہو تو اس ماحول کی ہیبت ان پر طاری نہ ہو، پورے عزم کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا

رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴾ ترجمہ: اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا: اے موسیٰ! سامنے آ اور ڈر نہیں، بے شک تجھے امان ہے۔ (پ20، سورۃ القصص، آیت31)

کل بروزِ قیامت حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شفاعت فرمانی ہے، بلکہ شفاعت کا دروازہ آپ سے کھلنا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کائنات کے عجائبات، جنت کے درجات اور جہنم کا مشاہدہ کرادیا، اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں تاکہ قیامت کے ہولناک دن کی ہیبت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر طاری نہ ہوسکے، پورے عزم واستقلال کے ساتھ شفاعت کرسکیں۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارمدر ذکر معراج، فصل اول در بیان حکمت بردنحضرت خواجه صلی الله علیه وسلم بمعراج، الحکمة الثانیة، ص83، نوریه رضویه پبلشنگ کمپنی، لاہور)

(11) تمام انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی گواہی دی، مگر کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا، اور شہادت کی تکمیل یہ ہے کہ یا تو شاہد نے خود دیکھا ہو یا کسی دیکھنے والے سے سنا ہو، لہٰذا ضرورت تھی کہ گروہ انبیاء میں سے ایک ہستی ایسی بھی ہو جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا ہو، لہٰذا معراج کرواکر اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنا دیدار عطا فرمایا۔ (مواعظِ نعیمیه، ص12، مکتبه اسلامیه، لاہور)

(12) ایک حکمت یہ تھی کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام اقسامِ وحی سے شرف پائیں، وحی کی ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کلام فرمائے اور یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، چنانچہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کلام فرمایا۔ ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27، سورہ النجم، آیت10)

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ امن الرسول والی آیت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے سنی، اسی طرح کچھ سورۃ الضحیٰ اور کچھ سورۂ الم نشرح معراج کی رات سنی۔ (تفسیر روح البیان، سورة الشوری، ج8، ص345، دارالفکر، بیروت)

(13) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور کو اپنے قربِ خاص میں رکھا، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لباسِ بشریت میں دنیا میں تشریف لائے تو اس مقام کا اشتیاق ہوا، لہٰذا ادنیٰ فتدلی کے مقام سے سکون وقرار پایا۔

(13) کفار کے ظلم وستم حد سے بڑھ گئے، کفارِ مکہ کی طرف سے بائیکاٹ کیا گیا، ابوطالب کا انتقال ہوگیا، وفا شعار زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا، الغرض ان پے در پے پیش آنے والے واقعات نے حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملول وغمزدہ کردیا تو تسکینِ قلب کے لیے سفرِ معراج کروایا گیا۔

(15) ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ اذان سکھانے کے لیے معراج کروائی گئی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُعَلِّمَ رَسُولَهُ الْأَذَانَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ بِدَابَّةٍ يُقَالُ لَهَا الْبُرَاقُ فَرَكِبَهَا" ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جب اذان سکھانے کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل ایک سواری لے کر آئے جس کو براق کہا جاتا ہے آپ اس پر سوار ہوئے۔ (فتح الباری، ج2، ص78، دارالمعرفه، بیروت)

قرآن مجید اور معراج کا ابتدائی حصہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

(پ15، سورۃالاسراء، آیت1)

عمومی طور پر سفر نامہ میں نو چیزیں بیان کی جاتی ہیں (1) سفر کس نے کرایا (2) سفر کس نے کیا (3) سفر دن میں ہوا یا رات میں (4) سفر کتنی دیر میں ہوا (5) سفر کا آغاز کہاں سے ہوا (6) سفر کس طرف کیا گیا (7) جس طرف کیا گیا اس جگہ کی خصوصیت (8) سفر کس لیے کیا (9) سفر ضرورت کی وجہ سے تھا یا صرف سیر تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتہائی جامعیت کے ساتھ ان نو چیزوں کا بیان اس ایک آیت پاک میں فرما دیا۔ سفر کس نے کرایا؟ فرمایا: **سبحان** نے، سفر کس نے کیا؟ فرمایا: **بعبدہ** اس کے بندۂ خاص نے، سفر دن میں ہوا یا رات میں، فرمایا: **اسری** رات کو سفر کرایا، سفر کتنی دیر میں ہوا، فرمایا: **لیلاً** رات کے تھوڑے سے حصے میں، سفر کا آغاز کہاں سے ہوا، فرمایا: **من المسجد الحرام** مسجد حرام سے، سفر کس طرف ہوا؟ فرمایا: **الی المسجد الاقصیٰ** مسجد اقصیٰ کی طرف، مسجد اقصیٰ کی خصوصیت؟ فرمایا: **الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ** جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے، سفر کس لیے کیا؟ فرمایا: **لنریه من آیاتنا** تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ سفر تھا یا سیر؟ فرمایا: **اسری** رات کو سیر کے لیے لے گیا۔

''سبحان'' سے آغاز کی حکمتیں:

(1) انتہائی قلیل وقت میں اتنی عظیم الشان سیر کرا کے واپس لے آنا عادۃً

محال ہے، مخلوق کے لیے تو یہ ناممکن ہے، اگر خالق کے لیے بھی یہ ناممکن ہو تو یہ عیب اور نقص ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی ذات سبحان یعنی ہر عیب ونقص سے پاک ہے، اس لیے ابتداء میں لفظ **سبحان** لاکر معراج کو ثابت فرمایا گیا ہے کہ جو سیر کے لیے لے کر جانے والی ذات ہے وہ لے جانے پر قادر ہے، عجز کے عیب سے پاک ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے ''وَالْمعنى أسبح الله الَّذِي أسرى بِعَبْدِهِ أَي أنزهه من جَمِيع النقائص والعيوب'' ترجمہ: ''**سبحٰن الذی اسری**'' کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات ہر عیب ونقص سے پاک ہے جس نے اپنے بندے کو معراج کرائی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب حدیث اسراء، ج17، ص19، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(2) عرب لوگ عام طور پر تعجب خیز بات کے شروع میں تسبیح کرتے ہیں، یہ ایک تعجب خیز بات تھی کہ اتنا لمبا سفر کرکے آن کی آن میں واپس تشریف لے آئے، اس لیے محاورۂ عرب کے مطابق ابتداء میں تسبیح کو لایا گیا۔ تفسیر روح البیان میں ہے ''كلمة سبحان للتعجب بها يشير الى اعجب امر من أموره تعالى جرى بينه وبين حبيبه'' ترجمہ: سبحان کا کلمہ تعجب کے لئے ہے اس کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امور الٰہیہ میں سے یہ معاملہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہوا ہے یہ نہایت تعجب خیز ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص102، دارالفکر، بیروت)

(3) جب کفار نے معراج کا انکار کیا اور معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب اور جھوٹ منسوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کر دیا۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 597ھ) فرماتے ہیں'' فيكون المعنى: تنزه الله أن يتخذ رسولا كذاباً'' ترجمہ: تو اس صورت میں معنی یہ ہوں

گے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے کہ اپنا رسول کسی جھوٹے کو بنائے۔

(زاد المسیرفی علم التفسیر،ج3،ص8،دارالکتاب العربی،بیروت)

"اسری" کی حکمتیں:

(1)"اسری" کے معنی ہیں کسی کو رات کے وقت بیداری میں لے جانا، اگر کسی کو خواب میں کوئی لے جائے تو اسے لغتِ عرب میں اسراء نہیں کہتے، تو اسری ارشاد فرمانے سے یہ معلوم ہوا کہ معراج خواب کی حالت میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں ہوئی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671) فرماتے ہیں "وَهٰذَا يَرُدُّهُ قوله تعالى ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا**﴾ وَلَا يُقَالُ فِي النَّوْمِ أَسْرَى" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا**﴾ اس بات کا رد فرماتا ہے کہ یہ سیر نیند کی حالت میں تھی کہ جو سیر نیند میں کی جائے اسے اسری سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ (تفسیر القرطبی،ج10،ص209،دارالکتب المصریہ،القاہرہ)

(2) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿**وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا**﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا۔ (پ9،سورۃ الاعراف،آیت143)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿**وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ**﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔ (پ23،سورۃ الصافات،آیت99)

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ**﴾ ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص کو راتوں رات سیر کے لیے لے کر گئی۔ (پ15،سورۃ الاسراء،آیت1)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام خود آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام خود گئے، جبکہ

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا رب خود لے کر جانے والا ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ دونوں صورتوں میں موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نہ عرشِ ایمن، نہ اِنّی ذاہبٌ میں میہمانی ہے
نہ لطف ادن یا احمد نصیب لن ترانی ہے

(3)"اسری" سے پتا چلا کہ یہ سفر نہیں بلکہ سیر تھی، سفر تو بعض اوقات مجبوراً کیا جاتا ہے جبکہ سیر خوشی سے کی جاتی ہے اور سفر میں ضروری نہیں کہ دورانِ سفر ہر چیز دیکھی جائے جبکہ سیر میں توجہ پوری حاضر رہتی ہے، اس لیے پیش آنے والے واقعات چاہے وہ راستے میں پیش آئے ہوں یا مسجدِ اقصیٰ میں، آسمانوں پر پیش آئے ہوں یا سدرۃ المنتہیٰ پر، عرش پر پیش آئے ہوں یا لامکان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بغور ان کا مشاہدہ فرماتے رہے۔

"عبدہ" کی حکمتیں:

(1) عبد کا اطلاق روح مع الجسد پر ہوتا ہے، صرف روح پر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے عبد فرما کر یہ بیان کر دیا کہ معراج جاگتے ہوئے ہوئی، نہ کہ سوتے ہوئے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671) فرماتے ہیں "وَلَوْ كَانَ مَنَامًا لَقَالَ بِرُوحِ عَبْدِهِ وَلَمْ يَقُلْ بِعَبْدِهِ" ترجمہ: اگر معراج نیند کی حالت میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ بعبدہ کی بجائے بروح عبدہ فرماتا۔ (تفسیر القرطبی،ج10،ص208،دارالکتب المصریہ،القاہرہ)

(2) عبد فرما کر یہ بھی بیان فرما دیا کہ معراج روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھی۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606) فرماتے ہیں "أَنَّ لَفْظَ الْعَبْدِ لَا يَتَنَاوَلُ إِلَّا مَجْمُوعَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ، وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿**أَرَأَيْتَ**

الَّذِی یَنْھی عَبْداً إذا صَلّی﴾ وَلَا شَکَّ أَنَّ الْـمُرَادَ من العبد ھاھنا مَجْمُوعُ الـرُّوحِ وَالْـجَسَـدِ۔وَقَـالَ أَیْضًا فِی سُورَةِ الْجِنِّ:وَأَنَّهُ لَمَّا قامَ عَبْدُ اللَّهِ یَدْعُوهُ کـادُوا یَـکُـونُونَ عَلَیْهِ لِبَداً وَالْمُرَادُ مَجْمُوعُ الروح و الجسد فکذا ھاھنا ''

ترجمہ:عبد کے لفظ کا اطلاق روح اور جسم کے مجموعے پر ہی ہوتا ہے،اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے''بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے''کہ یہاں مراد روح اور جسم کا مجموعہ ہے،اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے''اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں''،جس طرح اس آیت میں مجموعۂ روح وجسم مراد ہے اسی طرح اسری بعبدہ میں بھی روح وجسم کا مجموعہ مراد ہے۔

(تفسیر کبیر،ج20،ص296،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(3)حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو عیسائی گمراہ ہوگئے اور ان کو خدا سمجھ لیا،معراج میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمانوں سے بھی زیادہ بلندیوں تک پہنچے،آپ کی معراج کا ذکر لفظ عبد کے ساتھ کیا گیا کہ کہیں مسلمان اس کمال کی وجہ سے گمراہ ہوکر آپ کو خدا نہ کہہ دیں۔عمدۃ القاری میں ہے''وَإِنَّـمَا لم یـقـل بِـرَسُـولِـهِ أَو نبیه إِشَارَة إِلَی أَنه مَعَ هَذَا الْإِکْرَام الَّذِی أکْرمه الله تَعَالَی وَهَـذَا التَّـعْـظِیـم الَّذِی عظمه الله بِهِ هُوَ عَبده ومخلوقه لِئَلَّا یتغالوا فِیهِ کَمَا تـغالت النَّصَارَی فِی الْمَسِیح حَیْثُ قَالُوا أَنه ابْن الله ''ترجمہ:''برسولہ یابنبیہ نہیں کہا بلکہ بعبدہ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا کہ جس عزت واکرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا ہے اس عزت واکرام کے باوجود وہ اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں تاکہ کہیں لوگ ان کے بارے میں غلو نہ کریں جیسا کہ

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہ عیسائیوں نے ان کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری،باب حدیثِ اسراء،ج 17،ص19،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(4)عبد کہنے میں عیسائیوں کا رد ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی زیادہ بلندیوں تک پہنچنے کے باوجود عبد ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے کم بلندی تک پہنچنے سے خدا کیسے ہوگئے؟

(5)بندہ کے عبدیت اشرف الاوصاف ہے،اسی طرح معراج کا وقت اشرف الاوقات ہے،تو اس موقع پر سب سے اشرف وصف سے یاد فرمایا گیا۔علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) فرماتے ہیں''سـمـعـت الأستـاذ أبـا عَلِـي الدقاق یَقُول لَیْسَ شَيْء أشرف من العبودیة ولا اسم أتم للمؤمن من الاسم لَهُ بالعبودیة ولذلك قَالَ سبحانه فِي وصف النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لیلة المعراج وَکَـانَ أشـرف أوقـاتـه فِي الدنیا﴿**سُبْـحَـانَ الَّـذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ**﴾وَقَالَ تَعَالَی﴿ **فَأَوْحَی إِلَی عَبْدِهِ مَا أَوْحَی**﴾فلو کَانَ اسـم أحـل مـن الـعـبـودیة لسـمـاه بـه''ترجمہ:میں نے استاذ ابوعلی دقاق سے سنا:فرماتے ہیں:عبودیت کے وصف سے بڑھ کر کوئی اور وصف نہیں ہے اور نہ ہی مؤمن کے لئے عبدیت سے موسوم ہونے سے بڑھ کر کوئی نام ہے،اسی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معراج کی رات جو کہ دنیا میں سب اوقات سے بڑھ کر عزت والی رات تھی نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وصف میں فرمایا﴿**سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ**﴾اور فرمایا:﴿**فَأَوْحَی إِلَی عَبْدِهِ مَا أَوْحَی**﴾پس اگر عبدیت سے بڑھ کر کوئی نام عزت والا ہوتا تو اللہ عزوجل اس کے

ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو موسوم فرماتا۔

(الرسالۃ القشیریۃ، باب الرضا، ج2، ص349، دار المعارف، القاہرہ)

(6) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود اس کا مطالبہ کیا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں کہ میرے والد شیخ امام عمر بن حسین فرماتے ہیں: ''سَمِعْتُ الشَّیْخَ الْإِمَامَ أَبَا الْقَاسِمِ سُلَیْمَانَ الْأَنْصَارِیَّ قَالَ :لَمَّا وَصَلَ مُحَمَّدٌ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ إِلَی الدَّرَجَاتِ الْعَالِیَةِ وَالْمَرَاتِبِ الرفیعة فی العارج أَوْحَی اللَّهُ تَعَالَی إِلَیْهِ:یَا مُحَمَّدُ بِمَ أشرفك؟ قال:رَبِّ بِأَنْ تَنْسِبَنِی إِلَی نَفْسِكَ بِالْعُبُودِیَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِیهِ﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ﴾'' ترجمہ: میں نے شیخ امام ابو القاسم سلیمان انصاری کو فرماتے سنا: جب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے میرے محبوب! میں تمہیں کس لقب سے مشرف کروں، عرض کیا: اے میرے رب! مجھے اپنی طرف عبودیت کے ساتھ موصوف فرما یعنی مجھے اپنا بندہ فرما دے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ﴾۔

(تفسیر کبیر، ج20، ص292، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اضافت کی حکمتیں:

(1) صرف عبد (بندہ) نہیں کہا بلکہ عبدہ (اپنے بندۂ خاص)، دنیا میں بندے تو بےشمار ہیں مگر کامل وہ ہے جسے اس کا مالک کہے کہ یہ میرا بندہ ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرماتا ہے تو اپنی طرف اضافت (نسبت) کرکے فرماتا ہے:

قرآن مجید میں ہے ﴿فَأَوْحَی إِلَی عَبْدِهِ مَا أَوْحَی﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت10)

ایک مقام پر ہے ﴿أَلَیْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ (پ24، سورۃ الزمر، آیت36)

ایک مقام پر ہے ﴿تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَی عَبْدِهِ لِیَکُونَ لِلْعَالَمِینَ نَذِیرًا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہانوں کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18، سورۃ الفرقان، آیت1)

ایک مقام پر ہے ﴿هُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ عَلَی عَبْدِهِ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے۔

(پ27، سورۃ الحدید، آیت9)

اور جب اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرتا ہے تو اپنی اضافت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّی جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیفَةً﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (پ1، سورۃ البقرہ، آیت30)

ایک مقام پر فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت67)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿إِنَّ رَبَّکَ حَکِیمٌ عَلِیمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بےشک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ (پ6، سورۃ الانعام، آیت83)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اپنی طرف اور اپنی نسبت آپ کی طرف کرکے مخلوق پر یہ ظاہر فرمادیا کہ محبوب میرا ہے اور میں اپنے محبوب کا ہوں۔ علامہ آلوسی (متوفی 1270ھ) ﴿وَلِکُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیهَا﴾

کی تفسیر میں ایک قول یہ نقل کیا ہے ”المراد بھا أن لکل أحد قبلة فقبلة المقربین العرش والروحانیین الکرسی والکروبیین البیت المعمور والأنبیاء قبلك بیت المقدس وقبلتك الکعبة، وھی قبلة جسدك، وأما قبلة روحك فأنا، وقبلتی أنت “ترجمہ: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک قبلہ ہے، مقربین کا قبلہ عرش ہے، روحانیین کا قبلہ کرسی ہے، کروبیین کا قبلہ بیت المعمور ہے، آپ سے پہلے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے، جبکہ آپ کی روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ آپ ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، سورہ البقرہ، آیت48، ج1، ص413، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

قبلہ توجہ کے مرکز کو کہتے ہیں یعنی آپ کی روح میری طرف متوجہ رہتی ہے اور میری توجہ کا مرکز آپ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ جب آپ کا ذکر فرماتا ہے تو اپنی طرف اضافت فرماتا ہے اور جب اپنا ذکر کرتا ہے تو آپ کی طرف اضافت فرماتا ہے۔

لیلاً کی حکمتیں:

(1) ”لیلاً“ کو نکرہ لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج کا وقت قلیل ہے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں ” أَرَادَ بِقَوْلِهِ: لَيْلًا بِلَفْظِ التَّنْكِيرِ تَقْلِيلَ مُدَّةِ الْإِسْرَاءِ “ترجمہ: باری تعالیٰ نے ”لیلاً“ نکرہ لاکر معراج کی مدت کی قلت کا ارادہ فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر، ج20، ص291، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لافادة تقلیل مدة الاسراء فی جزء من اللیل لما فی التنکیر من الدلالة علی البعضیة “ترجمہ: لیلا کا لفظ معراج کی مدت کی قلت کا فائدہ دے رہا ہے یعنی رات کے ایک جزء میں کیونکہ نکرہ میں بعضیت پر دلالت ہوتی ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج5، ص103، دارالفکر، بیروت)

(2) عرب جب ”لیلة“ کہتے ہیں تو اس سے پوری رات مراد لیتے ہیں، اس لیے لیلة کے بجائے ”لیلا“ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ پوری رات کی سیر نہ تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں تھی۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے ”يُقَال هُوَ إِشَارَة إِلَى أَن ذَلِك وَقع فِي بعض اللَّيْل لَا فِي جَمِيعه وَالْعرب تَقول أسرى فلَان لَيْلًا إِذا سَار بعضه واسرى لیلة إِذا سَار جَمِيعه “ترجمہ: کہا گیا ہے کہ ”لیلاً“ سے اس طرف اشارہ ہے کہ معراج رات کے بعض حصے میں ہوئی، تمام رات میں نہ ہوئی، عرب ”اسری فلان لیلاً“ اس وقت کہتے ہیں جب سیر رات کے کچھ حصے میں ہو، اور ”اسری لیلة“ اس وقت بولتے ہیں جب سیر پوری رات ہو۔

(عمدۃ القاری، باب حدیث الاسراء، ج17، ص19، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

رات کو معراج کروانے کی حکمتیں:

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں معراج ہونا نص سے ثابت ہے، سوال یہ ہے کہ رات کو معراج کروانے میں حکمت کیا تھی؟ اس کا جواب کئی وجوہ سے دیا گیا ہے:

(1) الأول: أَنه وَقت الْخلْوَة والاختصاص ومجالسة الْمُلُوك، وَهُوَ أشرف من مجالستهم نَهَارا، وَهُوَ وَقت مُنَاجَاة الْأَحِبَّة۔ ترجمہ: ایک وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت خلوت، اختصاص اور بادشاہوں کے دربار کا وقت ہے، یہ وقت دن کی بہ نسبت مجلس لگانے میں زیادہ عزت والا ہے، یہ محبوبوں کی مناجات کا وقت ہے۔

(2) الثَّانِي: أَن الله تعالى أكْرم جمَاعَة من أنبيائه بأنواع الكرامات لَيْلًا، قَالَ تَعَالَى فِي قصَّة إِبْرَاهِيم علیہ الصلاۃ والسلام ﴿فَلَمَّا جن عَلَيْهِ اللَّيْل رأى كوكبا﴾ وَفِي قصَّة لوط، علیہ الصلاۃ والسلام ﴿فَأسر بأهلك بِقطع من

اللَّيل ﴾وَفِـي قـصَّة يَـعْقُوب، علیہ الصلاۃ والسلام :﴿سَـوف اسْـتـغْـفـر لكم رَبِّي﴾وَكَـانَ آخر دُعَائِهِ وَقت السحر من لَيْلَة الْجُمُعَة، وَقرب مُوسَى نجياً لَيْلًا، وَذَلِكَ تَـعَـالَى :﴿إِذْ قَالَ لأَهـلـه امـكثـوا إِنِّي آنست نَارا﴾ وَقَالَ: ﴿وواعدنا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَة﴾ وَقَـالَ لَهُ لما أمره بِخُرُوجِهِ من مصر ببني إِسْرَائِيل :﴿فَأسر بعبادى لَيْلًا إِنَّكُم متبعون﴾ وَأكْرم نَبينَا أَيْضا لَيْلًا بِأُمُور مِـنْهَـا:انْشِـقَـاق الْـقَـمَر، وإيمان الْجِنّ بِهِ، وَرَأى الصَّحَابَة آثَار نيرانهم كَمَا ثَبت فِي وَخرج إِلَى الْغَار لَيْلًا ۔ترجمہ:دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے انبیاء کی ایک جماعت کورات کے وقت کئی طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بارے میں فرمایا﴿فَلَمَّا جن عَلَيْهِ اللَّيْل رأى كوكباً﴾ (پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا) لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا﴿فَأسر بعبادى لَيْلًا إِنَّكُم متبعون﴾ (ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا)۔اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رات میں کئی وجہ سے مکرم کیا ان میں سے بعض یہ ہیں رات کو چاند کا ٹکڑے ہونا،جن بھی حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو ایمان لائے اور صحابہ نے ان کی روشنی کو دیکھا،اور حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ہی غار ثور میں تشریف لے کر گئے۔

(3)الثَّـالِث:أَن الله تعالى قدم ذكر اللَّيْل على النَّهَار فِي غير مَا آيَة فَـقَالَ :﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْل وَالنَّهَار آيَتَيْنِ﴾وَقَـالَ :﴿وَلَا اللَّيْل سَابق النَّهَار﴾ وَلَيْلَة النَّحْر تغنى عَن الْوُقُوف نَهَارا ۔ترجمہ:اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں رات کو دن پر مقدم فرمایا ہے۔فرماتا ہے:﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْل وَالنَّهَار

آيَتَيْنِ﴾ (ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے)اور فرمایا:﴿وَلَا اللَّيْل سَابق النَّهَار﴾ (اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے)قربانی کی رات دن کے وقوف سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

(4)الـرَّابِـع:أَن اللَّيْل أصل، وَلِهَـذَا كَانَ أول الشُّهُور، وسواده يجمع ضوء الْبَصَر وَيحد كليل النّظر ويستلذ فِيهِ بالسمر ويحتلى فِيهِ وَجه الْقَمَر ۔ترجمہ:چوتھی وجہ یہ ہے کہ رات اصل ہے اسی لئے مہینے کی ابتداء رات سے ہوتی ہے،رات کی سیاہی آنکھ کی روشنی جمع کرتی ہے،رات میں آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے،رات میں قصہ گوئی کے ذریعے لذت حاصل کی جاتی ہے،اور رات کو چاند کا چہرہ چمکتا ہے۔

(5)الْخَامِس:أَنه لَا ليل إِلَّا وَمَعَهُ نَهَار، وَقد يكون نَهَار بِلَا ليل، وَهُوَ :يَوْم الْقِيَامَة الَّذِي مِقْدَاره خمسين ألف سنة ۔ترجمہ:اور پانچویں وجہ یہ کہ ہر رات کے ساتھ دن تو ہوتا ہے لیکن دن کبھی بغیر رات بھی ہوتا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے جو کہ 50ہزار سال پر مشتمل ہے۔

(6)السَّادِس:أَن اللَّيْل مَحل استجابة الدُّعَاء والغفران وَالعطَاء . فَإِن قلت :ورد فِي الحَدِيث :(**خير يَوْم طلعت عَلَيْهِ الشَّمْس يَوْم عَرَفَة، أَو يَوْم الْجُمُعَة**) قلت :قَالُوا ذَلِك بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأَيَّام .قلت :لَيْلَة الْقدر خير من ألف شهر، وَقد دخل فِي هَذِه اللَّيْلَة أَرْبَعَة آلَاف جُمُعَة بِالْحِسَابِ الْجملِي، فَتَأمل هَذَا الْفضل الْخَفي ۔ترجمہ:چھٹی وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت دعا کی قبولیت، مغفرت اور عطائے الٰہی کا وقت ہے اگر تو یہ کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنوں میں سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے وہ عرفہ یا جمعہ کا دن ہے(تو یہاں پر دن

کی فضیلت بیان کی جارہی ہے) میں کہتا ہوں علماء فرماتے ہیں: یہ دنوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے فضیلت بیان کی ہے، میں کہتا ہوں لیلۃ القدر ہزار راتوں سے افضل ہے، جملی حساب سے اس رات میں چار ہزار جمعہ داخل ہو گئے، پس غور کر یہ ایک خفی فضل ہے۔

(7) السَّابع :أَن أَكثر أَسفَاره كَانَ لَيْلًا، وَقَالَ :((**عَلَيْكُم بالدلجة فَإِن الْأَرْض تطوى بِاللَّيْل**)) ۔ترجمہ: ساتویں وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کو سفر فرمایا کرتے تھے اور فرمایا: رات کی سیاہی کو لازم رکھو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

(8) وَالثَّامِن: لِينفِي عَنهُ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي عِيسَى، عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، من الْبُنُوَّة لما رفع نَهَارا تَعَالَى عن ذَلِك. ترجمہ: آٹھویں وجہ یہ کہ تا کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس بات کی نفی ہو جائے جس کا نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعوی کیا تھا جب ان کو آسمان میں دن کو اٹھا لیا گیا تھا۔

(9) التَّاسِع :لِأَن اللَّيْل وَقت الِاجْتِهَاد لِلْعِبَادَةِ، وَكَانَ قَامَ حَتَّى تورمت قدماه .وَكَانَ قيام اللَّيْل فِي حَقه وَاجِبا وَقَالَ فِي حَقه :﴿**يَا أَيهَا الْمزمل قُم اللَّيْل إِلاّ قَلِيلا**﴾ فَلَمَّا كَانَت عِبَادَته لَيْلًا أَكثر أُكرم بالإسراء فِيهِ، وَأمره بقوله: ﴿**وَمن اللَّيْل فتهجد بِهِ**﴾ ۔ترجمہ: نویں وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت زیادہ عبادت کرنے کا وقت ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رات کو اس قدر قیام کرتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک میں ورم آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**يَا أَيهَا الْمزمل قُم اللَّيْل إِلاّ قَلِيلا**﴾ (اے چادر اوڑھنے والے رات کو قیام کریں مگر تھوڑا) پس

جب آپ علیہ السلام رات کو اکثر عبادت کیا کرتے تھے تو اسی وجہ سے رات کو معراج سے مکرم فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ﴿**وَمن اللَّيْل فتهجد بِهِ**﴾ (رات کے کچھ حصے میں آپ تہجد پڑھیں)۔

(10) الْعَاشِر: ليَكُون أجر الْمُصدق بِهِ أَكثر، ليدْخل فِيمَن آمن بِالْغَيْبِ دون من عاينه نَهَارا ۔ترجمہ: دسویں وجہ یہ ہے کہ تا کہ اس واقع کی تصدیق کرنے والے کا اجر بڑھ جائے، اور اس میں وہ داخل ہو جائے جو دن کو معاینہ کرنے کی بجائے غیب پر ایمان لایا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج4، ص50، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(11) رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں، لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص631، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(12) معراج وصلِ محبّ ومحبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص631، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(13) معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنتِ الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے، جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے ﴿**وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم**﴾ ترجمہ: اے رحمت عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا

نہیں۔لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔ (فتاوی رضویہ،ج29،ص631،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مسجدِ اقصیٰ تک معراج کی حکمتیں:

معراج کی رات حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ابتداء ہی سے آسمانوں پر کیوں نہیں لے جایا گیا، پہلے مسجدِ اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟اس کی متعدد حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں،جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1)اس بابرکت رات میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے دونوں ہی قبلوں کی رؤیت اکٹھی ہوجائے۔"لیجمع -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- فِي تِلْكَ اللَّيْلَة بَين رُؤْيَة الْقبْلَتَيْنِ "ترجمہ:تاکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے اس رات میں دوقبلوں کی رؤیت جمع ہوجائے۔

(عمدۃ القاری،باب حدیث الاسراء،ج17،ص19،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(2)"لِأَن بَيت الْمُقَدّس كَانَ هِجْرَة غَالب الْأَنْبِيَاء قبله فَرَحل إِلَيْهِ ليجمع بَين أشتات الْفَضَائِل "ترجمہ:چونکہ بیت المقدس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے اکثر انبیاء کی ہجرت گاہ ہے ،لہذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی طرف سفر فرمایا تاکہ دیگر فضائل کی طرح یہ فضیلت بھی آپ میں جمع ہوجائے۔

(عمدۃ القاری،باب حدیث الاسراء،ج17،ص19،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(3)" لِأَنَّهُ مَحل الْمَحْشَر وغالب مَا اتّفق لَهُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَة يُنَاسب الْأَحْوَال الأخروية "ترجمہ:محشر اس زمین پر برپا ہوگا،اور اس رات جو معاملات پیش آئے اکثر احوال اخرویہ کے مناسب ہیں،لہذا آپ کا سفر ابتداء بیت المقدس کی طرف ہوا۔

(عمدۃ القاری،باب حدیث الاسراء،ج17،ص19،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(4)مسجدِ اقصیٰ کے سب ستونوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کی دعا

کی تھی،اسی وجہ سے پہلے مسجد اقصیٰ تشریف لے کر گئے۔تفسیر روح معانی میں ہے"ان أسطوانات المسجد قالت ربنا حصل لنا من كل نبي حظ وقد اشتقنا إلى محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فارزقنا لقاءه فبدیء بالإسراء به إلى المسجد تعجيلا للإجابة "ترجمہ:مسجد اقصی کے تمام ستونوں نے دعا کی:ہمیں ہر نبی کی برکت سے حصہ ملا ہے،ہمیں محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کا شوق ہے،اے اللہ!ہمیں ان کی زیارت سے مشرف فرما۔ان ستونوں کی دعا کی قبولیت میں تعجیل کی وجہ سے معراج کا آغاز مسجد اقصی سے ہوا۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج8،ص14،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(5)"لتتشرف به أرض المحشر ذهابا وإيابا "ترجمہ:تاکہ وہ زمین جس پر محشر برپا ہونا ہے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آنے جانے سے شرف پائے۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج8،ص14،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(6)آسمان کا دروازہ جس سے ملائکہ اوپر چڑھتے ہیں وہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے،پہلے مسجد اقصیٰ اس لیے تشریف لے کر گئے کہ پھر ادھر ہی سے آسمانوں پر جانا تھا۔تفسیر روح المعانی میں ہے"لأن باب السماء الذي يقال مصعد الملائكة علیہم السلام على مقابلة صخرة بيت المقدس فقد نقل عن كعب الأحبار أنه قال:إن لله تعالى بابا مفتوحا من سماء الدنيا إلى بيت المقدس ينزل منه كل يوم سبعون ألف ملك يستغفرون لمن أتى بيت المقدس وصلى فيه فأسرى به صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إلى هناك أولا ثم عرج به ليكون صعوده على الاستواء "ترجمہ:کیونکہ آسمان کا وہ دروازہ جس کا نام مصعد الملائکہ ہے یہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے،کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دنیا سے ایک دروازہ بیت المقدس پر کھولا ہے جس سے ہر دن ستر

ہزار ملائکہ اترتے ہیں جو کہ اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو بیت المقدس آئے اور وہاں نماز پڑھے، پس نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اولاً اسی طرف معراج کروائی گئی پھر آسمان کی طرف تا کہ سیدھا اوپر چڑھا جائے۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج8،ص14،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(7)''والحكمة فی ذلك أن يظهر أنه إمام الكل عليه الصلاة والسلام''اس میں یہ حکمت تھی کہ ظاہر ہو جائے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام سب کے امام ہیں۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج8،ص13،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(8) کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعوٰی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے، بخلاف بیت المقدس جس کو انہوں نے اچھی طرح دیکھا تھا اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب شربینی شافعی (المتوفی 977ھ) فرماتے ہیں''قال البقاعی:ولعل حذف ذكر المعراج من القرآن هنا لقصور أفهامهم عن إدراك أدلته، لو أنكروه بخلاف الإسراء فإنه أقام دليله عليهم بما شاهدوه من الأمارات التی وصفها لهم وهم قاطعون بأنه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لم يرها قبل ذلك فلما بان صدقه بما ذكر من الأمارات أخبر بعد ذلك من أراد الله تعالى بالمعراج''ترجمہ:امام بقاعی کہتے ہیں:قرآن مجید میں آسمانی معراج کو بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کفار انکار کرتے تو ان کو جو دلائل دیئے جاتے ان کو سمجھنے سے ان کے عقلیں قاصر رہتیں، (کیونکہ انہوں نے آسمان نہ دیکھے تھے)، برخلاف مسجد اقصیٰ کی معراج کے، لہٰذا ان پر اس سے حجت قائم فرمائی جس کی علامات انہوں نے دیکھی تھیں اور وہ کفار قطعی طور پر

جانتے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے پہلے مسجد اقصیٰ کو نہیں دیکھا، جب ظاہر ہو گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو نشانیاں بتائی ہیں وہ سچی ہیں تو اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے آسمانی معراج کی خبر دی۔

(تفسیر سراجِ منیر،سورۃ الاسراء،ج2،ص274،مطبعۃ بولاق،القاہرہ)

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَه

(1)اس کا نام مبارک رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء کا مسکن، ملائکہ اور وحی اترنے کی جگہ ہے۔''قال مجاهد:سماه مباركاً لأنه مقر الأنبياء ومهبط الملائكة والوحی، ومنه يحشر الناس يوم القيامة''ترجمہ:مجاہد کہتے ہیں کہ اس کا نام مبارک اس وجہ سے رکھا کہ یہ انبیاء کا مسکن، ملائکہ اور وحی اترنے کی جگہ ہے اور قیامت کے دن اسی جگہ لوگوں کا حشر ہوگا۔

(شرح البخاری للسفیری،المجلس الحادی عشر،ج1،ص254،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(2)اس کا نام مبارک اس برکت کی وجہ سے رکھا جو اس سے پیدا ہوتی ہے اور تمام زمینوں کو عام ہوتی ہے کیونکہ تمام زمینوں کا پانی وہاں نیچے سے جاری ہوتا ہے۔''سماه مباركاً من بركة نشأت منه فعمت جميع الأرض، لأن مياه الأرض كلها انفجارها كان من تحت الصخرة''ترجمہ:اس کا نام مبارک اس لیے رکھا کہ اس سے برکات پیدا ہو کر تمام زمین کو مل رہی ہے کیونکہ روئے زمین کے پانی کا مرکز صخرۂ بیت المقدس ہی ہے۔

(شرح البخاری للسفیری،المجلس الحادی عشر،ج1،ص254،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(3)ایک نماز پڑھیں تو ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا((أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ)) ترجمہ: بیت المقدس محشر بر پا ہونے کی زمین ہے، اس میں

آؤ تو نماز پڑھو کہ اس میں ایک نماز ایسے ہے جیسا کہ اس کے غیر میں ایک ہزار نمازیں۔ (سنن ابن ماجه،ج1،ص451،داراحياء الكتب العربيه،بيروت)

(3) دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حدیث پاک میں ہے((وَلَا يَقْرَبُ أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ مَسْجِدَ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، وَمَسْجِدَ الطُّورِ، وَمَسْجِدَ الْأَقْصَى)) ترجمہ: دجال چار مسجدوں کے قریب نہیں جاسکے گا (1) مسجد حرام (2) مسجد نبوی (3) مسجد طور (4) مسجد اقصی۔

(مسنداحمدبن حنبل،ج39،ص90،مؤسسة الرساله،بيروت)

(5) جو اس کی زیارت کرے اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو مٹاتا ہے اور جو اس میں نماز پڑھے اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔((ان من زاره حط الله عنه أوزاره ومن صلى فيه كفر الله عنه ذنوبه)) ترجمہ: جو اس کی زیارت کرے اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو مٹائے گا اور جو اس میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹائے گا۔ (شرح البخاری للسفيری،المجلس الحادی عشر،ج1،ص254،دارالكتب العلميه،بيروت)

لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں "الذی رآه إبراهيم ملكوت السموات والأرض، وَالَّذِي رَآهُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْضَ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى، وَلَا شَكَّ أَنَّ آيَاتِ اللَّهِ أَفْضَلُ" ترجمہ: جو ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا وہ زمین وآسمان کی بادشاہی تھی اور جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیاں تھیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ کی نشانیاں افضل واعلیٰ ہیں۔ (تفسير كبير،ج20،ص292،داراحياء التراث العربی،بيروت)

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اگر ضمیر باری تعالیٰ کی طرف لوٹائی جائے تو اس کے دو مفہوم بنیں گے:

(1) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور اس کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "أَيْ أَنَّ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ هُوَ السَّمِيعُ لِأَقْوَالِ مُحَمَّدٍ، الْبَصِيرُ بِأَفْعَالِهِ" ترجمہ: یعنی جس ذات نے اپنے بندۂ خاص کو معراج کرائی ہے وہ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور اس کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔

(تفسير كبير،ج20،ص292،داراحياء التراث العربی،بيروت)

(2) لوگ جو واقعۂ معراج میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بول رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سننے والا اور جو کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے والا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "وَقِيلَ: الْمُرَادُ سَمِيعٌ لِمَا يَقُولُونَ لِلرَّسُولِ فِي هَذَا الْأَمْرِ، بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ فِي هَذِهِ الْوَاقِعَةِ" ترجمہ: کہا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس معراج کے معاملہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سننے والا ہے اور جو وہ اس واقعہ میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے والا ہے۔ (تفسير كبير،ج20،ص293،داراحياء التراث العربی،بيروت)

اگر ضمیر عبد کی طرف لوٹائی جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا کلام سننے والے اور اسے دیکھنے والے ہیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی (المتوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "ولا بعد في أن يرجع الضمير إلى العبد كما نقله أبو البقاء انتهى وتبعه فيه بعض المحشين ولا يرد عليه شيء ولا يمتنع إطلاق السميع والبصير على غيره تعالى، كما توهم لا مطلقاً ولا مقيداً نعم الأوّل أظهر ولذا ذهب إليه الأكثر" ترجمہ: بعید نہیں کہ ضمیر کو عبد کی طرف لوٹایا جائے جیسا کہ اس کو ابو البقاء نے نقل کیا ہے، اور ان کی اتباع بعض محشین نے کی ہے، یہ بھی کوئی قابلِ اعتراض تفسیر نہیں ہے، اور نہ ہی سمیع اور بصیر کا اطلاق غیرِ خدا پر ممتنع ہے نہ مطلقاً نہ مقیداً جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔ ہاں اول تفسیر زیادہ

ظاہر ہے، اسی وجہ سے اکثر نے اسے ہی اختیار کیا ہے۔

(حاشیۃ تفسیر بیضاوی، سورۃ الاسراء، ج6، ص7، دارصادر، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے ''فی قوله **إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** اشارة الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم هو السميع الذی قال الله'' ترجمہ: اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سننے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص106، دارالفکر، بیروت)

قرآن مجید اور معراج کا آخری حصہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ

الْقُوَى ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں کرتے مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے، انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقت ور نے، پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا، اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا، پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی، دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو، اور **انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا**، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماوی ہے، جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، **آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی**، بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(پ27، سورۃ النجم، آیات1تا18)

والنجم اذاھوی

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق ''النجم'' سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ''اذا ھوی'' سے مراد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج آسمان سے اترے، اب اس کا ترجمہ یوں ہوگا: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے ''وقال

جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهويه نزوله من السماء ليلة المعراج، وجوز على هذا أن يراد بهويه صعوده وعروجه علیہ الصلاۃ والسلام إلى منقطع الأين ''ترجمہ:امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''**والنجم**'' سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اور''**اذا ھوی**'' سے مراد یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج آسمان سے اترے،اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''**اذا ھوی**'' سے مراد یہ ہو کہ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہاءِ مکان تک صعود وعروج کیا۔ (تفسیر روح المعانی،ج14،ص45،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر بغوی میں یہ قول ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے''وَقَالَ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ:يَعْنِي مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم أنزل من السماء إلى الأرض ليلة المعراج ''امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''**والنجم**'' سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے جب آپ شب معراج آسمانوں سے زمین کی طرف اترے۔ (تفسیر بغوی،سورۃ النجم،ج4،ص301،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو''النجم''کہنے کی وجہ

''النجم'' کے چار معانی تفسیر کبیر میں لکھے ہیں:(1)ثریا(2)ستارہ (3)قرآن کے اجزاء(4)نباتات۔

یہ چاروں معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پائے جاتے ہیں، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم فرمایا گیا:

(1)ثریا(سات ستاروں کا جھرمٹ)اپنی خاص علامت کی وجہ سے دیکھنے والوں کے لیے بالکل ظاہر اور واضح ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے واضح معجزات کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہیں،اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم یاد

فرمائی ہے۔تفسیر کبیر میں ہے''أَمَّا عَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ الثُّرَيَّا فَهُوَ أَظْهَرُ النُّجُومِ عِنْدَ الرَّائِي لِأَنَّ لَهُ عَلَامَةً لَا يَلْتَبِسُ بِغَيْرِهِ فِي السَّمَاءِ وَيَظْهَرُ لِكُلِّ أَحَدٍ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم تَمَيَّزَ عَنِ الْكُلِّ بِآيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَأَقْسَمَ بِهِ ''ترجمہ:بہر حال ہمارے قول پر اس سے مراد ثریا ہے کہ ثریا وہ ستارہ ہے جو کہ دیکھنے والے پر بالکل ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس کے لئے ایسی علامت ہے جس کی وجہ سے وہ آسمان میں اپنے غیر سے ملتبس نہیں ہوتا اور ہر ایک کے لئے واضح ہوتا ہے،اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واضح نشانیوں کے ذریعے ہر ایک سے ممتاز ہو گئے تو اللہ تعالی نے لفظ نجم کے ذریعے(آپ کی)قسم یاد فرمائی۔

(تفسیر کبیر،سورۃ النجم،ج28،ص231،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(2)اس کا معنی مطلق ستارہ لیں تو ستارے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو آسمان پر ہیں جن سے ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن سے شیطان کو مارا جاتا ہے اور ان کے سبب شیطان آسمانوں سے دور ہوتا ہے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سبب شیطان زمین سے دور ہوتا ہے۔تفسیر کبیر میں ہے''عَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ هِيَ النُّجُومُ الَّتِي فِي السَّمَاءِ لِلِاهْتِدَاءِ نَقُولُ النُّجُومُ بِهَا الِاهْتِدَاءُ فِي الْبَرَارِي فَأَقْسَمَ اللَّهُ بِهَا لِمَا بَيْنَهُمَا مِنَ الْمُشَابَهَةِ وَالْمُنَاسَبَةِ، وَعَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ الرُّجُومُ مِنَ النُّجُومِ، فَالنُّجُومُ تُبْعِدُ الشَّيَاطِينَ عَنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَنْبِيَاءُ يُبْعِدُونَ الشَّيَاطِينَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ''ترجمہ:ہمارے قول میں (اگر)وہ ستارے مراد ہوں جو آسمانوں میں ہدایت کے لیے ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ستاروں سے زمین میں ہدایت حاصل کی جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم یاد فرمائی دونوں میں مناسبت ومشابہت کی وجہ سے۔اور ہمارے قول پر

(اگر) اس سے مراد وہ ستارے ہیں جن سے شیاطین کو رجم کیا جاتا ہے تو اب مناسبت یہ ہوگی کہ یہ ستارے شیاطین کو اہلِ آسمان سے دور کرتے ہیں اور انبیاء اہلِ زمین سے شیاطین کو دور کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(3) اس کا معنی قرآن مجید لیں تو قرآن پاک تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا معجزہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدق پر دلیل ہے، اس لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نجم فرما کر آپ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے ''وَعَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ الْقُرْآنُ فَهُوَ اسْتَدَلَّ بِمُعْجِزَةِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَى صِدْقِهِ وَبَرَاءَتِهِ'' ترجمہ: ہمارے قول پر (اگر) اس سے مراد قرآن ہو تو پس یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدق اور برأت پر دال ہے۔ (تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) اس کا معنی نباتات لیں تو نباتات سے جسمانی قوتوں کا ثبات اور ان کی اصلاح ہوتی ہے، اور قوتِ عقلیہ کی اصلاح بدرجۂ اولیٰ درکار ہے اور یہ رسولوں (بالخصوص سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) سے حاصل ہوتی ہے، اس لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نجم فرما کر آپ کی قسم یاد فرمائی گئی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے ''وَعَلَى قَوْلِنَا النَّجْمُ هُوَ النَّبَاتُ، فَنَقُولُ النَّبَاتُ بِهِ ثَبَاتُ الْقُوَى الْجُسْمَانِيَّةِ وَصَلَاحُهَا وَالْقُوَّةُ الْعَقْلِيَّةُ أَوْلَى بِالْإِصْلَاحِ، وَذَلِكَ بِالرُّسُلِ'' ترجمہ: ہمارے قول پر نجم کا معنی نباتات لیں تو نباتات سے جسمانی قوتوں کا ثبات اور ان کی اصلاح ہوتی ہے، اور قوتِ عقلیہ کی اصلاح بدرجۂ اولیٰ درکار ہے اور یہ رسولوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ثُمَّ دَنا فَتَدَلی سے لے کر تین آیات کی تفسیر

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ

قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۝﴾ کی ضمائر سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس مراد ہے، تو اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دو کمانوں کے فاصلے جتنا بلکہ اس سے قریب ہوا اور اوحی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف وحی فرمائی۔ تفسیر روح المعانی میں ہے ''وجوز أن تكون الضمائر في ﴿دنا فتدلّى فكانَ قاب قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى﴾ على ما روى عن الحسن للنبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، والمراد ثم دنا النبي عليه الصلاة والسلام من ربه سبحانه فكان منه عزوجل قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى والضمائر في ﴿فَأَوْحى﴾ إلخ لله تعالى'' ترجمہ: جائز ہے کہ ﴿ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی﴾ میں ضمائر امام حسن کی روایت کے مطابق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے ہوں، اور مراد یہ ہے کہ پھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے رب کے قریب ہوئے پس آپ کا رب آپ سے قوسین یا اس سے بھی کم فاصلے پر تھا، اور اسی طرح ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ میں موجود ضمائر کا مرجع اللہ جل مجدہ کی ذات اقدس ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ النجم، ج14، ص52، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مذکورہ تفسیر کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے ((حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ: خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ)) ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے، جبار رب العزت آپ کے قریب ہوا حتی کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف جو وحی فرمائی تھی

فرمائی، آپ کی امت پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔

(صحیح بخاری، باب قوله، کلم الله موسیٰ تکلماً، ج9، ص149، دارطوق النجاة)

ابن عساکر وخطیب بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما **حضرت انس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((**لمّا اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینه کقاب قوسین اوادنٰی، وقال لی یا محمد! هل غمّك ان جعلتك أخر النبیین قلت لا (یارب) قال فهل غم امّتك ان جعلتهم أخر الامم۔ قلت لا (یارب)، قال اخبر امتك انی جعلتهم أخر الامم لافضح الامم عندهم ولا افضحهم عند الامم**)) ترجمہ: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔ رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء علیہم السلام سے متأخر کیا؟ عرض کی: نہیں اے رب میرے! فرمایا: کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا؟ میں نے عرض کی: نہیں اے رب میرے! فرمایا: امتوں سے اس لئے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجه الی السماء الخ، جلد3، صفحه295، 96، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ ومنح محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی رحمہما اللہ **فرماتے ہیں** "(ومنها انه رای الله تعالٰی بعینیه) یقظة علی الراجح (وکلمه الله تعالٰی فی الرفیع الاعلی) علی سائر الامکنة وقدروی ابن عساکر عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا لما اسری لی قربنی ربی حتی کان بینی وبینه قاب قوسین اوادنی" ترجمہ: **نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ** عزوجل **کو اپنی**

آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل **نے حضور سے اس بلند وبالا تر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **سے روایت کی کہ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔**

(المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی، جلد 2، صفحه634، المکتب الاسلامی، بیروت)

أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمة النیشابوری رحمۃ اللہ علیہ **(المتوفی 311ھ) نے** "کتاب التوحید وإثبات صفات الرب عزوجل" **میں بحوالہ حدیث اس بات کی صراحت فرمائی کہ اس سے مراد رب تعالیٰ کی ذات ہے جبریل** علیہ السلام **نہیں** "قال أبو بکرفأما قوله: جل وعلا ﴿**ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین أو أدنی**﴾ ففی خبر شریك بن عبد الله بن أبی نمیر، عن أنس بن مالك، بیان ووضوح أن معنی قوله ﴿**دنا فتدلی**﴾ إنما دنا الجبار رب العزة، لا جبریل" **ترجمہ: امام ابوبکر فرماتے ہیں: بہر حال اللہ** عزوجل **کا یہ فرمان ﴿ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین أو أدنی﴾ تو شریک بن عبد اللہ بن نمیر کی انس بن مالک سے روایت کے مطابق اس کی وضاحت یہ ہے ﴿دنا فتدلی﴾ کا معنی یہ ہے کہ اللہ** عزوجل **قریب ہوا نہ کہ جبرئیل امین۔**

(کتاب التوحید وإثبات صفات الرب عز وجل، جلد2، صفحه502، مکتبة الرشد، الریاض)

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى

تفسیر روح المعانی میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ **کے حوالے سے نقل کیا کہ** ﴿**وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى**﴾ **میں ضمیر منصوب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے، (اس صورت میں اس کا ترجمہ ہوگا کہ حضور** صلی اللہ علیہ وسلم **نے اپنے رب کا جلوہ دوبارہ دیکھا) اور امام حسن بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم **نے اپنے رب کو دیکھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے** "ولعل الحسن یجعل الضمائر فی قوله

سبحانه:﴿ثُمَّ دَنا فَتَدَلَّى فَكانَ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى فَأَوْحى إِلى عَبْدِهِ ما أَوْحى﴾ له عزوجل أيضا، وكذا الضمير المنصوب في قوله تعالى :﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرى﴾ فقد كان عليه الرحمة يحلف بالله تعالى، لقد رأى محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربه "ترجمہ: شاید کہ امام حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ثُمَّ دَنا فَتَدَلَّى فَكانَ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى فَأَوْحى إِلى عَبْدِهِ ما أَوْحى﴾ میں ضمائر کو اللہ عزوجل کے لئے بنایا، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرى﴾ میں ضمیر منصوب کو بھی اللہ عزوجل کے لئے بنایا ہے، پس ان پر اللہ کی رحمت ہو وہ حلفاً کہتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ النجم، ج14، ص52، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے ((عن عبدالله بن عباس انه كان يقول ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رأى ربه مرتين مرة ببصره ومرة بفواده)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارا اپنے رب کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط، ج6، ص356، مکتبۃ المعارف، ریاض)

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی

ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو يصف سدرة المنتهى (وذكر الحديث الى ان قالت)قلت يارسول الله مارأيت عندها ؟قال رأيته عندها يعنى ربه)) ترجمہ: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرماتے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس رب کا دیدار ہوا۔

(الدرالمنثور في التفسير بالماثور بحواله ابن مردويه ،تحت آية 1/17 ،ج5،ص194،داراحياء التراث العربي ،بيروت)

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

یعنی جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ اس آیتِ پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں" ان رؤية الله كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله﴿ما زاغ البصر إلخ﴾ لان وصف البصر بعدم الزيغ يقتضى ان ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال ما زاغ قلبه واما القول بأنه يجوز ان يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بدله من القرينة وهى ههنا معدومة "ترجمہ: مازاغ البصر کے فرمان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو دیکھنا جاگتے ہوئے ظاہری آنکھوں کے ساتھ تھا کیونکہ بصر کو عدمِ زیغ سے موصوف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ جاگتے ہوئے تھا، اگر رؤیت قلبیہ ہوتی تو مازاغ قلبه کہا جاتا، بہرحال یہ کہنا کہ یہاں بصر سے مراد بصر قلبی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مراد کے لئے کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں معدوم ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج9، ص228، دارالفکر، بیروت)

انبیاء کی معراجیں

اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی معراج کا شرف عطا فرمایا، جس طرح باقی اوصاف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل واعلیٰ ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی معراجوں سے بلند وبالا ہے۔

معراجِ موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کی معراج یہ ہے کہ وعدہ کے مطابق بروقت کوہِ طور پر پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان سے بلا واسطہ کلام فرمایا، جب کلام سنا تو دیدار کا شوق پیدا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھوں، ارشادِ خداوندی ہوا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش گئے، اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (پ9، سورۃ الاعراف، آیت143)

موازنہ:

(1) موسیٰ علیہ السلام خود حاضر ہوئے، ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى﴾ جب موسیٰ حاضر ہوا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت143)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد ہوتا ہے ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت1)

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

(2) موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام بھی فرمایا اور دیدار بھی کروایا۔

(3) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ﴾ اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت143)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَارَقَنِي جِبْرِيلُ .. فَانْقَطَعَتِ الْأَصْوَاتُ عَنِّي فَسَمِعْتُ كَلَامَ رَبِّي وَهُوَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ. اُدْنُ اُدْنُ)) ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے، آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہوجا، قریب ہوجا۔

(الشفاء بتعريف حقوق مصطفى، الفصل السادس مناجاته لله تعالىٰ، ج1، ص390، دارالفيحاء، عمان)

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

(4) تجلی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ پاش پاش ہوگیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے، وہ تجلی ستر ہزار پردوں سے ظاہر ہوئی۔ تفسیر مظہری میں ہے ''وحكى عن سهل بن سعد الساعدي ان الله اظهر من سبعين الف حجاب من نور قدر الدرهم فجعل الدرهم للجبل دكا ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾ '' ترجمہ: سہل بن سعد سے

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور کے ستر ہزار حجابات میں سے درہم کی مقدار نور کو ظاہر فرمایا جس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾۔ (تفسیر مظہری، سورۃ الاعراف، آیت143، ج3، ص403، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((رأیت ربی عزوجل)) ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ج1، ص285، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور کس شان سے دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مازاغ البصر وما طغیٰ﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت17)

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی　　قصۂ طور ومعراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی　　کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((لَمَّا كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى كَانَ يُبْصِرُ دَبِيبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی، من اسمہ احمد، ج1، ص65، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الرابع وفور عقلہ وفصاحۃ لسانہ، ج1، ص165، دار الفیحاء، عمان ☆ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف، آیت 143، ج3، ص425، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ

بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مازاغ البصر وما طغیٰ﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت17)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلی فحصولها للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاسراء" ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، ج1، ص381، دار الکتاب العربی، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فرأيته عزوجل وضع كفه بين كتفي فوجدت برد انامله بين ثدي فتجلى لي كل شيء وعرفت)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص 221، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

معراجِ ادریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور کتاب میں ادریس

کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا۔ (پ16،سورۂ مریم،آیت56,57)

اس آیت پاک کے تحت مفسرین نے حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج کو بیان کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام کے ساتھ دوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی سیر کی۔اس کا تفصیلی واقعہ تفسیر درمنثور میں کچھ یوں درج ہے"أخرج ابن الْمُنْذر عَن عمر مولى غفرة يرفع الحَدِيث إِلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِن إِدْرِيس كَانَ نَبيا تقياً زكياً وَكَانَ يقسم دهره على نِصْفَيْنِ: ثَلَاثَة أَيَّام يعلم النَّاس الْخَيْر وَأَرْبَعَة أَيَّام يسيح فِى الْأَرْض ويعبد الله مُجْتَهدا وَكَانَ يصعد من عمله وَحده إِلَى السَّمَاء من الْخَيْر مثل مَا يصعد من جَمِيع أَعمال بنى آدم وَإِن ملك الْمَوْت أحبه فِى الله فَأَتَاهُ حِين خرج للسياحة فَقَالَ لَهُ :يَا نَبِى الله إِنِّى أُرِيد أَن تأذن لى فِى صحبتك فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس -وَهُوَ لَا يعرفهُ :-إِنَّك لن تقوى على صحبتى قَالَ:بلَى إِنِّى أَرْجُو أَن يقوينى الله على ذَلِك فَخرج مَعَه يَوْمه ذَلِك حَتَّى إِذا كَانَ من آخر النَّهَار مر براعى غنم فَقَالَ ملك الْمَوْت لإدريس :يَا نَبِى الله إِنَّا لَا نَدْرِى حَيْثُ نمسى فَلَو أَخذنَا جفرة من هَذِه الْغنم فأفطرنا عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس : لَا تعد إِلَى مثل هَذَا تدعُونِى إِلَى أَخذ مَا لَيْسَ لنا من حَيْثُ نمسى يَأْتِى الله برزق فَلَمَّا أَمْسَى أَتَاهُ الله بالرزق الَّذِى كَانَ يَأْتِيهِ فَقَالَ لملك الْمَوْت :تقدم فَكل فَقَالَ ملك الْمَوْت :لَا وَالَّذِى أكرمك بِالنُّبُوَّةِ مَا أشتهى فَأكل إِدْرِيس

وقاما جَمِيعًا إِلَى الصَّلَاة ففتر إِدْرِيس وكل ومل ونعس وَملك الْمَوْت لَا يفتر وَلَا يمل وَلَا يَنْعس فَعجب مِنْهُ وَقَالَ :قد كنت أَظن أَنِّى أقوى النَّاس على الْعِبَادَة فَهَذَا أقوى منى فصغرت عِنْده عِبَادَته عِنْدَمَا رأى مِنْهُ ثمَّ أصبحا فساحاً فَلَمَّا كَانَ آخر النَّهَار مرا بحديقة عِنَب فَقَالَ ملك الْمَوْت لإدريس :يَا نَبِى الله لَو أَخذنَا قطفاً من هَذَا الْعِنَب لأَنا لَا نَدْرِى حَيْثُ نمسى فَقَالَ إِدْرِيس:ألم أَنْهَك عَن هَذَا وَأَنت حَيْثُ تمسى يأتينا الله برزق فَلَمَّا أَمْسَى أَتَاهُ الله الرزق الَّذِى كَانَ يَأْتِيهِ فَأكل إِدْرِيس فَقَالَ لملك الْمَوْت هَلُمَّ فَكل فَقَالَ :لَا وَالَّذِى أكرمك بِالنُّبُوَّةِ يَا نَبِى الله لَا أشتهى فَعجب ثمَّ قاما إِلَى الصَّلَاة ففتر إِدْرِيس أَيْضا وكل ومل وَملك الْمَوْت لَا يكلّ وَلَا يفتر وَلَا يَنْعس فَقَالَ لَهُ عِنْد ذَلِك إِدْرِيس :لَا وَالَّذِى نَفسِى بِيَدِهِ مَا أَنْت من بنى آدم فَقَالَ لَهُ ملك الْمَوْت عِنْده ذَلِك:أجل لست من بنى آدم فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس :فَمن أَنْت قَالَ :أَنا ملك الْمَوْت فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس:أمرتَ فىَّ بِأَمْر فَقَالَ لَهُ:لَو أمرت فِيك بِأَمْر مَا ناظرتك (نظرتك)وَلَكِنِّى أحبك فِى الله وصحبتك لَهُ فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس:يَا ملك الْمَوْت إِنَّك معى ثَلَاثَة أَيَّام بلياليها لم تقبض روح أحد من الْخلق قَالَ:بلَى وَالَّذِى أكرمك بِالنُّبُوَّةِ يَا نَبِى الله إِنِّى مَعَك من حِين رَأَيْت وَإِنِّى أَقبض نفس من أمرت بِقَبض نَفسه فِى مَشَارِق الأَرْض وَمَغَارِبهَا وَمَا الدُّنْيَا عِنْدِى إِلَّا بِمَنْزِلَة الْمَائِدَة بَين يَدى الرجل يمد يَده ليتناول مِنْهَا مَا شَاءَ،فَقَالَ لَهُ إِدْرِيس:يَا ملك الْمَوْت

أَسأَلك بِالَّذِى أحببتنى لَهُ وَفِيه أَلا (أَلا)قضيت لى حَاجَة أسألكها فَقَالَ لَهُ ملك الـمَوُت:سلنى مَا أَحْبَبْت يَا نَبِى الله ،فَقَالَ:أحب أَن تذيقنى الُمَوُت وتفرق بَين روحى وجسدى حَتَّى أجد طعم الُمَوُت ثَمَّ ترد إِلَىّ روحى فَقَالَ لَهُ ملك الُمَوُت -عليه السلام :مَا أقدر على ذَلِك إِلَّا أَن اسُتَأُذن فِيهِ رَبِّى فَقَالَ لَهُ إِدُرِيس عليه السلام:فاستأذنه فِي ذَلِك فعرج ملك الُمَوُت إِلَى ربه فَأذن لَهُ فَقبض نَفسه وَفرق بَين روحه وَجَسَده فَلَمَّا سقط إِدُرِيس عليه السلام مَيتا رد إِلَيْهِ روحه وطفق يمسح وَجهه وَهُوَ يَقُول :يَا نَبِى الله مَا كنت أُرِيد أَن يكون هَذَا حظك من صحبتى فَلَمَّا أَفَاق قَالَ لَهُ ملك الُمَوُت :يَا نَبِى الله كَيفَ وجدت قَالَ :يَا ملك الُمَوُت قد كنت أحدث وأسمع فَإِذا هُوَ أعظم مِمَّا كنت أحدث وأسمع ثمَّ قَالَ :يَا ملك الُمَوُت أُرِيد مِنُك حَاجَة أُخُرَى قَالَ :وَمَا هِيَ قَالَ:ترينى النَّار حَتَّى أنظر إِلَى لمحة مِنُهَافَقَالَ لَهُ ملك الُمَوُت :وَمَا لَك وَالنَّار إِنِّى لأرجو أَن لَا ترَاهَا وَلَا تكون من أَهلهَا قَالَ: بلَى أُرِيد ذَلِك ليَكُون أَشد لرهبتنى وخوفى مِنُهَا فَانُطَلق إِلَى بَاب من أَبُوَاب جَهَنَّم فَنَادَى بعض خزنتها فَأَجَابُوهُ وَقَالُوا :من هَذَا قَالَ :أَنا ملك الُمَوُت فارتعدت فرائصهم ،قَالُوا:أمرت فِينَا بِأَمر فَقَالَ:لَو أمرت فِيكُم بِأَمر مَا ناظرتكم وَلَكِن نَبِى الله إِدُرِيس -عليه السلام -سَأَلَنى أَن تروه لمحة من النَّارففتحوا لَهُ قدر ثقب الُمخيط فَأَصَابَهُ من حرهَا ولهبها وزفيرها مَا صعق فَقَالَ ملك الُمَوُت :أغلقوا فأغلقوا فَمسح ملك الُمَوُت وَجهه وَهُوَ يَقُول :

يَا نَبِى الله مَا كنت أحب أَن يكون هَذَا حظك من صحبتى فَلَمَّا أَفَاق قَالَ لَهُ ملك الُمَوُت:يَا نَبِى الله كَيفَ رَأَيْت قَالَ :يَا ملك الُمَوُت كنت أحدث وأسمع فَإِذا هُوَ أعظم مِمَّا كنت أحدث وأسمع فَقَالَ لَهُ:يَا ملك الُمَوُت قد بقيت لى حَاجَة أُخُرَى لم يبُق غَيرهَاقَالَ:وَمَا هِيَ قَالَ:ترينى لمحة من الُجنَّة قَالَ لَهُ ملك الُمَوُت -عليه السلام:يَا نَبِى الله أبشر فَإنَّك إِن شَاءَ الله من خِيَار أَهلهَا وَأَنَّهَا إِن شَاءَ الله مقيلك ومصيرك، فَقَالَ:يَا ملك الُمَوُت إِنِّى أحب أَن أنظر إِلَيْهَا وَلَعَلَّ ذَلِك أَن يكون أَشد لشوقى وحرصى وطلبى فَذهب بِهِ إِلَى بَاب من أَبُوَاب الُجنَّة فَنَادَى بعض خزنتها فَأَجَابُوهُ فَقَالُوا:من هَذَا قَالَ:ملك الُمَوُت،فارتعدت فرائصهم وَقَالُوا:أمرت فِينَا بِشَيُء فَقَالَ:لَو أمرت فِيكُم بِشَيُء مَا ناظرتكم وَلَكِن نَبِى الله إِدُرِيس -عليه السلام -سَأَلَ أَن ينظر إِلَى لمحة من الُجنَّة فافتحوافَلَمَّا فتح أَصَابَهُ من بردهَا وطيبها وريحانها مَا أَخذ بِقَلُبِه فَقَالَ:يَا ملك الُمَوُت إِنِّى أحب أَن أدخل الُجنَّة فَآكل أَكلَة من ثمارها وأشرب شربة من مَائِهَا فَلَعَلَّ ذَلِك أَن يكون أَشد لطلبتى ورغبتى وحرصى فَقَالَ:ادخل،فَدخل فَأكل من ثمارها وَشرب من مَائِهَا،فَقَالَ لَهُ ملك الُمَوُت :اخُرُج يَا نَبِى الله قد أصبت حَاجَتك حَتَّى يردك الله مَعَ الُأَنُبِيَاء يَوُم الُقِيَامَةفاحتضن بساق شَجَرَة من شجر الُجنَّة وَقَالَ:مَا أَنا بِخَارِج مِنُهَا وَإِن شِئُت أَن أخاصمك خاصمتك فَأوحى الله إِلَى ملك الُمَوُت:قَاضه الُخُصُومَة،فَقَالَ لَهُ ملك الُمَوُت:مَا الَّذِى

تخاصمنی بِهِ يَا نَبِی الله فَقَالَ إِدُرِيس:قَالَ الله تَعَالَی﴿**كل نفس ذائقة الْمَوُت**﴾فقد ذقت الُمَوُت الَّذِی كتبه الله على خلقه مرّة وَاحِدَةوَقَالَ الله:﴿**وَإِن مِنُكُم إِلَّا واردها كَانَ على رَبک حتما مقضيا**﴾وَقد وردتها أفأردها مرّة بعد مرّة وَإِنَّمَا كتب الله وُرُودهَا على خلقه مرّة وَاحِدَة وَقَالَ لأهل الُجنَّة:﴿**وَمَا هم مِنُهَا بمخرجين**﴾أفأخرج من شَیُء سَاقه الله إلیّ فَأوحى الله إِلَى ملك الُمَوُت:خصمك عَبدِی إِدُرِيس وَعِزَّتِی وَجَلَالِی :إِن فِی سَابق علمی قبل أَن أخلقه أَنه لَا موت عَلَيُهِ إِلَّا الموتة الَّتِی ماتها وَأَنه لَا يرى جَهَنَّم غلا (خلا)الُورُد الَّذِی وردهَا وَأَنه يدُخل الُجنَّة فِی السَّاعَة الَّتِی دَخلهَا وَأَنه لَيُسَ بِخَارِج مِنُهَا فَدَعُهُ يَا ملك الُمَوُت فقد خصمك وَإِنَّهُ احُتج عَلَيُك بِحجَّة قَوِيَّة ''ترجمہ:ابن منذر نے غفرہ کے غلام عمر سے روایت کی وہ اس کو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے مرفوعا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک متقی پارسا نبی تھے انہوں نے اپنی زندگی کے ایام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا، تین دن لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتے اور چار دن زمین کی سیاحت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوب خوب عبادت کرتے، ان اکیلوں کا عمل جو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا وہ بنی آدم کے تمام اعمال کی مثل ہوتا، حضرت ملک الموت علیہ السلام کو ان سے اللہ کی رضا کے لئے محبت ہوگئی پس جس دن حضرت ادریس علیہ السلام سیاحت کے لئے نکلے تو ملک الموت علیہ السلام ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی میں آپ کی صحبت میں رہنے کی اجازت طلب کرتا

ہوں، ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا (اس حال میں کہ انہوں نے انہیں پہچانا نہیں تھا): بے شک تو میری صحبت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: کیوں نہیں میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائے گا، پس وہ اس دن ادریس علیہ السلام کے ساتھ نکلے جب دن کا آخری حصہ آیا تو ان کا گزر ایک بکریوں کے ریوڑ پر ہوا، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ہم نہیں جانتے کہ ہم رات کہاں گزاریں گے اگر ہم ان بکریوں میں سے کچھ لے لیں تا کہ ہم اس سے افطاری کر سکیں، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: تو ایسی چیز کی طرف مجھے نہ بلا، تو اس چیز کو لینے کی طرف مجھے بلاتا جو ہماری نہیں ہے، ہم جہاں رات گزاریں گے وہیں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرما دے گا، جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا رزق عطا فرمایا جتنا وہ انہیں دیتا تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا: آگے بڑھو اور کھاؤ، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر نبوت کے ساتھ انعام فرمایا مجھے حاجت نہیں ہے، ادریس علیہ السلام نے کھانا کھایا، پھر دونوں عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے، پس ادریس علیہ السلام جلد تھک گئے اور ان کو نیند آ گئی اور ملک الموت علیہ السلام نہ تو تھکے اور نہ انہیں نیند آئی، حضرت ادریس علیہ السلام کو ان پر تعجب ہوا اور فرمایا: میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میں عبادت پر کافی قوی ہوں حالانکہ یہ مجھ سے بھی قوی ہے پس جب انہوں نے ان کی عبادت کا حال دیکھا تو اپنے آپ کو ان سے عبادت کرنے میں کم پایا، اگلے دن صبح پھر دونوں سیر کے لئے گئے، دن کے آخری پہر ان کا گزر انگوروں کے ایک باغ پر ہوا

، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی اگر ہم ان انگوروں میں سے ایک گچھا لے لیں تو بہتر ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ہماری رات کہاں گزرے گی ، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا، تو جہاں رات گزارے گا اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا رزق وہیں پہنچا دے گا، جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا رزق عطا فرمایا جتنا وہ دیتا تھا، ادریس علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: آؤ کھانا کھالو، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے مشرف فرمایا ہے مجھے اس کی حاجت نہیں ہے، ادریس علیہ السلام کو ان پر تعجب ہوا، پھر دونوں عبادت کے لئے کھڑے ہوگئے ، ادریس علیہ السلام جلد ہی تھک گئے اور انہیں نیند آگئی جبکہ ملک الموت علیہ السلام نہ تو تھکے اور نہ ہی انہیں نیند آئی ، اس وقت ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بے شک تو انسانوں میں سے نہیں ہے ، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: جی ہاں میں واقعی انسانوں میں سے نہیں ہوں ، ادریس علیہ السلام نے پوچھا پھر تو کون ہے؟ عرض کی: میں ملک الموت ہوں ، ادریس علیہ السلام نے پوچھا: میرے بارے میں تمہیں کوئی حکم دیا گیا ہے؟ عرض کی: اگر مجھے آپ کے بارے میں کوئی حکم ملا ہوتا تو میں آپ کو مہلت نہ دیتا، ہاں میں آپ سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور اسی کی رضا کے لئے آپ کی صحبت اختیار کی ہے ، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت تو تین دن راتوں سے میرے ساتھ ہے کیا تو نے مخلوق میں سے کسی کی روح قبض نہیں کی؟ عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے

آپ کو نبوت سے نوازا بے شک جب سے آپ کے ساتھ ہوں اس دوران میں نے مشرق و مغرب میں سے ہر اس جان کی روح بھی قبض کی ہے جس کی روح قبض کرنے کے بارے میں مجھے حکم ہوا ہے بے شک دنیا میرے سامنے ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے سامنے دستر خوان ہو وہ دستر خوان میں سے جہاں سے چاہے کھاتا ہے، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت میں تجھ سے اس ذات کے واسطے سے ایک سوال کرتا ہوں جس کی رضا کے لئے تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو کیا تو میری اس حاجت کو پورا فرما دے گا جو میں تجھ سے سوال کروں گا؟ ، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ جو پسند فرمائیں پوچھیں، فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تو میری روح قبض کرے اور میری روح کو جسم سے جدا کردے تاکہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں اور اس کے بعد تو روح واپس لوٹا دے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا: میں اس بارے میں اللہ کے حکم کے بغیر کچھ قدرت نہیں پاتا، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: تو آپ اللہ سے اس کی اجازت طلب فرمائیں، پس ملک الموت علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ، اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ادریس علیہ السلام کی روح کو قبض فرما کر جسم سے جدا کیا، جب ادریس علیہ السلام حالتِ موت میں گر گئے تو ملک الموت علیہ السلام نے آپ کی روح واپس آپ کے جسم ڈال دی اور اپنے چہرے پر مسح کرتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی میں نہیں چاہتا تھا کہ میری صحبت سے آپ کو یہ تکلیف ملے، جب حضرت ادریس علیہ السلام کو افاقہ ہوا تو ملک الموت علیہ السلام نے استفسار فرمایا: اے اللہ کے نبی آپ نے موت کو کیسا پایا؟ فرمایا: میں موت کے متعلق گفتگو

کرتا اور سنتا تھا لیکن میں نے اسے اس سے بڑھ کر پایا ہے جتنا میں اس کے بارے میں گفتگو کرتا تھا اور سنتا تھا، پھر فرمایا: اے ملک الموت میری تجھ سے ایک اور حاجت بھی ہے، عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: تو مجھے دوزخ دکھا کہ میں اسے ایک لمحہ کے لئے دیکھوں، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: آپ کو دوزخ دیکھنے کی کیا حاجت ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اہلِ دوزخ سے ہوں گے، فرمایا: بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میں مزید عبادت گزار اور جہنم سے خوف کھانے والا ہو جاؤں، پس ملک الموت علیہ السلام جہنم کے دروازے پر آئے اور جہنم کے بعض داروغوں کو آواز دی انہوں نے جواباً پوچھا کون؟ فرمایا: ملک الموت، ان پر کپکپی طاری ہوگئی، عرض کرنے لگے کیا آپ کو ہمارے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے؟ فرمایا نہیں اگر مجھے تمہارے بارے میں کوئی حکم دیا جاتا تو میں تمہیں بالکل مہلت نہ دیتا، ہاں اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے جہنم کو دیکھنا چاہتے ہیں، انہوں نے سوئی کے ناکے کے برابر جہنم کو کھولا، حضرت ادریس علیہ السلام کو جہنم کی گرمی، شعلے اور اس کے بھڑکنے کی آواز پہنچی، پھر ملک الموت علیہ السلام کے کہنے پر جہنم کو بند کر دیا گیا، ملک الموت علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے نبی میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو میری صحبت کی وجہ سے یہ مصیبت پہنچے، پھر جب ادریس علیہ السلام کو کچھ افاقہ ہوا تو ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟ فرمایا: اے ملک الموت میں اس کے متعلق باتیں کرتا اور سنتا تھا لیکن میں نے اس کو اس کے متعلق باتیں کرنے اور سننے

سے کہیں بڑھ کر پایا، پھر ادریس علیہ السلام نے فرمایا: میری ایک اور خواہش باقی رہ گئی ہے اس کے علاوہ اور کوئی خواہش نہیں ہے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں ایک لمحہ کے لئے جنت کو ملاحظہ کرنا چاہتا ہوں، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپ ان شاء اللہ اہل جنت کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے، اور ان شاء اللہ جنت آپ کی آرام گاہ اور ٹھکانا ہوگی، ادریس علیہ السلام نے فرمایا؛ اے ملک الموت میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا شوق اور طلب بڑھ جائے گی، پس ملک الموت علیہ السلام ان کے ساتھ جنت کے دروازے پر گئے اور جنت کے داروغوں کو آواز دی، انہوں پوچھا کون؟ فرمایا: ملک الموت، انہوں نے کانپتے ہوئے پوچھا کیا آپ کو ہمارے بارے میں کوئی حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا: اگر تمہارے بارے میں مجھے کوئی حکم دیا گیا ہوتا تو میں تمہیں بالکل مہلت نہ دیتا ہاں میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام نے مجھ سے ایک لمحہ کے لئے جنت کو دیکھنے کا سوال کیا ہے، دربانوں نے دروازہ کھول دیا، جب جنت کا دروازہ کھلا تو ادریس علیہ السلام کو جنت کی ٹھنڈک، خوشبو، اور ہوائیں پہنچیں تو ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر اس کے پھلوں اور پانی میں سے کچھ کھاؤں پیوں تا کہ اس طرح میری جنت کی خواہش اور طلب مزید بڑھ جائے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: داخل ہو جائیں، پس ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور جنت کے پھل کھائے اور اس کا پانی نوش فرمایا، پھر ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی بے شک آپ نے اپنی

تمام خواہشوں کو پالیا ہے لہذا اب جنت سے دنیا میں تشریف لے جائیں حتی کہ قیامت کے دن آپ کو دیگر انبیاء کے ساتھ جنت میں لوٹایا جائے، وہ جنت کے درختوں میں سے ایک کی جڑ کی اوٹ میں ہو کر بولے: میں اب جنت سے نہیں نکلوں گا اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس بارے میں آپ سے مناظرہ کروں تو میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں، اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: تو ان کے مناظرے کو سن کر فیصلہ کر، پس ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: کن دلیلوں سے آپ مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿کل نفس ذائقة الْمَوْت﴾ ترجمہ: ہر جان نے موت چکھنی ہے۔ (پ4، آل عمران، آیت 185)

اور تحقیق میں نے اس موت کو چکھ لیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک ہی دفعہ لکھا ہے۔

اللہ فرماتا ہے ﴿وَاِن مِنکُم اِلَّا واردها کَانَ علی رَبک حتما مقضیا﴾ ترجمہ: اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔ (پ16، سورہ مَرْیَم، آیت 76)

تحقیق میرا اس پر گزر ہو چکا کیا آپ مجھے اس پر دوبارہ لوٹانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اس سے ایک بار ہی گزرنا لکھا ہے۔

اور اہل جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا هم منها بمخرجین﴾ ترجمہ: نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔ (پ14، الحجر، آیت 48)

تو کیا میں اس جگہ سے نکل جاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: تجھ سے میرے بندے

ادریس نے جھگڑا کیا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میرے علم میں ادریس علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے سے ہی تھا کہ انہیں صرف وہ موت آئے گی جو موت وہ مر چکے اور ان کا جہنم سے بس ایک اسی دفعہ ہی گزر ہو گا جو کہ وہ گزر چکے ہیں اور یہ جنت میں اسی وقت داخل ہوں گے جس وقت وہ داخل ہو چکے ہیں اور یہ اب یہاں سے نہیں نکلیں گے پس اے ملک الموت تو انہیں چھوڑ دے یہ تجھ پر قوی دلیلوں سے غالب آ چکے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، ج5، ص519,520,521,522، دارالفکر، بیروت)

موازنہ:

(1) حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج جنت اور دوزخ تک جبکہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نا صرف جنت کی سیر کی اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا بلکہ ساتوں آسمانوں بلکہ سدرہ بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔

(2) حضرت ادریس علیہ السلام نے خود مطالبہ کیا، جبکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر معراج کا مژدہ سناتے ہیں۔

(3) حضرت ادریس علیہ السلام جنت کی نعمتوں سے واپس تشریف لانے سے انکار فرما دیتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر بھی کرتے ہیں، جنت کی سیر بھی کرتے ہیں، جنت کی نعمتوں کو ملاحظہ بھی کرتے ہیں بلکہ جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی کرتے ہیں پھر امت کے پاس تشریف لے آتے ہیں بلکہ خاص نوازشوں کے وقت بھی امت عاصی کو یاد رکھتے ہیں۔

(4) حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہزاروں فرشتوں کی بارات ہے۔

معراجِ ابراهیم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿وَ کَذٰلِکَ نُرِی اِبْرَاهِیمَ مَلَکُوتَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ترجمہ:اوراسی طرح ہم ابراہیم کودکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اورزمین کی۔ (پ7،سورۃ الانعام،آیت75)

اس آیت پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کوزمین وآسمان کی بادشاہی دکھائی۔

ملکوت السموات والارض سے مراد:

تفسیر روح المعانی میں ہے''قیل:ملکوت السماوات الشمس، والقمر، والنجوم وملکوت الأرض، الجبال، والأشجار، والبحار'' ترجمہ: کہا گیا کہ آسمانوں کی بادشاہی سے مرادسورج، چانداورستارے ہیں اورزمین کی بادشاہی سے مراد پہاڑ، درخت اورسمندر ہیں۔

(تفسیرروح المعانی،ج4،ص186،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

گناہ کرنے والوں کو ملاحظہ کرنا

تفسیر روح المعانی میں ہے''وأخرج ابن مردويه عن علي کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال:قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لما رأى إبراهيم ملكوت السماوات والأرض أشرف على رجل على معصية من معاصي الله تعالى فدعا عليه فهلك ثم أشرف على آخر على معصية من معاصي الله تعالى فدعا عليه فهلك ثم أشرف على آخر فذهب يدعو عليه فأوحى الله تعالى إليه أن يا إبراهيم إنك رجل مستجاب الدعوة فلا تدع على عبادي فإنهم مني على ثلاث، إما أن يتوب العاصي فأتوب عليه، وإما أن أخرج من صلبه نسمة تملأ الأرض بالتسبيح .وإما أن أقبضه إليّ فإن شئت عفوت وإن شئت

عاقبت'' ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو دیکھا تو اس دوران انہوں نے ایک بندے کو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی ہلاکت کی دعا کی، پس وہ ہلاک ہوگیا، پھر ایک اور شخص کو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ کر اس کے لئے بھی ہلاکت کی دعا کی وہ بھی ہلاک ہوگیا، پھر ایک اور آدمی کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا اور اس کے لئے ہلاکت کی دعا فرمانے ہی لگے تھے کہ اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم تو مستجاب الدعوات ہے، میرے بندوں کے خلاف دعا مت کر، میری بارگاہ میں گناہ گار بندوں کا معاملہ تین طرح کا ہے:

(1) گناہ گار شخص توبہ کرتا ہے میں اس کی توبہ قبول کرلیتا ہوں۔

(2) یا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرتا ہوں جو زمین کو میری تسبیح سے بھر دیتے ہیں (اس طرح ان کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے)۔

(3) یا اس کی روح قبض کرلیتا ہوں اپنی بارگاہ میں حاضری کے لیے، (جب قیامت کے دن وہ میری بارگاہ میں پیش ہوگا تو) اگر میں چاہوں گا اسے بخش دوں گا اور چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الانعام،ج4،ص186,187،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

موازنہ:

(1) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو زمین وآسمان کی بادشاہی دکھائی جبکہ اپنے حبیب کو آیات اللہ (اپنی نشانیاں) دکھائیں، یقیناً آیات اللہ کا دیکھنا زمین و آسمان کی بادشاہی دیکھنے سے افضل اعلیٰ ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی606ھ) فرماتے ہیں''الذی رآہ ابراھیم ملکوت السموات

وَالْأَرْضِ،وَالَّذِی رَآهُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْضَ آیَاتِ اللَّهِ تَعَالَی، وَلَا شَكَّ أَنَّ آیَاتِ اللَّهِ أَفْضَلُ ''ترجمہ: جو ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا وہ زمین وآسمان کی بادشاہی تھی اور جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیاں تھیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ کی نشانیاں افضل واعلیٰ ہیں۔

(تفسیر کبیر،ج20،ص292،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھایا،اس کے بعد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کون سی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گناہ گاروں کی ہلاکت کی دعا کی جبکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مغفرت کی دعا کی۔

معراجِ عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اوران کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل

نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(پ6،سورۃ النساء،آیت 157)

تفسیر روح البیان میں ہے ''روی ان رهطا من الیهود سبوه بان قالوا هو الساحر ابن الساحرة والفاعل ابن الفاعلة فقذفوه وامه فلما سمع علیه الصلاة والسلام ذلك دعا علیهم فقال (اللهم أنت ربی وانا من روحك خرجت وبكلمتك خلقتنی ولم آتهم من تلقاء نفسی اللهم فالعن من سبنی وسب أمی) فاستجاب الله دعاءه ومسخ الذین سبوه وسبوا امه قردة وخنازیر فلما رأی ذلك یهودا رأس القوم وأمیرهم فزع لذلك وخاف دعوته علیه ایضا فاجتمعت كلمة الیهود علی قتل عیسی علیه السلام فبعث الله تعالی جبریل فاخبره بانه یرفعه الی السماء فقال لاصحابه أیكم یرضی بان یلقی علیه شبهی فیقتل ویصلب ویدخل الجنة فقال رجل منهم انا فالقی الله علیه شبهه فقتل وصلب .وقیل كان رجل ینافق عیسی علیه السلام فلما أرادوا قتله قال انا أدلكم علیه فدخل بیت عیسی فرفع علیه السلام والقی شبهه علی المنافق فدخلوا علیه فقتلوه وهم یظنون انه عیسی وقیل ان ططیانوس الیهودی دخل بیتا كان هو فیه فلم یجده فالقی الله تعالی شبهه علیه فلما خرج ظنوا انه عیسی فاخذ وقتل ثم صلب ''ترجمہ: مروی ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو سب وشتم کیا کہ یہ اور ان کی والدہ جادوگر ہیں اور تہمت لگائی کہ یہ اور ان کی والدہ (معاذ اللہ) بدکار ہیں،جب آپ نے یہ سنا تو ان کے خلاف یوں دعا کی: اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیری طرف سے روح ہوں جس کو تو نے نکالا ہے اور تیرے ہی حکم سے مجھے پیدا کیا گیا ہے میں ان کے پاس اپنی طرف سے نہیں آیا، جس نے مجھے اور میری ماں کو گالی دی ہے تو اس پر لعنت

فرما۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور جنہوں ان کو اور ان کی والدہ کو سب وشتم کیا تھا انہیں بندر اور خنزیر کی شکل میں بدل دیا، جب یہودی قوم کے سردار نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو وہ اس واقعہ سے ڈر گیا اور اسے اس بات نے خوف زدہ کر دیا کہ کہیں وہ اس کے لئے بھی دعائے ضرر نہ کر دیں، پس یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر متفق ہو گئے،اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں آسمانوں پر اٹھالے گا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:تم میں سے کون اس بات پر راضی ہے کہ اسے میرے مشابہ کر دیا جائے ،اسے قتل کیا اور سولی چڑھایا جائے اور وہ (اس کے بدلے میں) جنت میں داخل ہو۔تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: میں،تو اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا،اسے قتل کیا گیا اور سولی دی گئی۔اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا منافق تھا،جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرارادہ کیا تو اس شخص نے ان سے کہا کہ میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں،پس یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنادیا، یہودی جب گھر میں داخل ہوئے ،انہوں نے اسے قتل کر دیا اور گمان کیا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ ططیانوس یہودی تھا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا،ان کو گھر میں نہ پایا،اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا، جب وہ گھر سے باہر نکلا، یہودیوں نے اسے حضرت عیسیٰ گمان کیا،اسے پکڑا اور قتل کر دیا پھر سولی پر چڑھا دیا۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الانعام،ج2،ص317،دارالفکر،بیروت)

موازنہ:

(1)حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اکثر روایات کے مطابق) دوسرے آسمان تک پہنچے اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کو کراس کر کے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے کر گئے بلکہ عرش پر جلوہ گر ہوئے بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(2)یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس برے ارادے سے بچانے کے لیے آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا(یعنی آپ علیہ السلام کا یہ سفر سیر کے لیے نہیں تھا) جبکہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفر سیر کے لیے تھا،اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھنے کے لیے تھا۔

(3)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے بارے میں فقط اتنا ملتا ہے کہ آپ کو آسمانوں کی طرف اٹھالیا گیا،یعنی سفر کے دوران کیا ہوا اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں،جبکہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوران سفر ہزاروں چیزوں کا مشاہدہ فرمایا،بے شمار واقعات پیش آئے ،ان میں سے بہت سارے واقعات مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

بطورِ معجزہ کے وقت کی کمی بیشی

شبِ معراج نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا،اس میں ایک سب سے نمایاں معجزہ انتہائی کم وقت میں اتنا عظیم الشان سفر طے کرنا،بعض آثار میں وارد ہوا ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج کو روانہ ہونے

سے پہلے جس بستر پر آرام فرمارہے تھے، واپس تشریف لائے تو وہ بستر ابھی تک گرم تھا، اور درخت کی وہ ٹہنی جس سے جاتے ہوئے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا، واپسی پر وہ ٹہنی ہل رہی تھی، جاتے وقت جس پانی سے وضو فرمایا تھا، وہ پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا تھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے" وکان الإسراء والعروج فی بعض لیلة واحدة وکان رجوعه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ما کان ذهابه علیه ولم یعین مقدار ذلك البعض۔۔۔وفی بعض الآثار أنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رجع وجد فراشه لم یبرد من أثر النوم وقیل:إن غصن شجرة أصابه بعمامته فی ذهابه فلما رجع وجده بعد یتحرك" ترجمہ: معراج رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی، اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت تشریف لے کر گئے اسی لمحے واپس تشریف لے آئے، اس بعض کی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی، بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ ٹکڑایا تھا جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو ہلتا پایا۔

(تفسیر روح المعانی، سورة الاسراء، ج8، ص13، دارالکتب العلمیه، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے" قد ذهب علیہ السلام وجاء ولم یتم ماء ابریقه انصبابا" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے کر گئے اور واپس تشریف لائے حال یہ تھا کہ آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقتِ وضو گرا تھا وہ پوری طرح نہ بہا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورة الاسراء، ج5، ص125، دارالفکر، بیروت)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے عرشی مہمان جب برسوں کا سفر طے کر کے معراج سے واپس آئے تو وہی آن باقی تھی، بستر اسی طرح گرم تھا، درخت کی جس ٹہنی سے عمامہ شریف ٹکرایا تھا وہ اسی طرح ہل رہی تھی، وضو کا پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا

تھا گویا برسوں تک زمانے کی حرکت رکی رہی، نہ کسی کے بال بڑے ہوئے نہ ناخن، نہ سونے والے اتنے طویل زمانے میں بیدار ہوئے، نہ پودوں کی مقدار بڑھی نہ درختوں کی جسامت میں اضافہ ہوا۔

برسوں کا طویل ترین سفر کچھ وقت میں طے ہو جانا، وقت کا رک جانا یہ بات انبیاء علیہم السلام کو بطورِ معجزہ اور اولیاء کو بطورِ کرامت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی متعدد مثالیں قرآن، حدیث اور دیگر کتب میں ملتی ہیں، اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

سوبرس کچھ دیر میں

ایک کافر بادشاہ بخت نصر نے شہر بیت المقدس کو برباد کر دیا، حضرت عزیر علیہ السلام جب وہاں سے گزرے تو اپنے شہر کی یہ حالت دیکھ کر افسردہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہو سکے گا، خدا کے حکم سے ان کی روح قبض ہو گئی، سو برس تک اسی حالت میں رہے، لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے، اس دوران بیت المقدس دوبارہ آباد ہو گیا، سو برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ یہاں کتنی دیر ٹھہرے، عرض کی: ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم ٹھہرا ہوں، ارشاد ہوا: بلکہ آپ سو برس تک ٹھہرے رہے ہیں۔ ان کے پاس طعام (کھانا) اور انگوروں کا شیرہ تھا وہ خراب نہ ہوا جبکہ سواری کے لیے جو گدھا تھا اس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہی تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے گدھے کو زندہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے: ﴿مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ

إِلَـى الْـعِـظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ ترجمہ: گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلائے (زندہ کرے) گا اللہ، اس کی موت کے بعد، تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کر دیا، فرمایا: تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی: دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا: نہیں، تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پینے کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ، کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں، جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا، بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (پ3، سورۃ البقرہ، آیت259)

تفسیر بغوی میں ہے ''وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَغَيْرُهُ: إِنَّهُ عَادَ إِلَى قَرْيَتِهِ شَابًّا وَأَوْلَادُهُ وَأَوْلَادُ أَوْلَادِهِ شُيُوخٌ وَعَجَائِزُ، وَهُوَ أَسْوَدُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ '' ترجمہ: ضحاک وغیرہ نے کہا: حضرت عزیر علیہ السلام جوانی کی حالت میں اپنی بستی کی طرف واپس آئے جبکہ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد بوڑھی ہو چکی تھی اور حضرت عزیر علیہ السلام کے سر اور داڑھی شریف کے بال سیاہ تھے۔

(تفسیر بغوی، ج1، ص354، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر خازن میں ہے ''وابن لعزیر شیخ ابن مائۃ سنۃ وثمانیۃ عشرۃ سنۃ، وبنو بنیہ شیوخ '' ترجمہ: حضرت عزیر علیہ السلام کا بیٹا ایک سو اٹھارہ سال کو بوڑھا ہو چکا تھا اور آگے اس کے بیٹے بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔

(تفسیر خازن، سورۃ البقرہ، ج1، ص193، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پلک جھپکنے سے پہلے

جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے

ارادے سے چلی، اس کا ایک تخت تھا جو اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، جس جگہ تخت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سلیمان علیہ السلام سے چھ ماہ کی مسافت پر تھی، ملکہ بلقیس اس تخت کو سات محلات میں بند کر کے آئی تھی، جب ملکہ بلقیس قریب پہنچ گئی تو سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ تخت ملکہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس پہنچ جائے، تو انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا کہ وہ تخت کون لائے گا، پہلے ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں لے کر آؤں گا، آپ کے دربار برخاست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا (دربار زوال کے وقت تک لگتا تھا)، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا تھا، جو اسمِ اعظم جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، وہ عرض کرنے لگے: حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا، (اور صرف دعویٰ نہیں کیا بلکہ) دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا، فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ﴾ ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں، اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے (پلک جھپکنے)

سے پہلے، پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(پ19،سورۃ النمل،آیت38,39,40)

تین سو نو برس کا پتانہ چلا

اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے،شہرِ افسوس کے رہنے والے تھے،ان کا بادشاہ بت پرست اور انتہائی ظالم شخص تھا، یہ اس سے ڈر کر بھاگے اور ایک غار میں پناہ لی اور وہاں سو گئے تو تین سو نو برس تک سوتے رہے، ان کو پتا ہی نہ چلا، زمانہ بدلتا رہا، سلطنتیں بدلتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے محفوظ رکھا، تین سو نو برس بعد بیدار ہوئے، جیسے سوئے تھے جاگے تو ویسے ہی تھے، جتنی عمریں سوتے وقت تھیں اتنی ہی بیدار ہونے کے وقت تھیں، گویا تمام لوگوں پر تین سو نو برس گزر رہے مگر اصحاب کہف پر کچھ دیر ہی گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا﴾ ترجمہ: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا، پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔

(پ15،سورۃ الکہف،آیت11,12)

مزید فرماتا ہے ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾ ترجمہ: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر۔

(پ15،سورۃ الکہف،آیت25)

کچھ وقت میں پوری زبور ختم

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تھوڑے سے وقت میں اتنی وسعت ہو جاتی کہ پوری زبور ختم کرلیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت داود علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو آسان کر دیا گیا، وہ اپنے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے اور جانور پر زین کسے جانے سے پہلے پہلے (پورا) قرآن (یعنی زبور) پڑھ لیا کرتے۔

(صحیح بخاری،باب قول اللہ تعالیٰ: وآتینا داود زبوراً،ج4،ص160،دارطوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''خود حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ داود علیہ السلام اپنے گھوڑے کو زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا تورات مقدس ختم فرمالیتے، تورات شریف قرآن عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج7،ص477،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک

تاجدارِ رسالت شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ابتداءِ خلق سے لے کر لوگوں کے دخولِ جنت ونار تک تمام واقعات صحابہ کرام کے سامنے بیان کر دیئے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾،ج4،

ص106،مطبوعه دارطوق النجاة)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں**

''وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ'' ترجمہ: **یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خرقِ عادت ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔**

(فتح الباری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ .... ﴾،ج6، ص291،دارالمعرفة،بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(متوفی 855ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں** ''وَفِيهِ: دلَالَة على أَنه أخبر فِي الْمجْلس الْوَاحِد بِجَمِيع أَحْوَال الْمَخْلُوقَات من ابتدائها إِلَى انتهائها، وَفِي إِيرَاد ذَلِك كُله فِي مجْلِس وَاحِد أَمر عَظِيم من خوارق الْعَادة'' ترجمہ: **یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔**

(عمدة القاری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾،ج15، ص110،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں** ''وَقَالَ

الْعَسْقَلَانِيُّ: أَيْ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَبْدَأِ شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ إِلَى أَنِ انْتَهَى الْإِخْبَارُ عَنْ حَالِ الِاسْتِقْرَارِ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَيْسِيرُ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ'' ترجمہ: **ابن حجر عسقلانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **نے فرمایا: یعنی حضور** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **نے ہمیں ابتداء خلق سے یکے بعد دیگرے چیزوں کی خبریں دیتے گئے یہاں تک جنت اور جہنم میں ٹھہرنے تک سب کچھ بتادیا، اور یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **نے مخلوقات کے جمیع احوال یعنی ابتداء وانتہا اور معاشرت کی خبریں ایک مجلس میں دیں، ایک مجلس میں خلافِ عادت ان تمام چیزوں کو بیان کرنا عظیم معجزہ ہے۔**

(مرقاة المفاتیح،باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام،ج9،ص3436،دارالفکر،بیروت)

چند لمحوں میں قرآن ختم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تھے اور دوسری رکاب پر رکھنے کے لئے پاؤں مبارک کو حرکت دیتے، پاؤں کے جاتے جاتے قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔ مرقاۃ المفاتیح اور شواہد النبوۃ میں ہے** ((حُكِيَ أَنَّ عَلِيًّا كرم اللہ تعالیٰ وجہہ **كَانَ يَبْتَدِءُ الْقُرْآنَ مِنَ ابْتِدَاءِ قَصْدِ رُكُوبِهِ مَعَ تَحَقُّقِ الْمَبَانِي وَتَفَقُّهِ الْمَعَانِي، وَيَخْتِمُهُ حِينَ وَضْعِ قَدَمِهِ فِي رِكَابِهِ الثَّانِي**)) ترجمہ: حکایت کیا گیا کہ **حضرت علی** کرم اللہ تعالیٰ وجہہ **سواری پر سوار ہونے کا قصد کرتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع فرماتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن ختم فرمالیا کرتے حال یہ ہوتا کہ قرآن کے حروف بھی سمجھ آرہے ہوتے اور معانی بھی۔**

(مرقاة المفاتیح،ج9،ص3654،دارالفکر،بیروت☆شواہد النبوة،ص212،مکتبة الحقیقة،استنبول،

ترکی)

حجرِ اسود سے بابِ کعبہ تک پورا قرآن پاک

مرقاۃ میں ہی ہے" وَقَدْ نَقَلَ مَوْلَانَا نُورُ الدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْجَامِيُّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ السَّامِيُّ فِي كِتَابِهِ نَفَحَاتُ الْأُنْسِ فِي حَضَرَاتِ الْقُدُسِ عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ :أَنَّهُ قَرَأَ الْقُرْآنَ مِنْ حِينِ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ، وَالرُّكْنَ الْأَسْعَدَ إِلَى حِينِ وَصُولِ مُحَاذَاةِ بَابِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيفَةِ، وَالْقِبْلَةِ الْمَنِيفَةِ، وَقَدْ جَمَعَهُ ابْنُ الشَّيْخِ شِهَابُ الدِّينِ السَّهْرَوَرْدِيُّ مِنْهُ كَلِمَةً كَلِمَةً وَحَرْفًا حَرْفًا مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، قَدَّسَ اللّٰهُ أَسْرَارَهُمْ وَنَفَعَنَا بِبَرَكَةِ أَنْوَارِهِمْ"ترجمہ: مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس فی حضرت القدس میں بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حجراسود کے استیلام سے لے کر خانہ کعبہ کے دروازے تک پہنچنے کے وقت میں پورا قرآن پاک پڑھا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے ان سے ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف اول سے آخر تک سنا ہے، قَدَّسَ اللّٰهُ أَسْرَارَهُمْ وَنَفَعَنَا بِبَرَكَةِ أَنْوَارِهِمْ۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج9، ص3654، دارالفکر، بیروت)

ستر ہزار مرتبہ قرآن

تفسیر روح البیان میں ہے" فی مناقب الشیخ موسی السدرانی من أکابر اصحاب الشیخ ابی مدین قدس اللہ سرہ ان لہ وردا فی الیوم واللیلۃ سبعین الف ختمۃ یقول الفقیر قال شیخی وسندی قدس سرہ فی الکلام علیہ ان الیوم واللیلۃ اربع وعشرون ساعۃ فیکون فی کل اثنتی عشرۃ ساعۃ خمس وثلاثون الف ختمۃ لانہ اما ان ینبسط الی ثلاث وأربعین سنۃ وتسعۃ أشھر واما الی اکثر وعلی التقدیر الاول یکون الیوم واللیلۃ منبسطا الی سبع وثمانین سنۃ وستۃ أشھر فیکون فی کل یوم ولیلۃ من ایام السنین

المنبسطۃ إلیھا ولیالیھا ختمتان ختمۃ فی الیوم وختمۃ فی اللیلۃ کما ھو العادۃ "ترجمہ: شیخ موسیٰ سدرانی جو کہ شیخ ابو مدین کے اکابر اصحاب میں سے ہیں کے مناقب میں ہے کہ ان کا ایک دن رات میں ستر ہزار قرآن پاک ختم کرنے کا ورد تھا۔ فقیر کہتا ہے: میرے شیخ کے نزدیک اس میں کچھ تفصیل ہے، کہ ایک دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، پس ہر بارہ گھنٹوں میں پینتیس ہزار ختم بنتے ہیں، کیونکہ یا تو ایک دن کا وقت پھیل کر تینتالیس (43) سال اور نو (9) ماہ کا ہو جاتا ہوگا یا اس سے زیادہ۔ پہلی تقدیر پر دن رات دونوں ستاسی (87) سال اور چھ (6) ماہ کے ہو گئے، اس صورت میں پھیلے ہوئے سالوں کے دنوں میں ایک ختم دن کو ہوگا اور ایک رات کو جیسا کہ عادت ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاسراء، ج5، ص125، دارالفکر، بیروت)

سات سال چند لمحوں میں

حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے طے زمانی (یعنی زمانہ سمٹ جانے) اور بسطِ زمانی (یعنی زمانے کے پھیل جانے کے) راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: طے زمانی اور بسط زمانی ایک مخصوص شان ہے جو بعض اولیاء کرام پر ظاہر ہوتی ہے، پھر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق میں ایک واقعہ سنایا اور فرمایا: شیخ الشیوخ حضرت ابن السکینہ کا ایک سنار مرید تھا، ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ کے دن مشائخ کرام کے لیے مصلے بچھایا کریں اور بعدِ نمازِ جمعہ لپیٹ کر خانقاہ شریف میں واپس لائیں، ایک جمعہ کے موقعہ پر انہوں نے مصلے لپیٹے تاکہ جامع مسجد میں جائیں اور چاہا کہ پہلے دریائے دجلہ پر غسل کریں چنانچہ دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچ کر کپڑے اتارے، تہبند باندھا، دریا میں اتر کر غوطہ لگایا، جب پانی سے باہر آیا، دیکھا نہ

وہ کنارہ ہے نہ وہ کپڑے ہیں، لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سا شہر ہے، لوگوں نے بتایا کہ دریائے نیل ہے اور اس کے قریب شہر مصر ہے، انہیں سخت تعجب ہوا اور پانی سے باہر نکلے اور وہی تہبند باندھے ہوئے، شہر میں چلے گئے، وہاں ایک سنار کی دوکان ملی، اس پر کھڑے ہوگئے، دوکاندار نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے، انہیں عزت اور احترام سے بٹھایا اور گھر لے گیا، مختصر یہ کہ اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی، سات سال تک یہاں رہا، تین بچے ہوگئے، ایک روز دریائے نیل پر گیا اور غوطہ لگایا، جب پانی سے باہر ظاہر ہوا اور اپنے آپ کو اس جگہ پایا، جہاں سات سال پہلے غوطہ لگایا تھا، اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں جہاں اتارے تھے، اس نے کپڑے پہنے اور خانقاہ شریف میں آ گیا، مصلّٰی جیسے لپیٹ گیا تھا ویسے ہی ملا، بعض لوگ کہنے لگے آپ تو دجلہ سے بہت جلدی واپس لوٹ آئے، غرض کہ یہ مصلی مسجد میں لے گیا اور نمازِ جمعہ پڑھی، پھر مصلے خانقاہ شریف میں لایا، اس کے بعد حیرت میں جلدی جلدی گھر چلا گیا، بیوی نے کہا: جن مہمانوں کی خاطر مچھلی تلنے کو کہہ گیا تھا، میں نے مچھلی تل رکھی ہے، اس نے مہمانوں کو بلا کر کھانا کھلایا، پھر حضرت ابن السکینہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ سنایا تو شیخ ابن السکینہ نے فرمایا کہ تو مصر سے اپنی بیوی اور بچے لے آ، چنانچہ یہ وہاں گیا اور تینوں بچے اور بیوی کو لے آیا، جب ابن السکینہ نے دیکھا تو تصدیق فرمائی اور فرمایا: ان اللہ یبسط زماناً لمن یشاء من عبادہ مع قصرہ لقوم آخرین ''ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے زمانے کو پھیلا دیتا ہے حالانکہ دوسرے لوگوں کے لیے زمانہ مقصور رہتا ہے۔

اس کے بعد شیخ ابن السکینہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے دل میں کچھ وسوسہ ہوا تھا؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں مجھے معراج کے متعلق کبھی وہم ہوا تھا کہ

حضور ﷺ نے جسد مبارک کے ساتھ اتنی دیر میں اتنی لمبی مسافت کس طرح طے فرمائی۔ شیخ نے فرمایا: یہ خداوندِ عالم کی مہربانی ہے کہ تمہارے شبہہ کو رفع فرما دیا اور تمہارے ایمان کو صحیح اور برقرار کر دیا۔

(تحفۂ معراج النبی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر، ص128، اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ)

چودہ دن کا سفر چند لمحوں میں

ابوالمعالی نامی ایک شخص ایک روز حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر تھا، چنانچہ اثنائے مجلس میں اسے طبعی حاجت محسوس ہوئی اور بہت شدت اختیار کر گئی، بھیڑ کی وجہ سے باہر جانے کی کوئی صورت نہ تھی، بلکہ خلقت اتنی تھی کہ ہلنا جلنا مشکل تھا، مجبور ہو کر استغاثہ کے طور پر حضور غوث پاک کی طرف متوجہ ہوا، حضور غوث پاک منبر کے ایک پائے سے اترے اور پہلے پائے پر ایک سر ان کے سر کی مانند ظاہر ہوا، جب حضور دوسرے پائے پر اترے، وہ نیچے کا سر مبارک بمع دو کندھوں کے ظاہر ہوا، اسی طرح غوث پاک جب اترتے وہ صورت زیادہ ہوتی جاتی، یہاں تک کہ وہ صورت بعینہ مثلِ صورت غوث اعظم کے بن گئی اور وعظ کہنا شروع کیا، آواز مثلِ آواز غوث کے تھی اور کلام اس کا مثلِ کلامِ غوث اعظم کے تھا اور اس کو اس شخص کے سوا یا جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا، کسی شخص نے نہ دیکھا، پھر غوثِ اعظم اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپا لیا، اس شخص نے اپنے آپ کو ایک کشادہ جنگل میں پایا، وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا اور ندی کے کنارے درخت تھے، وہاں ایک جگہ قضائے حاجت کی، پھر ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا اور ندی کے پانی سے وضو کیا، اور دو رکعت نماز ادا کی، ہر دو طرف سلام پھیرا کہ اچانک غوث پاک نے اس سے اپنا رومال اٹھا لیا تو اس نے

اپنے آپ کو مجلسِ وعظ میں دیکھا اور اپنے اعضاء کو وضو کے پانی سے تر پایا اور حضور غوث اعظم وعظ میں مصروف تھے، گویا ہرگز نیچے نہ اترے ہوں، وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو کچھ نہ بتایا، چابیوں کا گچھا تلاش کیا جیب میں نہ پایا، بڑی مدت کے بعد عجم جانے کا قصد کیا، سفر کرتے ہوئے چودہ دن بغداد سے ہوگئے تھے کہ ایک جنگل میں گزر ہوا، وہاں ندی کے کنارے وضو کا ارادہ کیا دیکھا تو اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آتا ہے، جہاں پہلے آیا تھا اور ندی بھی وہی ہے جہاں پہلے وضو کیا تھا، کچھ دیر ندی کے کنارے پہ چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا اتنے میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا گچھا لٹکا ہوا تھا، جب بغداد واپس آیا اور غوث اعظم کے سامنے تذکرہ کیا تو آپ نے بہت آہستہ سے کان میں فرمایا: ابوالمعالی! جب تک ہم زندہ ہیں اس راز کو ظاہر نہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا۔ (نفخات الانس از ملاجامی رحمۃ اللہ علیہ، ص465)

وقت روک دیا

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر الشمس فتاخّرت ساعۃ من نھار)) ترجمہ: سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط، ج5، ص33، مکتبۃ المعارف، ریاض☆مجمع الزوائد، کتاب علامات نبوت، باب حبس الشمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج8، ص296، دارالکتاب، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں ''اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے (جو کہ آگے آرہا ہے) جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم

میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی، امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی، الحمدللہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص485، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سورج رک گیا

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام میدانِ اریحا میں قومِ جبارین سے جنگ کررہے، یہ جنگ چھ ماہ سے جاری تھی، جب فتح کے آثار نمودار ہوئے تو جمعہ کا دن تھا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا، اس زمانہ میں ہفتہ کے دن اور رات جہاد کی اجازت نہ تھی، اگر سورج غروب ہوتے ہی جہاد بند کردیا جاتا تو دشمن کے غلبہ کا اندیشہ تھا، اس لیے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے دعا کی: ہم پر بقیہ دن کو زیادہ کردے تاکہ ہم جہاد میں فتح حاصل کرسکیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج وہیں رک گیا، یہاں تک کہ جہاد ہوتا رہا اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح یاب فرمایا اور بنی اسرائیل کی فوجوں نے اریحاء پر قبضہ کرلیا، دشمنوں کو ہلاک کیا اور مالِ غنیمت حاصل کیا، اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ خصائص کبری میں ہے ''اُوتِیَ حبس الشَّمس حِین قَاتل الجبارین '' ترجمہ: حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے سورج کو روکا گیا جب وہ قوم جبارین سے لڑائی کررہے تھے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص310، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

چاند رک گیا

سیرتِ حلبیہ میں ہے''فعن عروة بن الزبير رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:إن الله تعالى حين أمر موسى علیہ الصلاۃ والسلام بالمسير ببني إسرائيل إلى بيت المقدس، أمره أن يحمل معه عظام يوسف علیہ الصلاۃ والسلام، وأن لا يخلفها بأرض مصر وأن يسير بها حتى يضعها بالأرض المقدسة، أى وفاء بما أوصى به يوسف علیہ الصلاۃ والسلام.فقد ذكر أن يوسف علیہ الصلاۃ والسلام لما أدركته الوفاة، أوصى أن يحمل إلى مقابر آبائه، فمنع أهل مصر أولياء ه من ذلك، فسأل موسى علیہ الصلاۃ والسلام عمن يعرف موضع قبر يوسف، فما وجد أحدا يعرفه إلا عجوزا من بنى إسرائيل، فقالت له:يا نبى الله أنا أعرف مكانه وأدلك عليه إن أنت أخرجتنى معك ولم تخلفنى بأرض مصر، قال أفعل، وفى لفظ:إنها قالت أكون معك فى الجنة فكأنه ثقل عليه ذلك، فقيل له أعطها طلبتها فأعطاها.وقد كان موسى علیہ الصلاۃ والسلام وعد بنى إسرائيل أن يسير بهم إذا طلع القمر، فدعا ربه أن يؤخر طلوعه حتى يفرغ من أمر يوسف علیہ الصلاۃ والسلام، ففعل''**ترجمہ:حضرت عروہ بن زبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **سے مروی ہے،فرماتے ہیں:جب حضرت موسیٰ** علیہ السلام **بنی اسرائیل کو لے کر بیت المقدس جا رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت یوسف** علیہ السلام **کے جسدِ اطہر کو ساتھ لے کر جائیں اور ان کو مصر میں نہ چھوڑ کر جائیں،مقدس زمین میں ان کے جسد اطہر کو پہنچا دیں،اس وصیت کو پورا کرنے کے لیے جو انہوں نے کی تھی،ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت یوسف** علیہ السلام **کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو ان کے آباء واجداد کے قبرستان میں دفن کیا جائے،ان کے اولیاء میں سے جو اہل مصر تھے انہوں نے اس وصیت کو پورا نہ ہونے**

دیا،حضرت موسیٰ علیہ السلام **نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو ان کے قبر کے بارے میں جانتا ہو،ایک بڑھیا کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا تھا،وہ بڑھیا کہنے لگی:اے اللہ کے نبی ! میں جانتی ہوں اور آپ کو بتاتی ہوں بشرطیکہ آپ مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں اور پیچھے مصر میں چھوڑ کر نہ جائیں،حضرت موسیٰ** علیہ السلام **نے فرمایا:ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا۔بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ بڑھیا نے حضرت موسیٰ** علیہ السلام **سے کہا:(اس شرط پر بتاتی ہوں کہ)میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔گویا کہ یہ کلمات موسیٰ** علیہ السلام **پر گراں گزرے،ان سے کہا گیا کہ جو بڑھیا طلب کر رہی ہے اسے دے دو۔اور موسیٰ** علیہ السلام **نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ چاند نکلے گا تو وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے جائیں گے،تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اسے طلوع ہونے سے روک دے،یہاں تک کہ وہ حضرت یوسف** علیہ السلام **کے معاملہ سے فارغ ہو جائیں،اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی کیا یعنی چاند کو طلوع ہونے سے روک دیا۔**

(سیرتِ حلبیہ،باب ذکر الاسراء والمعراج،ج1،ص542،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

وقت واپس لوٹا دیا

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام **کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی ﴿تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ ترجمہ:یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔**

(پ23،سورۃ صٓ،آیت32)

فرمایا﴿رُدُّوهَا عَلَيَّ﴾ترجمہ:پلٹا لاؤ میری طرف۔(پ23،سورۃ صٓ،آیت33)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم **سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی ہے کہ سلیمان** علیہ الصلوٰۃ والسلام **کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب ان ملائکہ سے ہے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے ان فرشتوں**

کوحکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ، وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہوکر پھر عصر کا وقت ہوگیا اور سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ (معالم التنزیل،ج4،ص52،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نوابان (نائبان) بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص486,487،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سورج واپس لوٹا دیا

خصائص کبری میں مروی ہے((أخرج ابن منده وابن شاهين والطبراني بأسانيد بعضها على شرط الصحيح عن أسماء بنت عميس قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوحى إليه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم إنه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد الشمس قالت أسماء فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت وفي لفظ للطبراني فطلعت عليه الشمس حتى وقفت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء)) ترجمہ: ابنِ مندہ، ابنِ شاہین اور طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ جن میں سے بعض صحیح بخاری کی شرط پر ہیں روایت کیا ہے کہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہورہی تھی اور آپ کا سرمبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک نمازِ عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا، لہٰذا سورج کو لوٹا دے، اسماء کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا پھر دیکھا کہ ڈوبا ہوا

سورج دوبارہ طلوع ہوگیا۔

اور طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: آپ پر سورج طلوع ہوا یہاں تک کہ سورج پہاڑ اور زمین کے درمیان ٹھہر گیا حضرت علی کھڑے ہوئے وضو کیا اور نمازِ عصر ادا کی پھر سورج ڈوب گیا۔ یہ مقامِ صہباء کا واقعہ ہے۔

(خصائص کبری،ج2،ص137،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر خازن میں مروی ہے((أن نبينا محمدا صلى الله عليه وسلم حبست له الشمس مرتين إحداهما يوم الخندق حين شغلوا عن صلاة العصر حتى غربت الشمس فردها الله عليه حتى صلى العصر ذكرذلك الطحاوي وقال:رواته ثقات،والثانية:صبيحة ليلة الإسراء حين انتظر العير لما أخبر بوصولها مع شروق الشمس ذكره يونس بن بكير في زياداته عن سيرة بن إسحاق)) ترجمہ: بے شک ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو مرتبہ سورج روکا گیا، ایک مرتبہ غزوۂ خندق میں جب تمام مسلمان نمازِ عصر نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا یہاں تک کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کو امام طحاوی نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور دوسری مرتبہ شبِ معراج کی صبح قافلے کے انتظار میں، جب آپ نے سورج نکلنے کے وقت قافلہ پہنچنے کی خبر دی۔ اس کو یونس بن بکیر نے اپنی زیادات میں سیرہ بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔

(تفسیر خازن،ج2،ص31،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆شرح نووی علی صحیح مسلم،ج12،ص52،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

واقعۂ معراج

چھت شق کرکے جبریل علیہ السلام کی حاضری

معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ چھت شق کرکے جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ہے ((**فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَیْتِی وَأَنَا بِمَکَّۃَ، فَنَزَلَ جِبْرِیلُ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کو چیر کر جبریل علیہ السلام آئے۔ (صحیح بخاری، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج1، ص78، دارطوق النجاۃ)

فرشتوں کی بارات

معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اکیلے نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھ حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل علیہما السلام بھی تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کی بارات تھی۔ جبریل علیہ السلام نے اپنے مبارک پروں سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بیدار کیا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((**نزل جبریل ومیکائیل واسرافیل** علیہم السلام **ومع کل واحد منھم سبعون الف ملک وایقظہ جبریل بجناحہ**)) ترجمہ: جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے نورانی پروں سے بیدار کیا۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ اسراء کی آیت نمبر(1) کے تحت، ج5، ص129، المکتبۃ القدس، کوئٹہ)

معارج النبوۃ میں ایک روایت ہے "از جبریل علیہ السلام منقول است کہ گفت مرا بوحی الھی چنان معلوم شدہ بود کہ ترتیب نہاد وترکیب قالب من از کافور جنت بود وحکمت آن نمی دانستم وحکمت آن در شب معراج دانستم وآنچنان بود کہ در حسن ایقاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب متامل بودم کہ بچہ کیفیتش از خواب بیدار کنم تاملھم شدم کہ روی

خود را بر کف پای مبارک کش نهم چون روی خود بر کف پای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالیدم برودت کافور باحرارت که لازمۂ خواب است مقارن گشته آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب بلطف بیدار شده حاصل آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور" ترجمہ: جبریل علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ میرے جسم کی ساخت وترکیب جنت کے کافور سے ہوئی ہے، مگر مجھے اس کی حکمت کا علم نہیں تھا، اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی، ہوا یوں کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے میں متامل تھا سوچتا تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے الہام ہوا کہ اپنے چہرہ کو پائے مبارک کے تلوے پر رکھوں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا، کافور کی برودت حرارت کے ساتھ ملی جو خواب کا لازمہ ہے، آنحضرت نیند سے بسہولت بیدار ہو گئے، اپنے کافور سے پیدا کیے جانے کی حکمت مجھے اس وقت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارم در ذکر معراج، فصل دوم در حکمت تعیین شب از برای معراج الخ، ص92، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

جبریل علیہ السلام نے معراج کا مژدہ سنایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی تیاری کے لیے مسجد الحرام میں حطیم کے پاس لے گئے، فتح الباری میں ہے ((أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَاهُ فَأَخْرَجَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہیں مسجد الحرام میں لے گئے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دارالمعرفہ، بیروت)

سینہ چاک کیا گیا

وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا، نہ درد ہوا نہ خون نکلا، پھر دل مبارک نکالا گیا، دل مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی

سے غسل دیا گیا اور ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا۔ صحیح بخاری میں مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الحَطِيمِ إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَقَدَّ: قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ - فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ۔۔۔الخ)) ترجمہ: جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں حطیم کعبہ میں تھا میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ چاک کیا راوی کہتے ہیں میں نے جارود سے پوچھا اس سے کیا مراد تھی؟ انہوں نے کہا: حلقوم سے لے کر ناف تک، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں) پھر اس نے میرا دل نکالا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر میرے دل کو زمزم کے پانی سے غسل دیا گیا پھر اس کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا پھر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

(صحیح بخاری، باب ذکر الملائکۃ، ج4، ص109، دارطوق النجاۃ)

ایک روایت میں ہے ((فَهَوَى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِي فَفَلَقَهَا فِيمَا أَرَى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجَعٍ)) ترجمہ: ان میں سے ایک نے میرے دیکھتے ہوئے میرے سینے کو چاک کیا، نہ خون نکلا اور نہ درد ہوا۔ (مجمع الزوائد، ج8، ص223، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

براق کی حاضری

پھر خدمت اقدس میں سواری کے لیے براق حاضر کیا گیا۔ جامع ترمذی میں ہے ((عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أُتِيَ بِالبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ، قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے، معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک براق لایا گیا، جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر زین چڑھائی ہوئی تھی، اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوخی سے اچھل کود کی تو جبریل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا کر رہے ہو؟ ان سے بڑھ کر مکرم شخصیت تم پر آج تک سوار نہیں ہوئی، تب براق تھم گیا اور اس کا پسینہ بہنے لگا۔

(جامع ترمذی، ج5، ص152، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

براق پر سوار ہوئے تو

جب براق پر سوار ہوئے تو دو مرد اور ایک عورت نے آواز دی، پھر بیت المقدس پہنچے تو دودھ اور شراب پیش کی گئی، جس کا تفصیلی واقعہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت میں نقل کرتے ہیں((فبینما أنا أسير عليه إذ دعاني داع عن يميني يا محمد أنظرني اسألك يا محمد أنظرني أسألك ،فلم أجبه ولم أقم عليه فبينما أنا أسير عليه إذ دعاني داع عن يساري :يا محمد !أنظرني أسألك يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبه ولم أقم عليه وبينما أنا أسير عليه إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها وعليها من كل زينة خلقها الله فقالت يا محمد أنظرني أسألك فلم ألتفت إليها ولم أقم عليها حيت أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتي بالحلقة التي كانت الأنبياء توثقها به فأتاني جبريل علیہ السلام بإناء ين:أحدهما خمر، والآخر لبن.فشربت اللبن وتركت الخمر فقال جبريل أصبت الفطرة فقلت الله أكبر الله أكبر فقال جبريل ما رأيت في وجهك هذا قال فقلت بينما أنا أسير إذ دعاني داع عن يميني يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبه ولم أقم عليه قال ذاك داعي اليهود أما إنك لو أجبته أو وقفت عليه لتهودت أمتك، قال :وبينما أنا أسير إذ دعاني داع عن

يساري، فقال:يا محمد أنظرني أسألك فلم ألتفت إليه ولم أقم عليه قال ذاك داعي النصارى أما إنك لو أجبته لتنصرت أمتك، فبينما أنا أسير إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها عليها من كل زينة خلقها الله تقول :يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبها ولم أقم عليها قال تلك الدنيا أما إنك لو أجبتها لاختارت أمتك الدنيا على الآخرة الخ)) ترجمہ: پس جب میں سواری پر سیر کر رہا تھا تو مجھے دائیں جانب سے کسی نے آواز دی: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اسے جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، پھر مجھے بائیں جانب سے کسی نے آواز دی: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے اسے بھی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، پھر اسی سیر کے دوران ایک عورت انتہائی زینت سے باہیں کھولے کھڑی تھی، اس نے بھی کہا: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، میں نے اس کی طرف بھی التفات نہیں کیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، حتی کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا، میں نے اس حلقہ میں اپنی سواری کو باندھا جس حلقے میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے، پھر جبریل میرے پاس دو برتن لے کر آئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا، میں نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا، جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پالیا، میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر ،جبریل نے پوچھا: میں آپ کے چہرے میں کچھ آثار دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا: میں جب سیر کر رہا تھا تو میری دائیں جانب سے ایک شخص نے پکار کر کہا: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس

کے پاس ٹھہرا، جبریل نے کہا: یہ بلانے والا یہودی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے یا اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، آپ نے فرمایا: میں جب سفر پر تھا تو میرے بائیں جانب سے ایک شخص نے پکارا: اے محمد! میری طرف دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس رکا، جبریل نے عرض کی: وہ بلانے والا نصرانی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے یا اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی، پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں سفر پر تھا کہ ایک عورت انتہائی زینت کے ساتھ کھڑی تھی اس نے بھی کہا: اے محمد! میری طرف دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، میں نے اسے بھی نہ جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، جبریل نے کہا: وہ دنیا تھی اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر اختیار کر لیتی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج2، ص390,391، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبرِ انور پر گزر

براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف رواں دواں تھے کہ راستہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزر ہوا، وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ: أَتَيْتُ -وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ- عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: معراج کی رات کثیب احمر کے پاس میرا گزر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج 4، ص1845، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

انبیاء کی امامت

پھر مسجدِ اقصیٰ میں امام الانبیاء مصطفیٰ جان رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اقتداء میں تمام انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی، تمام انبیاء جو کہ اپنی اپنی امتوں کے مقتداء تھے، آج وہ ہمارے آقا کے مقتدی تھے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے امام۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ, فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج1، ص221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

انبیاء کے خطبات

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے باری باری خطبہ دیا، جس خطبہ میں انہوں نے ان انعامات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے تھے، سب سے آخر میں جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ہونے والے انعاماتِ خداوندی بیان کئے تو ابراہیم علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے کھڑے ہو کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی افضلیت کا اقرار واظہار فرمایا۔

وہ خطبات درج ذیل ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: الحمد لله الذی اتخذ إبراهيم خليلا، وأعطانی ملكا عظيما، وجعلنی أمة قانتا لله يؤتم بی، وأنقذنی من النار، وجعلها علی بردا وسلاما۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ابراہیم کو

خلیل بنایا اور جس نے مجھے ملک عظیم دیا اور مجھے ڈرنے والی امت بنایا میری پیروی کی جاتی ہے، اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی کردیا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد لله الذی کلمنی تکلیما، واصطفانی برسالته وکلماته، وقربنی إلیه نجیا، وأنزل علی التوراة وجعل هلاك آل فرعون علی یدی ونجی بنی إسرائیل علی یدی۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے کلیم بنایا اور مجھے اپنی رسالت اور اپنے ساتھ کلام کرنے سے سرفراز فرمایا، اور مجھے اپنا رازدار بنایا، مجھ پر تورات نازل کی اور آل فرعون کو میرے ہاتھ پر ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو میرے ہاتھ پر نجات دی۔

پھر داود علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد لله الذی خولنی ملکا، وأنزل علی الزبور، وألان لی الحدید، وسخر لی الطیر والجبال، وآتانی الحکمة وفصل الخطاب۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے حکومت دی اور مجھ پر زبور نازل فرمائی اور میرے ہاتھ میں لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور مجھے حکمت دی اور مجھے فیصلہ سنانے کا منصب عطا فرمایا۔

پھر سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد لله الذی سخر لی :الریاح، والجن، والإنس، وسخر لی الشیاطین :یعملون ما شئت من محاریب، وتماثیل، إلی آخر الآیة، وعلمنی منطق الطیر وکل شیء، وأسال لی عین القطر، وأعطانی ملکا عظیما لا ینبغی لأحد من بعدی۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہواؤں کو، جنوں

اور انسانوں کو مسخر کردیا، اور میرے لئے شیاطین کو مسخر کردیا جو عمارتیں اور مجسمے بناتے تھے اور مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور ہر چیز سکھائی، اور میرے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ایسا عظیم ملک دیا جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد لله الذی علمنی التوراة والإنجیل، وجعلنی أبرء الأکمه، والأبرص، وأحیی الموتی بإذنه، ورفعنی، وطهرنی من الذین کفروا، وأعاذنی وأمی من الشیطان الرجیم، فلم یکن للشیطان علیها سبیل۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور مجھے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرنے والا بنایا، اور میں اس کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اور مجھے آسمان پر اٹھایا اور مجھے کفار سے نجات دی، اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھا، اور شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں ہے۔

پھر محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: کلکم قد أثنی علی ربه وإنی مثن علی ربی، فقال :الحمد لله الذی أرسلنی رحمة للعالمین، وکافة للناس بشیرا ونذیرا، وأنزل علی الفرقان فیه تبیان کل شیء، وجعل أمتی خیر أمة أخرجت للناس، وجعل أمتی أمة وسطا، وجعل أمتی هم الأولون وهم الآخرون، وشرح صدری، ووضع عنی وزری، ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما۔ ترجمہ: تم سب نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی اب میں اپنے رب عزوجل کی ثناء بیان کرتا ہوں، پس فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا، اور تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن مجید کو نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان کیا ہے، اور میری امت کو تمام

امتوں سے بہتر بنایا اور میری امت کو امتِ وسط بنایا، اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے بوجھ اتار دیا اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتداء کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنایا۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: بھذا فضلکم محمد۔ ترجمہ: انہیں تمام فضائل کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج2، ص390,391، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

آسمانوں اور سدرۃ المنتھیٰ پر

پھر آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے، ہر آسمان پر کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوئی، پھر سدرۃ المنتہی پر پہنچے، اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی روایت نقل کی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيلَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ:قِيلَ:مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ :وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ، قِيلَ :أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ:نَعَمْ، قِيلَ:مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسَى، وَيَحْيَى فَقَالاَ :مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ، قِيلَ:مَنْ هَذَا؟ قِيلَ:جِبْرِيلُ، قِيلَ :مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ:وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قِيلَ:مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ:مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ :جِبْرِيلُ، قِيلَ :مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيلَ :نَعَمْ، قِيلَ :مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى

إِدْرِيسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، قِيلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ :جِبْرِيلُ، قِيلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ :مُحَمَّدٌ، قِيلَ :وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قِيلَ:مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيلَ:مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ:مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ:وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى، فَقِيلَ :مَا أَبْكَاكَ :قَالَ :يَا رَبِّ هَذَا الْغُلاَمُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ :جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ :مُحَمَّدٌ، قِيلَ :وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَرُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ:هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ، وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلاَلُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُولِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ:أَمَّا الْبَاطِنَانِ:فَفِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ:النِّيلُ وَالْفُرَاتُ)) ترجمہ: پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش

آمد ید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے،دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے،جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے ،میں نے سلام کیا،انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو،پھر جبریل علیہ السلام میرے ہمراہ اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے،اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا،پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا،جبریل،پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں،کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے،یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسی علیہ السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں،جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے ،میں نے انہیں سلام کیا،ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو،پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا،پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا ،جبریل،پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں،کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے،اور دروازہ کھول دیا گیا،پھر میں جب وہاں پہنچا تو یوسف علیہ السلام ملے جبریل علیہ السلام نے کہا:یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے ،میں نے انہیں سلام کیا،انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو،اس کے بعد جبریل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا،پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا ،جبریل،پھر

آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں،کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے،اور دروازہ کھول دیا گیا،پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے،جبریل علیہ السلام نے کہا:یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے ،میں نے انہیں سلام کیا،انہوں نے سلام کا جواب دیا،اس کے بعد کہا:خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو،پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے،اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا،پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا،جبریل،پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں،کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے،پھر میں جب وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے،جبریل علیہ السلام نے کہا:یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے ،میں نے انہیں سلام کیا،انہوں سلام کا جواب دیا،پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کے لئے ،پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا لے گئے ،یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے،جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا،پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا،جبریل،پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں،کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے،پھر میں جب وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا:یہ موسی ہیں انہیں سلام کیجئے ،میں نے انہیں سلام کیا،انہوں نے سلام کا جواب دیا،پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو،پھر جب میں

آگے بڑھا تو وہ روئے ،ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟انہوں نے کہا: میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس شخص مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر چڑھا لے گئے، جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو،ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، پھر میں جب وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں انہیں سلام کیجئے ، میں نے انہیں سلام کیا،انہوں سلام کا جواب دیا، پھر کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کے لئے ، پھر مجھے بیت المعمور کی طرف بلند کیا گیا پس میں جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور جو اس سے ہو کر نکلتے ہیں دوبارہ کبھی اس میں نہیں آئیں گے، پھر میں سدرۃ المنتہی تک چڑھایا گیا،تو اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہی ہے،اور اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں،دو پوشیدہ اور دو ظاہر، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل وفرات ہیں۔ (صحیح بخاری ،باب ذکر الملائکہ،ج4،ص109،دارطوق النجاۃ)

فرشتوں کی امامت

آسمانوں (بیت المعمور) میں تمام فرشتوں کی امامت بھی کروائی۔((عن

عائشة قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم **لما اسری بی الی السماء اذن جبریل فظننت الملئكة انه يصلي بهم فقدمني فصليت بالملئكة))** ترجمہ:ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا، جبریل نے اذان دی، ملائکہ سمجھے ہمیں جبریل نماز پڑھائیں گے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(الخصائص الکبری ،بحوالہ ابن مردویہ،باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء ،ج1،ص176،مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات الہند ☆الدرالمنثوربحوالہ ابن مردویہ،ج5،ص193،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

آگے بڑھا تو جل جاؤں گا

سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہی سے آگے عرش کی طرف روانہ ہوئے تو جبریل علیہ السلام رک گئے اورعرض کرنے لگے کہ اس سے آگے اگر ایک پورا (ایک انچ) بھی بڑھا تو جل جاؤں گا۔علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی1127ھ) روایت نقل کرتے ہیں((**فرأى جبريل فى بعض تلك النزلات عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهى وهو مقام جبريل وكان قد بقى هناك عند عروجه** علیہ السلام **الى مستوى العرش وقال لو دنوت انملة لاحترقت))** ترجمہ:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہی پر دیکھا اور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے اورعرض کی: اگر میں یہاں سے ایک انچ بھی آگے گیا تو میں جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ النجم ،آیت13,14،ج9،ص224،دارالفکر،بیروت)

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی850ھ)روایت نقل

کرتے ہیں((**روی أن جبریل** علیہ السلام **أخذ برکاب محمد** صلی اللہ علیہ وسلم **حتی أرکبه علی البراق لیلة المعراج، ولما وصل محمد**صلی اللہ علیہ وسلم**إلی بعض المقامات تخلف عنه جبریل وقال:لو دنوت أنملة لاحترقت**)) ترجمہ: مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ کر آپ کو براق پر سوار کرایا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مقامات تک پہنچے تو جبرئیل رک گئے اور عرض کی اگر میں یہاں سے ایک پورا بھی آگے گیا تو جلا دیا جاؤں گا۔

(تفسیر نیشاپوری،ج1،ص250,251،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

عرش کی طرف روانگی

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے عرش تک رفرف پر تشریف لے کر گئے۔علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں"وردفی المعراج انه صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ سدرة المنتهی جاء ہ بالرفرف جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فتناوله فطاربه الی العرش "ترجمہ: حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض،فصل واما ما ورد فی حدیث الاسراء، ج2،ص310،مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

قربِ خاص

پھر اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص میں پہنچے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں((**تَدَلَّى الرَّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ** صلی اللہ علیہ وسلم **لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ فَدَنَا مِنْ رَبِّه**)) ترجمہ:معراج کی رات رفرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، پھر وہ بلند ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قرب میں پہنچے۔

(الشفاء،الفصل السابع الدنو والقرب،ج1،ص394،دارالفیحاء،عمان)

دیدارِ خداوندی

اور اپنے رب کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:((**فرأیته** عزوجل **وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت**)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی،ج5،ص221،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے((**عن عبداللہ بن عباس انه کان یقول ان محمدا**صلی اللہ علیہ وسلم**رأی ربه مرتین مرة ببصره ومرة بفواده**)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط،ج6،ص356، مکتبة المعارف، ریاض)

اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھنا عرش سے بھی اوپر لامکان میں تھا۔امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں روایت نقل کرتے ہیں"تدلیه علی ما فی حدیث شریك كان فوق العرش"ترجمہ:(قرآن پاک میں جو﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی﴾)یہ تدلی عرش سے بھی اوپر تھی، جیسا کہ حدیثِ شریک ہے۔

(المواهب اللدنیة، المقصد الخامس،مراحل المعراج،ج3،ص88تا90،ملتقطاً،المکتب الاسلامی،بیروت)

خاص خلوتوں کی گفتگو

اس وقت محبوب ومحبّ میں کیا کیا گفتگو ہوئی، اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب بہتر

ہی جانتے ہیں،قرآن پاک میں ہے﴿ فَـأَوْحَـى إِلَـى عَبْـدِهِ مَـا أَوْحَـى٥﴾

ترجمہ:اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27،سورۃ النجم،آیت10)

کچھ کلام احادیث میں بیان کیا گیا ہے،امام بیہقی روایت نقل کرتے ہیں

((فكلمه ربه عند ذلك، قال له:سل، قال:إنك اتخذت إبراهيم خليلا وأعطيته ملكا عظيما، وكلمت موسى تكليما، وأعطيت داود ملكا عظيما، وألنت له الحديد وسخرت له الجبال، وأعطيت سليمان ملكا عظيما وسخرت له الجبال والجن والإنس وسخرت له الشياطين والرياح وأعطيته ملكا لا ينبغي لأحد من بعده وعلمت عيسى التوراة والإنجيل وجعلته يبرء الأكمه والأبرص ويحيي الموتى بإذنك وأعذته وأمه من الشياطين فلم يكن له عليهما سبيل، فقال له ربه :قد اتخذتك خليلا، قال: وهو مكتوب في التوراة خليل الرحمن، وأرسلتك إلى الناس كافة بشيرا ونذيرا، وشرحت لك صدرك، ووضعت عنك وزرك، ورفعت لك ذكرك، فلا أذكر إلا ذكرت معي يعني بذلك الأذان، وجعلت أمتك خير أمة أخرجت للناس، وجعلت أمتك أمة وسطا، وجعلت أمتك هم الأولون وهم الآخرون، وجعلت من أمتك أقواما قلوبهم أناجيلهم، وجعلت أمتك لا تجوز، عليهم خطبة حتى يشهدوا أنك عبدي ورسولي،وجعلتك أول النبيين خلقا وآخرهم مبعثا، وآتيتك سبعا من المثاني لم أعطها نبيا قبلك، وأعطيتك خواتيم سورة البقرة من كنز تحت العرش لم أعطها نبيا قبلك وجعلتك فاتحا وخاتما .قال وقال النبي صلى الله عليه وسلم:فضلني ربي أرسلني رحمة للعالمين وكافة للناس بشيرا ونذيرا، وألقى في قلب عدوي الرعب

من مسيرة شهر، وأحلت لي الغنائم، ولم تحل لأحد قبلي وجعلت الأرض كلها لي مسجدا وطهورا، وأعطيت فواتيح الكلام وخواتمه وجوامعه، وعرضت علي أمتي فلم يخف علي التابع والمتبوع)) ترجمہ:اس وقت آپ کا رب آپ سے ہم کلام ہوااور فرمایا:طلب کیجئے،آپ نے عرض کیا:تو نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور ان کو ملکِ عظیم عطا فرمایا اور تو نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور تو نے حضرت داود کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے لوہے کو نرم کردیا اور پہاڑوں کو مسخر کردیا اور تو نے حضرت سلیمان کو ملکِ عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے پہاڑوں ،جنوں ،انسانوں ،شیطانوں اور ہواؤں کو مسخر کردیا،اور ان کو اتنی عظیم سلطنت دی جو ان کے بعد اور کسی کے لائق نہیں ہے اور تو نے حضرت عیسیٰ کو توریت اور انجیل کا علم عطا فرمایا اور انہیں مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کے لیے شفا دینے والا بنادیا اور وہ تیری اجازت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور تو نے ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھا تب آپ کے رب نے فرمایا: میں نے آپ کو اپنا خلیل بنایا اور توریت میں لکھا ہوا ہے کہ خلیل الرحمٰن اور تمام لوگوں کی طرف آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا،اور آپ کا شرح صدر کیا اور آپ سے بوجھ دور کردیا اور آپ کے ذکر کو بلند کردیا،جب بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے یعنی اذان وغیرہ میں،اور آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر بنائی گئی اور آپ کی امت امتِ متوسطہ بنائی گئی،اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا گیا اور آپ کی امت کے بعض لوگوں کے دلوں میں آپ کی کتاب رکھی گئی اور ان کا کوئی خطبہ اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی گواہی نہ دیں اور میں نے آپ کو از روئے خلق کے تمام انبیاء میں اول اور از روائے بعثت کے تمام انبیاء میں آخر

بنایا اور آپ کو سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آیات عرش کے خزانے کے نیچے سے دی ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے فضیلت دی، مجھ کو رحمۃ اللعلمین بنایا، تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنایا، میرے دشمنوں کے دل میں ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال دیا، میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا، اور تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور تیمّم کا ذریعہ بنایا اور مجھے کلام کے فواتح، خواتیم اور جوامع عطا کیے اور مجھ پر تمام امت کو پیش کیا گیا اور اب امت کا کوئی فرد مجھ پر مخفی نہیں ہے خواہ وہ تابع ہو یا متبوع۔

(دلائل النبوة للبیہقی، ج2، ص402، دارالکتب العلمیه، بیروت)

نمازوں کی فرضیت اور موسیٰ علیہ السلام کی مدد

پھر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے نمازیں کم کروانے کا مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، کچھ نمازیں کم ہوئیں، پھر حاضری ہوئی کچھ کم ہوئیں، بالآخر کم ہوتے ہوتے صرف پانچ رہ گئیں، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((فَفَرَضَ اللَّهُ عزوجل عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاَةً قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ

رَبِّي)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ میں موسی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیے کہ آپ کی امت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرما دیا، پھر واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کر دی ہیں انہوں نے کہا: آپ پھر جائیں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ اور کم کر دیا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر واپس اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا، میں پھر جب موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جائیے، میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ (صحیح بخاری، کیف فرضت الصلوة فی الاسراء، ج1، ص78، دارطوق النجاة)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((أصبح بمكة يخبرهم بالعجائب: أني أتيت البارحة بيت المقدس وعرج بي إلى السماء، ورأيت كذا ورأيت كذا، فقال أبو جهل بن هشام: ألا تعجبون مما يقول محمد! يزعم أنه أتى البارحة بيت المقدس، ثم أصبح فينا، وأحدنا يضرب مطيته مصعدة شهرا ومنقلبة شهرا، فهذا مسيرة شهرين في ليلة واحدة. قال فأخبرهم بعير لقريش لما كان في مصعدي رأيتها في مكان كذا وكذا وأنها نفرت فلما رجعت رأيتها عند العقبة، وأخبرهم بكل رجل وبعيره كذا وكذا

ومتاعه كذا وكذا، فقال أبو جهل:يخبرنا بأشياء، فقال رجل من المشركين :أنا أعلم الناس بيت المقدس وكيف بناؤه وكيف هيأته وكيف قربه من الجبل، فإن يكون محمد صادقا فسأخبركم، وإن يكن كاذبا فسأخبركم، فجاءه ذلك المشرك فقال :يا محمدا أنا أعلم الناس ببيت المقدس فأخبرني كيف بناؤه وكيف هيأته وكيف قربه من الجبل؟ قال :فرفع لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيت المقدس من مقعده فنظر إليه كنظر أحدنا إلى بيته :بناؤه كذا وكذا، وهيأته كذا وكذا، وقربه من الجبل كذا وكذا، فقال الآخر :صدقت .فرجع إلى الصحابة فقال :صدق محمد فيما قال)) ترجمہ: صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو ان عجائبات کی خبر دی کہ میں گزشتہ رات بیت المقدس گیا اور مجھے آسمان کی معرج کرائی گئی، اور میں نے فلاں فلاں چیز دیکھی، ابوجہل بن ہشام نے کہا: کیا تم کو محمد کی باتوں پر تعجب نہیں ہوتا؟ ان کا دعوی ہے کہ یہ گزشتہ رات بیت المقدس گئے اور صبح کو یہاں ہمارے ساتھ ہیں، حالانکہ ہم میں سے ایک شخص ایک ماہ مسافت طے کرکے بیت المقدس پہنچتا ہے اور پھر ایک ماہ کی مسافت طے کرکے واپس پہنچتا ہے تو یہ آنا اور جانا دو ماہ میں طے ہوتا ہے، اور یہ ایک رات میں جا کر واپس آ گئے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قریش کے قافلہ کی خبر دی، اور فرمایا: میں نے جاتے وقت اس قافلہ کو فلاں فلاں جگہ دیکھا ہے، اور جب میں واپس لوٹا تو میں نے اس قافلہ کو فلاں گھاٹی کے پاس دیکھا، پھر آپ نے قافلہ میں جانے والے ہر شخص اور اس کے اونٹ کی خبر دی کہ وہ اونٹ اس اس طرح کا تھا اور اس پر فلاں فلاں سامان لدا ہوا تھا، ابوجہل نے کہا: انہوں نے ہمیں کئی چیزوں کی خبر دی ہے، پھر مشرکین میں سے ایک

شخص نے کہا مجھے بیت المقدس کی عمارت اور اس کی ہیئت اور اس کی کیفیت کا سب سے زیادہ علم ہے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اس کا ابھی پتا چل جائے گا، پھر اس مشرک نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بیت المقدس کا سب سے زیادہ علم ہے آپ مجھے اس کی عمارت، ہیئت اور پہاڑ سے اس کے قرب کے متعلق بتائیے؟ تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، پھر جس طرح ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دیکھ کر بیت المقدس کے متعلق بیان فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اس طرح اس کی عمارت ہے اور اس کی اس اس طرح کی ہیئت ہے، اور وہ پہاڑ کے اس اس طرح قریب ہے، اس نے کہا آپ نے سچ کہا، پھر وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

(دلائل النبوۃ، ج2، ص395، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام بیہقی مزید ایک روایت نقل کرتے ہیں ((عن إسماعيل بن عبد الرحمن القرشي، قال لما أسرى برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وأخبر قومه بالرفقة والعلامة في العير، قالوا فمتى يجيء، قال :يوم الأربعاء فلما كان ذلك اليوم أشرفت قريش ينظرون وقد ولى النهار ولم يجيء فدعا النبي صلی اللہ علیہ وسلم فزيد له في النهار ساعة، وحبست عليه الشمس، فلم ترد الشمس على أحد إلا على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يومئذ، وعلى يوشع بن نون حين قاتل الجبارين يوم الجمعة، فلما أدبرت الشمس خاف أن تغيب قبل أن يفرغ منهم ويدخل السبت فلا يحل له قتالهم فيه، فدعا الله فرد عليه الشمس حتى فرغ من قتالهم)) ترجمہ: اسماعیل بن عبدالرحمٰن قرشی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو قافلہ کی

علامتوں کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ قافلہ کب آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قافلہ بدھ کو آئے گا، پھر بدھ کے دن قریش صبح سے قافلے کے انتظار میں بیٹھے رہے حتی کہ دن غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو دن بڑھا دیا گیا، اور سورج کو روک دیا گیا، اور سورج کو صرف اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روکا گیا تھا اور حضرت یوشع بن نون کے لئے جب جمعہ کے دن انہوں نے جبارین سے جہاد کیا تھا اور ان کے فارغ ہونے سے پہلے سورج غروب ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی کہ سورج کو موخر کر دیا جائے کیونکہ ہفتہ کے دن ان کے لئے جنگ کرنا جائز نہ تھا، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو موخر کر دیا حتی کہ وہ جنگ سے فارغ ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ، ج2، ص404، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر ابن کثیر میں ہے، کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ معراج کی صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معراج کا واقعہ سنایا ((قَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى قُرَيْشٍ فَأُخْبِرُهُمْ بِمَا رَأَيْتُ. "فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي أُذَكِّرُكَ اللَّهَ، إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا يُكَذِّبُونَكَ وَيُنْكِرُونَ مَقَالَتَكَ، فَأَخَافُ أَنْ يَسْطُوا بِكَ. قَالَتْ: فَضَرَبَ ثَوْبَهُ مِنْ يَدِي، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِمْ فَأَتَاهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَأَخْبَرَهُمْ مَا أَخْبَرَنِي، فَقَامَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَوْ كُنْتَ شَابًّا كَمَا كُنْتَ، مَا تَكَلَّمْتَ بِمَا تَكَلَّمْتَ بِهِ وَأَنْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لَنَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَاللَّهِ قَدْ وَجَدْتُهُمْ أَضَلُّوا بَعِيرًا لَهُمْ فَهُمْ فِي طَلَبِهِ. قَالَ: فَهَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لِبَنِي فُلَانٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَجَدْتُهُمْ فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، وَقَدِ انْكَسَرَتْ لَهُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ، وَعِنْدَهُمْ قَصْعَةٌ مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا. "قَالُوا: فَأَخْبِرْنَا عِدَّتَهَا وَمَا فِيهَا

مِنَ الرُّعَاةِ (قَالَ": قَدْ كُنْتُ عَنْ عِدَّتِهَا مَشْغُولًا. "فَنَامَ فَأُوتِيَ بِالْإِبِلِ فَعَدَّهَا وَعَلِمَ مَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ) ثُمَّ أَتَى قُرَيْشًا فَقَالَ لَهُمْ": سَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَسَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَهِيَ مُصَبِّحَتُكُمْ مِنَ الْغَدَاةِ عَلَى الثَّنِيَّةِ. "قَالَ: فَقَعَدُوا عَلَى الثَّنِيَّةِ يَنْظُرُونَ أَصَدَقَهُمْ مَا قَالَ؟ فَاسْتَقْبَلُوا الْإِبِلَ فَسَأَلُوهُمْ: هَلْ ضَلَّ لَكُمْ بَعِيرٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَسَأَلُوا الْآخَرَ: هَلِ انْكَسَرَتْ لَكُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالُوا: فَهَلْ كَانَ عِنْدَكُمْ قَصْعَةٌ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَاللَّهِ وَضَعْتُهَا فَمَا شَرِبَهَا أَحَدٌ، وَلَا أَهْرَاقُوهُ فِي الْأَرْضِ. فَصَدَّقَهُ أَبُو بَكْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَآمَنَ بِهِ، فَسُمِّيَ يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيقَ)) ترجمہ: اور فرمایا: میرا ارادہ یہ ہے کہ میں قریش کو بتلاؤں کہ میں نے اس رات کیا کیا دیکھا ہے؟ میں نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا: اگر آپ اپنی قوم کے پاس گئے تو وہ آپ کا انکار کریں گے اور آپ کی تکذیب کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دامن چھڑا کر اپنی قوم کے پاس تشریف لے گئے اس حال میں کہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان کے پاس جا کر ان کو وہ بتایا جو مجھے بتایا تھا، جبیر بن مطعم نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر واقعی تم اس رات وہاں گئے ہوتے تو اس وقت ہمارے پاس نہ ہوتے، ایک شخص نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے فلاں فلاں جگہ ہمارے اونٹوں کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں بخدا میں نے دیکھا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو ڈھونڈ رہے تھے، اس شخص نے کہا کہ کیا آپ بنو فلاں کے اونٹوں کے پاس سے گزرے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے ان کو فلاں فلاں جگہ دیکھا، ان کی سرخ رنگ کی اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ان کے پاس پیالے

میں پانی تھا جس کو میں نے پی لیا، اس نے کہا: اچھا بتایئے ان کی اونٹنیاں کتنی تھیں؟ اور ان کے چرواہے کون کون تھے؟ آپ نے فرمایا میں اس وقت ان کی گنتی کی طرف توجہ نہیں کی تھی تو اسی وقت وہ اونٹ اور ان کے چرواہے میرے پاس حاضر کر دیے گئے، آپ نے اونٹوں کو گن لیا اور ان کے چرواہوں کو جان لیا، پھر آپ نے قریش سے فرمایا: تم نے مجھ سے بنو فلاں کے اونٹوں کی تعداد اور ان کے چرواہوں کے متعلق پوچھا تھا، سنو! ان اونٹوں کی تعداد اتنی ہے اور ان کے فلاں فلاں چرواہے ہیں اور ان میں ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر) کے بھی چرواہے ہیں، اور صبح یہ اونٹ وادئ ثنیہ میں پہنچ جائیں گے، وہ لوگ صبح وادئ ثنیہ دیکھنے کے لئے پہنچ گئے کہ آیا آپ نے سچ فرمایا ہے یا نہیں؟ سو وہ اونٹ آ گئے، ان لوگوں نے پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر دوسرے سے پوچھا: کیا تمہاری سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر انہوں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس پیالہ تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا: بخدا میں نے وہ پیالہ رکھا تھا، اس سے کسی نے پانی پیا تھا، نہ اس پانی کو کسی نے زمین پر گرایا تھا (اور وہ پانی ختم ہو گیا تھا)، حضرت ابوبکر نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، پھر اسی دن سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہو گیا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص42، دارطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

افعالِ معراج کی حکمتیں

چھت شق کرکے آنے کی حکمتیں

اس میں درج ذیل حکمتیں ہیں:

(1) قِيلَ الْحِكْمَةُ فِي نُزُولِهِ عَلَيْهِ مِنَ السَّقْفِ الْإِشَارَةُ إِلَى الْمُبَالَغَةِ فِي مُفَاجَأَتِهِ بِذَلِكَ ۔ ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جبریل امین کے چھت چیر کر آنے میں یہ حکمت تھی کہ اس میں معراج کے اچانک ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دارالمعرفہ، بیروت)

(2) وَالتَّنْبِيهُ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَنْ يَعْرُجَ بِهِ إِلَى جِهَةِ الْعُلُوِّ ۔ چھت چیر کر آنے میں اس بات پر تنبیہ تھی کہ معراج سے مراد یہ ہے کہ اوپر کی طرف سفر فرمانا ہے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دارالمعرفہ، بیروت)

(3) وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْحِكْمَةُ فِي انْفِرَاجِ سَقْفِ بَيْتِهِ الْإِشَارَةَ إِلَى مَا سَيَقَعُ مِنْ شَقِّ صَدْرِهِ ۔ ترجمہ: یہ بھی احتمال ہے کہ گھر کی چھت شق کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے شق ہونے کا وقوع ہوگا۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص205، دارالمعرفہ، بیروت)

ام ہانی کے گھر سے معراج کی ابتداء میں حکمتیں

(1) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گھر مبارک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل سکونت کی وجہ سے فضیلت سے مشرف تھا، ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے سفرِ معراج شروع ہونے میں ممکن ہے یہ حکمت ہو کہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو شرف وفضیلت مل جائے کہ جب جب معراج کا تذکرہ ہو تو ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا بھی تذکرہ ہو۔

(2) اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہوتے تو فرشتے نہ بغیر اجازت داخل ہو سکتے تھے اور باہر سے آواز دے سکتے تھے کیونکہ یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ

النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ ﴾ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔ (پ22،سورۃالاحزاب،آیت53)

قرآن مجید میں ہے﴿**إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ** ﴾ترجمہ: بے شک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے وقوف ہیں۔ (پ26،سورۃ الحجرات،آیت4)

یاد رہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول ہیں کیونکہ آپ تمام مخلوقات کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً**)) ترجمہ: میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد،ج1،ص371،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

دل مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر دھونے کی حکمتیں

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے''خُصَّ الطَّسْتُ لِكَوْنِهِ أَشْهَرَ آلَاتِ الْغُسْلِ عُرْفًا وَالذَّهَبُ لِكَوْنِهِ أَعْلَى أَنْوَاعِ الْأَوَانِي الْحِسِّيَّةِ وَأَصْفَاهَا وَلِأَنَّ فِيهِ خَوَاصَّ لَيْسَتْ لِغَيْرِهِ وَيَظْهَرُ لَهَا هُنَا مُنَاسَبَاتٌ مِنْهَا أَنَّهُ مِنْ أَوَانِي الْجَنَّةِ ـ وَمِنْهَا أَنَّهُ لَا تَأْكُلُهُ النَّارُ وَلَا التُّرَابُ وَلَا يَلْحَقُهُ الصَّدَأُ ـ وَمِنْهَا أَنَّهُ أَثْقَلُ الْجَوَاهِرِ فَنَاسَبَ ثِقَلَ الْوَحْيِ وَقَالَ السُّهَيْلِيُّ وَغَيْرُهُ إِنْ نُظِرَ إِلَى لَفْظِ الذَّهَبِ نَاسَبَ مِنْ جِهَةِ إِذْهَابِ الرِّجْسِ عَنْهُ وَلِكَوْنِهِ وَقَعَ عِنْدَ الذَّهَابِ إِلَى رَبِّهِ وَإِنْ نُظِرَ إِلَى مَعْنَاهُ فَلِوَضَاءَتِهِ وَنَقَائِهِ وَصَفَائِهِ وَلِثِقَلِهِ وَرُسُوبَتِهِ وَالْوَحْيُ ثَقِيلٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿**انا سنلقى عليك قولا ثقيلا**﴾ ﴿**ومن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون**﴾ وَلِأَنَّهُ أَعَزُّ الْأَشْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْقَوْلُ هُوَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ وَلَعَلَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ يَحْرُمَ اسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ فِي هَذِهِ

الشَّرِيعَةِ وَلَا يَكْفِي أَنْ يُقَالَ إِنَّ الْمُسْتَعْمِلَ لَهُ كَانَ مِمَّنْ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ ذَلِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ قَدْ حَرُمَ عَلَيْهِ اسْتِعْمَالُهُ لَنُزِّهَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهُ غَيْرُهُ فِي أَمْرٍ يَتَعَلَّقُ بِبَدَنِهِ الْمُكَرَّمِ وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ تَحْرِيمَ اسْتِعْمَالِهِ مَخْصُوصٌ بِأَحْوَالِ الدُّنْيَا وَمَا وَقَعَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ كَانَ الْغَالِبُ أَنَّهُ مِنْ أَحْوَالِ الْغَيْبِ فَيَلْحَقُ بِأَحْكَامِ الْآخِرَةِ''ترجمہ: ترجمہ: یہاں طشت کے ساتھ اس وجہ سے خاص کیا گیا کہ عرفاً یہ غسل کے تمام برتنوں سے زیادہ مشہور ہے،سونے کے ساتھ خاص کیا گیا اس کی چند وجہیں ہیں: سونے کا برتن حسی برتنوں کی تمام اقسام سے اعلیٰ اور صاف ہے ۔اس میں جو خصوصیت ہے وہ اس کے غیر میں نہیں ہے۔ یہاں پر سونے کے برتن کو استعمال کرنے میں چند مناسبتیں ہیں،ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ جنتی برتن ہے ۔ایک وجہ یہ ہے کہ اسے نہ تو آگ کھا سکتی ہے اور نہ ہی مٹی،اور نہ ہی اسے زنگ لگے ،ایک وجہ یہ ہے کہ یہ تمام زیورات میں ثقیل ہے جس سے وحی کے ثقیل ہونے کی طرف اشارہ ہے، سہیلی وغیرہ نے کہا ہے: اگر لفظِ ذہب کی طرف نظر کی جائے تو اس کی ذہاب رجس(یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گندگی کے دور ہونے) کے ساتھ مناسبت ہے،ایک وجہ یہ ہے کہ اس کا وقوع ذہاب الی اللہ(یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی طرف جانے کے)وقت واقع ہوا،اور اگر اس کے معنی کی طرف نظر کی جائے تو اس کے پاک،صاف، بھاری اور خالص ہونے کی طرف اشارہ ہے،وحی ثقیل ہے اللہ فرماتا ہے''بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے''اور فرماتا ہے''تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی مراد کو پہنچے ''ایک وجہ یہ ہے کہ سونا دنیا میں ایک عزت والی چیز ہے،اور قول ہے کہ یہ کتاب عزت والی ہے،شائد یہ اس شریعت میں حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے،اور یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ اس کو استعمال کرنے

والے وہ تھے جن پر ان کا استعمال حرام نہ تھا یعنی ملائکہ کیونکہ اس وقت اگر اس کا استعمال حرام ہوتا تو اس کے استعمال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا جاتا کہ اس کے استعمال کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور سے تھا، ممکن ہے کہ یہ جواب دیا جائے کہ سونے کے استعمال کا حرام ہونا دنیاوی احوال کے ساتھ خاص ہے اور اس رات واقع ہونے والے امور کا تعلق غیب سے ہے لہذا وہ اخروی احوال سے ملحق ہو گیا۔

(فتح الباری،باب المعراج،ج7،ص205،دارالمعرفہ،بیروت)

شق صدر کی حکمتیں

عمدۃ القاری میں ہے ”الحِكمَة فِي الأول وَهُوَ فِي حَال الطفولية لينشأ على أكمل الأَحوَال من العِصمَة من الشَّيطَان، وَلِهَذَا قَالَ فِي حَدِيث أنس عِند مُسلم:هَذَا حَظّ الشَّيطَان مِنك وَذَلِكَ العلقَة الَّتِي أخرجهَا وَفِي الثَّانِي:أَعنِي:عِند البَعث ليتلقى مَا يُوحى إِلَيهِ بقلب قوي فِي أكمل الأَحوَال.وَفِي الثَّالِث:أَعنِي:عِند العروج إِلَى السَّمَاء ليتأهب للمناجاة“

ترجمہ: (تین مرتبہ شق صدر ہوا) پہلی مرتبہ جو کہ بچپن میں ہوا تھا اس میں حکمت یہ ہے کہ شیطان سے بچتے ہوئے اکمل احوال پر آپ کی پرورش ہو، اسی وجہ سے صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس لوتھڑے کے بارے میں جسے نکالا تھا کہا: یہ شیطان کا حصہ تھا۔ دوسری مرتبہ یعنی بعثت کے وقت شق صدر کی وجہ یہ ہے کہ جو وحی کی جائے وہ اکمل الاحوال میں قلبِ قوی کی طرف کی جائے۔ اور تیسری مرتبہ یعنی آسمان کی طرف معراج کے وقت شق صدر اس وجہ سے کیا گیا تاکہ یہ مناجات کے لیے تیار ہو جائے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص23،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

براق پر سوار ہونے کی حکمتیں

اس کی متعدد حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں:

(1)إِنَّمَا فعل ذَلِك تأنيساً لَهُ بِالعَادَةِ فِي مقَام خرق العَادة ۔

ترجمہ: براق پر سواری کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خرق عادت کے مقام میں عادت والی چیز سے انسیت پہنچائی جائے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص24،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(2)وَأَيضًا أَن المَلك إِذا طلب من يُحِبهُ يَبعَث إِلَيهِ مركوباً۔

ترجمہ: اس میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ بادشاہ جب اپنے کسی محبوب کو بلاتا ہے تو اس کی طرف سواری بھیجتا ہے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص24،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(3)أَن طي الأَرض يشتَرك فِيهِ الأَولِيَاء بِخِلَاف المركوب الَّذِي يقطع المُسَاقَاة البَعِيدَة براكبه أسرع من طرفَة العين، فَإِنَّهُ مَخصُوص بالأنبياء، عَلَيهِم السَّلَام ۔ترجمہ: زمین کے لپٹ جانے میں انبیاء اور اولیاء مشترک ہیں، برخلاف کسی سواری پر سوار ہو کر مسافتِ بعیدہ طے کرنا پلک جھپکنے سے تیز یہ چیز انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص24،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

براق کا رنگ سفید ہونے کی حکمتیں

(1)كَونه أَبيض بِاعتِبَار أَنه أصل الألوان ۔ترجمہ: براق کا سفید ہونے میں حکمت یہ ہے کہ یہی تمام رنگوں کی اصل ہے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص24،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(2)أَو بِاعتِبَار أَنه، صلی اللہ علیہ وسلم، كَانَ يحب البَيَاض ۔ترجمہ: یا اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کو پسند فرماتے تھے۔

(عمدۃ القاری،باب المعراج،ج17،ص24،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

براق کیوں مچلا

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق شوخی سے مچلا تھا، اس مچلنے کی علماء نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں کچھ درج ذیل ہیں:

(1) فَقَالَ ابْن بطال:بعد عَهده بالأنبياء وَطول الفترة بَين عِيسَى وَمُحَمّد، عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۔ترجمہ:ابن بطال نے کہا کہ انبیاء کے زمانے کے طویل ہونے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہما السلام کے درمیان زمانہ فترت طویل ہونے کی وجہ سے (براق سواری کا عادی نہ رہا تھا، اسی لیے مچلنے لگا)۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص24، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(2) وَقَالَ ابْن التِّين:إِنَّمَا استصعب الْبراق تيهاً وزهواً بركوب النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَرَادَ جِبْرِيل استنطاقه، فَلذَلِك خجل وارفضَّ عرقاً من ذَلِك، وَقَرِيب من ذَلِك رَجْفَة الْجَبَل بِهِ حَتَّى قَالَ لَهُ:اثْبتُ، فَإِنَّمَا عَلَيْك نَبِي وصديق وشهيد، فَإِنَّهَا هزة الطَّرب لَا هزة الْغَضَب ۔ترجمہ:ابن تین نے کہا کہ براق کا مچلنا خوشی کی وجہ سے تھا کہ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو رہے تھے، اور جبریل علیہ السلام نے اسے قابو میں رہنے کا کہا، لہذا وہ شرمندہ ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا، اس کے قریب قریب وہ واقعہ ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر سوار ہوئے تو احد حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ سے فرمایا:ٹھہر جا، کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں، تو اس کا مچلنا خوشی سے تھا نہ کہ غصے سے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص25، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(3) وَسمع الْعَبْد الضَّعِيف من مشايخه الثقاة أَنه إِنَّمَا شمس بِهِ ليعده الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم، بالركوب عَلَيْهِ يَوْم الْقِيَامَة، فَلَمَّا وعده بذلك

قرو ذَلِك، لِأَنَّهُ جَاءَ فِي التَّفْسِير فِي قَوْله تَعَالَى:﴿ولسوف يعطيك رَبك فترضى﴾، أَن الله أعد لَهُ فِي الْجنَّة أَرْبَعِينَ ألف براق ترتع فِي مروج الْجنَّة ۔ترجمہ:علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عبدِ ضعیف نے اپنے بعض ثقہ مشائخ سے سنا ہے کہ براق کا مچلنا اس وجہ سے تھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس پر سوار ہونے کا وعدہ فرمالیں، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وعدہ فرمالیا تو اسے قرار مل گیا کیونکہ ﴿ولسوف يعطيك ربك فترضى﴾ کی تفسیر میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جنت میں چالیس ہزار براق تیار کر رکھے ہیں جو جنت کے چراگاہوں میں چر رہے ہیں۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص25، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مخصوص انبیاء علیہم السلام ہی سے آسمانوں پر ملاقات کی وجہ

عمدۃ القاری میں ہے "فَإِن قلت:مَا الْحِكْمَة فِي الِاقْتِصَار على هَؤُلَاءِ الْأَنْبِيَاء الْمَذْكُورين فِيهِ دون غَيرهم مِنْهُم؟ قلت :لِلْإِشَارَة إِلَى مَا سيقع لَهُ صلی اللہ علیہ وسلم، مَعَ قومه مَعَ نَظِير مَا وَقع لكل مِنْهُم، فَفِي آدم مَا وَقع لَهُ من الْخُرُوج من الْجنَّة، فَكَذَلِك فِي النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، وَقع لَهُ من الْخُرُوج من مَكَّة .وَفِي عِيسَى وَيحيى على مَا وَقع لَهُ أول الْهِجْرَة من عَدَاوَة الْيَهُود وتماديهم فِي الْبَغي عَلَيْهِ، وَفِي يُوسُف على مَا وَقع لَهُ مَعَ إخْوَته، فَكَذَلِك النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، مَا وَقع لَهُ من قُرَيْش فِي نصبهم الْحَرْب لَهُ، وَفِي إِدْرِيس على رفيع مَنْزِلَته عِنْد الله فَكَذَلِك النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، وَفِي هَارُون على أَن قومه رجعُوا إِلَى محبته بعد أَن آذوه فَكَذَلِك النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَكْثر قومه رجعُوا إِلَيْهِ بعد الْعَدَاوَة، وَفِي مُوسَى على مَا وَقع لَهُ من معالجة قومه

فَكَذَلِكَ النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم، عالج قُرَيْشًا وَغَيرهم أشد المعالجة، وَفِي إِبْرَاهِيم، علیہ الصلاۃ والسلام فِي آخر عمره من إِقَامَة مَنَاسِك الْحَج وتعظيم الْبَيْت فَكَذَلِكَ النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم، أَقَامَ مَنَاسِك الْحَج وَعظم الْبَيْت وَأمر بتعظيمه ''ترجمہ: آسمانوں پر جن انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، صرف انہی پر اقتصار کیوں کیا گیا، (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: صرف مذکورہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جو واقعات مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آئے عنقریب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آنے والے ہیں، آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج ہوا اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ سے خروج واقع ہوا، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیی علیہما السلام کے لیے پہلی ہجرت یہودیوں کی دشمنی کی وجہ سے پیش آئی اور یہودیوں ہی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا، حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا (کہ پہلے بھائیوں نے ستایا اور بعد میں آپ علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کر دیا)، ایسے ہی قریش کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملات پیش آئے (کہ پہلے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا اور ان کے ساتھ جنگیں کیں، بالآخر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوا تو انہیں معاف کر دیا)، ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفیع المنزلت ہیں (بلندی پر پہنچنے والے ہیں) ایسے ہی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفیع المنزلت ہیں (بلندیوں پر پہنچنے والے ہیں)، ہارون علیہ السلام کی قوم ان کو تکلیفیں پہنچانے کے بعد ان کی محبت کی طرف لوٹ آئی، ایسے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم عداوت کے بعد محبت کی طرف لوٹ آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوم کی مناقشت پیش آئی، ایسے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش وغیرھم سے شدید لڑائی کی

، **حضرت ابراہیم** علیہ السلام **کو آخری عمر میں اقامت مناسکِ حج اور تعظیم بیت کا حکم دیا گیا، اسی طرح نبی پاک** صلی اللہ علیہ وسلم **نے عمر مبارک کے آخری حصے میں مناسکِ حج کو قائم فرمایا، بیت اللہ کی تعظیم کی اور اس کی تعظیم کا حکم دیا۔**

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص27، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

انبیاء علیہم السلام کے مخصوص آسمانوں پر دیکھنے کی وجوہات

فتح الباری میں ہے ''الْحِكْمَةُ فِي كَوْنِ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَوَّلُ الْآبَاءِ وَهُوَ أَصْلٌ فَكَانَ أَوَّلًا فِي الْأُولَى وَلِأَجْلِ تَأْنِيسِ النُّبُوَّةِ بِالْأُبُوَّةِ وَعِيسَى فِي الثَّانِيَةِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ الْأَنْبِيَاءِ عَهْدًا مِنْ مُحَمَّدٍ وَيَلِيهِ يُوسُفُ لِأَنَّ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَتِهِ وَإِدْرِيسُ فِي الرَّابِعَةِ لِقَوْلِهِ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا وَالرَّابِعَةُ مِنَ السَّبْعِ وَسَطٌ مُعْتَدِلٌ وَهَارُونُ لِقُرْبِهِ مِنْ أَخِيهِ مُوسَى وَمُوسَى أَرْفَعُ مِنْهُ لِفَضْلِ كَلَامِ اللَّهِ وَإِبْرَاهِيمُ لِأَنَّهُ الْأَبُ الْأَخِيرُ فَنَاسَبَ أَنْ يَتَجَدَّدَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بلقيه أنس لتوجهه بعده إلى عالم آخر وَأَيْضًا فَمَنْزِلَةُ الْخَلِيلِ تَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ أَرْفَعَ الْمَنَازِلِ وَمَنْزِلَةُ الْحَبِيبِ أَرْفَعُ مِنْ مَنْزِلَتِهِ فَلِذَلِكَ ارْتَفَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ مَنْزِلَةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَى قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى' ترجمہ: آدم علیہ السلام کے پہلے آسمان میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ انبیاء میں سب سے پہلے ہیں آباء میں سب سے پہلے ہیں اور وہی اصل ہیں تو وہ پہلے آسمان میں ہوں یہ اولیٰ ہے اور نبوۃ اور ابوۃ کے جمع ہونے کی وجہ سے بھی، اور عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے آسمان میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانے میں قریب ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے (تیسرے) آسمان پر یوسف علیہ السلام تھے کیونکہ امت محمدیہ ان کی صورت پر جنت میں داخل ہوگی۔ اور ادریس علیہ

السلام کے چوتھے آسمان میں ہونے کی وجہ اللہ کا یہ قول مبارک ہے کہ "ہم نے انہیں بلند مکان کی طرف رفعت بخشی" اور سات آسمانوں میں چوتھا آسمان معتدل درمیانہ ہے، اور پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام تھے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کا قرب حاصل تھا، اور موسیٰ علیہ السلام ان سے بلند جگہ (چھٹے آسمان) پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کلام سے فضیلت بخشی، ابراہیم علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی کہ وہ آخری اب (والد) ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انسانوں سے ملاقات کا متجدد ہونا اس وجہ سے تھا کہ اس کے بعد آپ کی توجہ ایک دوسرے عالم کی طرف ہونے والی تھی ۔اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خلیل کا مرتبہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ سب سے اوپر والی منزل پر ہو جبکہ حبیب کا مرتبہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ خلیل کے مرتبہ سے بھی بڑھ کر ہو، اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے مرتبے سے بڑھ کر قاب قوسین او ادنیٰ تک بلند ہوئے۔ (فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص211، دارالمعرفہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کے رونے کی وجہ:

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان میں موجود موسیٰ علیہ السلام سے آگے جانے لگے تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وَكَانَ بكاؤه حزنا على قومه وقصور عَددهُم وعَلى فَوات الْفضل الْعَظِيم مِنهُم، وَيُقَال: لم يكن بكاء مُوسَى حسداً، معَاذ الله! فَإِن الْحَسَد فِي ذَلِك الْعَالم منزوع عَن آحَاد الْمُؤمنِينَ، فَكيف بِمن اصطفاه الله؟ بل كَانَ آسفاً على مَا فَاتَهُ من الْأجر الَّذِي يَتَرَتَّب عَلَيْهِ رفع الدرجَة" ترجمہ: ان کا رونا اپنی قوم پر اور اپنی قوم کی تعداد کم ہونے پر غم کی وجہ سے تھا اور امت کی وجہ سے ملنے والے فضل عظیم کے فوت ہونے کی وجہ سے تھا، موسیٰ علیہ

السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کی وجہ سے نہ تھا کہ حسد اس عالم میں عام مؤمنین سے بھی نہیں ہو سکتا، تو اس ہستی سے کیسے متصور ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہو، بلکہ اس اجر کے فوت ہونے پر افسوس کی وجہ سے تھا جس اجر پر رفع درجات مترتب ہوتا ہے۔ (عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص27، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

"لڑکا" کہنے کی وجوہات:

موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا "میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے" موسیٰ علیہ السلام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا کہنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں "لَيْسَ للتحقير والاستصغار بِهِ، بل إِنَّمَا هُوَ لتعظيم منَّة الله على رَسُول الله، صلی اللہ علیہ وسلم، من غير طول الْعُمر، وَيُقَال: بل قَالَ ذَلِك على سَبِيل التنويه بقدرة الله وعظيم كرمه إِذا أعْطى لمن كَانَ فِي ذَلِك السن مَا لم يُعْطه أحدا قبله مِمَّن هُوَ أسن مِنْهُ" ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا کہنا معاذ اللہ تحقیر کے طور پر نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لمبی عمر نہ ہونے کے باوجود احسان تھا اس کی تعظیم کے طور پر ایسا کہا تھا اور کہا گیا: موسیٰ علیہ السلام کا کہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے عظیم کرم کے بیان کرنے کے طور پر تھا کہ اس نے اس عمر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمایا تھا جو اس سے پہلے ان سے بڑی عمر والوں کو بھی عطا نہ فرمایا تھا۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج17، ص27، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

گناہوں کی سزائیں

معراج کی رات نبی پاک صاحبِ لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے بعض گناہوں کی سزاؤں کی بھی ملاحظہ فرمایا، گناہ گاروں کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ان میں کچھ روایات درج ذیل ہیں:

سود خورکی سزا

سودخور کے پیٹ کمروں (کوٹھوں) کی مانند دیکھے جن میں سانپ اور بچھو تھے، نیز سودخوروں کوخون کے دریا میں پتھروں سے عذاب ہوتے دیکھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ :مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ:هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا)) ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کوٹھوں (کمروں) کی مانند تھے اور ان میں سانپ تھے جو کہ باہر سے دکھائی دیتے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ سودخور ہیں۔

(سنن ابن ماجه، باب التغليظ فی الربا، ج2، ص763 داراحياء الكتب العربيه، حلب)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ((فَأَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ -حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ -وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ، (مَا يَسْبَحُ)ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ الْحِجَارَةَ عِنْدَهُ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا "وَذَكَرَ فِي تَفْسِيرِهِ: أَنَّهُ آكِلُ الرِّبَا)) ترجمہ: ہم چلتے چلتے خون کی مثل ایک سرخ نہر پر پہنچے، اس میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص کھڑا تھا، جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ نہر میں موجود شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا تو باہر کھڑا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا اور اسے اس کی جگہ واپس پہنچا دیتا۔ اس کی تفسیر میں فرمایا: یہ سودخور ہے۔

(تفسیرابن کثیر، ج1، ص709، دارطیبه للنشر والتوزیع، بیروت)

تارکِ نماز کی سزا

بے نمازی کو دیکھا کہ اس کا سر کچلا جاتا، پھر ٹھیک ہوجاتا، پھر کچلا جاتا، پھر ٹھیک ہوجاتا، اس طرح ان کو عذاب ہو رہا تھا۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وكشف له عن حال من ترك الصلاة المفروضة فی دار الجزاء فاتى على قوم ترضخ رؤسهم كلما رضخت عادت كما كانت فقال (يا جبريل من هؤلاء)قال هؤلاء الذين تتثاقل رؤسهم عن الصلاة المكتوبة ای المفروضة عليهم)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس شخص کا حال جو دار الجزاء میں نماز ترک کرتا تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو کچلا جارہا تھا، جب سر کچل دیا جاتا تو وہ پھر پہلے کی طرح درست ہوجاتا، حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے وقت بھاری ہوجاتے تھے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص109، دارالفکر، بیروت)

تارکِ زکوۃ کی سزا

زکوۃ نہ دینے والے جہنم کے کانٹے دار درخت کھا رہے تھے، جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((و كشف له عن حال من يترك الزكاة الواجبة عليه فاتى على قوم على إقبالهم رقاع وعلى ادبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الإبل والغنم ويأكلون الضريع وهو اليابس من الشوك والزقوم ثمر شجر مر له زفرة قيل انه لا يعرف شجره فی الدنيا وانما هو شجر فی النار وهی المذكورة فی قوله تعالى إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ويأكلون رضف جهنم ای حجارتها المحماة التی تكون بها فقال

(من هؤلاء يا جبريل) قال هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم المفروضة عليهم)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس شخص کا حال جو اپنے مال سے فرض زکوۃ نہیں نکالتا تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے آگے اور پیچھے کپڑوں کی دھجیاں تھیں، وہ اونٹوں اور بکریوں کی طرح چیخ رہے تھے، جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو کھا رہے تھے (زقوم جہنم کا ایک کانٹے دار درخت ہے کہا گیا ہے کہ اس کی مثل دنیا میں کوئی درخت نہیں ہے) یہ جہنم میں ایک درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں مذکور ہے "وہ ایک درخت ہے جو کہ جہنم کی تہہ میں اُگا ہے"، اور وہ لوگ جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں سے فرض کی ہوئی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دارالفکر، بیروت)

بے عمل خطباء کی سزا

بے عمل واعظین کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ شِفَاهُهُمْ تُقْرَضُ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ "قَالُوا: خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ؟)) ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: معراج کی رات میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا: یہ اہل دنیا کے وہ خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور خود کو بھول جاتے تھے، حالانکہ وہ قرآن

میں پڑھتے تھے، کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج1، ص248، دارطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

غیبت کی سزا

غیبت کرنے والوں کے تانبے کے ناخن تھے اور لوگ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وكشف له عن حال المغتابين للناس فمر على قوم لهم اظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم فقال (من هؤلاء يا جبريل) فقال هؤلاء الذين يأكلون لحوم الناس ويقعون في اعراضهم)) ترجمہ: غیبت کرنے والوں کا حال آپ کو یوں دکھایا گیا کہ آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، آپ نے استفسار فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دارالفکر، بیروت)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ((عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ، مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ، يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يأكلون لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج کروائی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، آپ نے استفسار فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی ان کی غیبت کیا کرتے) تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر،ج5،ص9,10،دارطیبه للنشر والتوزیع،بیروت)

امانت کا حق ادا نہ کرنے والے کی مثال

جولوگ امانتوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور جو حقوق ان کے سپرد ہیں ان کو ادا کرنے پر قادر نہیں ،مگر ان کی خواہش ہے کہ انہیں اور امانتیں سپرد کی جائیں تو ان لوگوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو اسے اٹھانے پر قادر نہ ہو، پھر بھی اس میں اور لکڑیاں ڈالتا جائے،یعنی لوگوں کی امانتیں لے کر ادا نہ کرنا اپنے لیے قیامت کے دن بوجھ بڑھانے والی بات ہے۔تفسیر روح البیان میں ہے((وکشف له علیہ السلام عن حال من يقبل الامانة مع عجزه عن حفظها بضرب مثال فاتى على رجل جمع حزمة حطب عظيمة لا يستطيع حملها وهو يزيد عليها فقال (ما هذا يا جبريل)قال هذا الرجل من أمتك يكون عنده أمانات الناس لا يقدر على أدائها ويريدان يتحمل عليها)) ترجمہ:وہ شخص جو حفاظت سے عاجز ہونے کے باوجود لوگوں کی امانتیں لیتا ہے معراج کی رات نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس کی حالت ایک مثال کے ذریعے ظاہر فرمائی گئی چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک ایسے شخص پر آئے جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر لیا جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا لیکن وہ اس میں مزید لکڑیاں ڈالتا ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور چاہتا ہے کہ مزید امانتیں لے لے۔

(تفسیر روح البیان،ج5،ص109،دارالفکر،بیروت)

زانی کی سزا

پاکیزہ بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں پر آنے والے ایسے ہیں جیسے تازہ اور

پاکیزہ گوشت چھوڑ کر گلا سڑا گوشت کھانے والے،اسی طرح حلال اور پارسا شوہروں کو چھوڑ کر بدکار لوگوں کے پاس آنے والیاں ایسی ہی ہیں۔تفسیر روح البیان میں ہے((وكشف له عن حال الزناة بضرب مثل فاتى على قوم بين أيديهم لحم نضيج في قدور ولحم نيء ايضا في قدور خبيث فجعلوا يأكلون من ذلك النيء الخبيث ويدعون النضيج الطيب فقال (ما هذا يا جبريل)قال هذا الرجل من أمتك يكون عنده المرأة الحلال الطيب فيأتي امرأة خبيثة فيبيت عندها حتى يصبح والمرأة تقوم من عند زوجها حلالا طيبا فتأتي رجلا خبيثا فتبيت عنده حتى تصبح)) ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو زانیوں کا حال ایک مثال کے ذریعے یوں دکھایا گیا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے سامنے ایک طرف دیگچیوں میں پاکیزہ پکا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور دوسری طرف گلا سڑا خراب گوشت رکھا ہے، وہ لوگ اس پاکیزہ گوشت کو چھوڑ کر گلے سڑے گوشت کو کھا رہے تھے،حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا:اے جبریل یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس اس کی اپنی حلال پارسا بیوی ہے وہ اسے چھوڑ کر بدکار عورت کے پاس آ کر صبح تک رات گزارتا ہے،اور وہ عورت ہے جو اپنے حلال پارسا شوہر کو چھوڑ کر بدکار شخص کے ہاں صبح تک رات گزارتی ہے۔ (تفسیر روح البیان،ج5،ص110،دارالفکر،بیروت)

ڈاکے ڈالنے والوں کی مثال

ڈاکوؤں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایسی (کانٹے دار) لکڑی جو بھی اس کے پاس سے گزرے اسے پھاڑ ڈالے،اور فرمایا گیا کہ گمراہ اور بے دین قسم کے لوگ بھی ڈاکو ہیں کہ لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکا ڈالتے ہیں،ان کے عقائد خراب کرتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے((وكشف له عن حال من يقطع الطريق بضرب

مثال فاتی علیه السلام علی خشبة لا یمر بها ثوب ولا شیء إلا خرقته فقال (ما هذه یا جبریل) قال هذا مثل أقوام من أمتك یقعدون علی الطریق فیقطعونه وتلا وَلا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِراطٍ تُوعِدُونَ وفیه اشارة الی الزناة المعنویة وقطاع الطریق عن اهل الطلب وهم الدجاجلة والائمة المضلة فی صورة السادة القادة الاجلة فانهم یفسدون أرحام الاستعدادات والاعتقادات بما یلقون فیها من نطف خلاف الحق ویصرفون المقلدین عن طریق التحقیق ویقطعون علیهم خیر الطریق فاولئك یحشرون مع الزناة والقطاع)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال جو ڈاکے ڈالتا ہے یعنی ڈاکو ہے، ایک مثال کے ذریعے دکھایا گیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی لکڑی کے پاس گزر ہوا کہ جو بھی اس کے پاس سے گزرتا ہے وہ اسے پھاڑ دیتی ہے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: اے جبریل یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں پر بیٹھتے ہیں اور اسے قطع کر دیتے ہیں (یعنی لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں)، پھر یہ آیت تلاوت کی: اور ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھو کہ مسلمانوں کو ڈراؤ۔ اس میں زنا معنوی اور اہل طلب سے راستہ روکنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ (طلب والوں کو لوٹنے والے) دھوکے باز اور گمراہ امام ہیں جو پاک صاف اجل ائمہ کے بھیس میں ہیں، یہ لوگوں کے اعتقادات خراب کر دیتے ہیں اور ان کے عقائد میں خلاف حق بات ڈال دیتے ہیں، مقلدین کو تحقیق کے راستے سے ہٹاتے ہیں اور بہترین راستے کو قطع کرتے ہیں، ان لوگوں کا حشر زانیوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ ہوگا۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دارالفکر، بیروت)

بے حیائی بول کر پچھتانے والے کی مثال

تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف له عن حال من یتکلم

بالفحش بضرب مثال فأتی علی حجر یخرج منه ثور عظیم فجعل الثور یرید ان یرجع من حیث یخرج فلا یستطیع فقال (ما هذا یا جبریل)فقال هذا الرجل من أمتك یتكلم الكلمة العظیمة ثم یندم علیها أفلا یستطیع ان یردها)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال کہ جو فحش گو تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ ایک سوراخ پر تشریف لائے جس سے ایک کافی بڑا بیل نکلا، پھر اس بیل نے واپس اس سوراخ میں جانے کا ارادہ کیا لیکن نہ جا سکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جو اپنی زبان سے سخت بری بات نکالتا ہے پھر نادم ہو کر چاہتا ہے کہ اسے واپس کر لے لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ (تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دارالفکر، بیروت)

یتیموں کا مال کھانے والے کی سزا

یتیموں کا مال کھانے والوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی مانند ہیں، ان کے ہونٹوں میں پتھر گرم کرکے ڈالے جا رہے ہیں اور ان کے پیٹ کے نچلے حصے سے نکل جاتے ہیں۔ تفسیر بن کثیر میں ہے ((عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ:قُلْنَا:یا رسول الله، ما رأیت لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِكَ؟ قَالَ:انطَلَقَ بِی إِلَی خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ كَثِیرٍ رِجَالٌ، كُلُّ رَجُلٍ لَهُ مِشْفَرَانِ كَمِشْفَرَیِ الْبَعِیرِ، وَهُوَ مُوَكَّلٌ بِهِمْ رِجَالٌ یَفُكُّونَ لِحَاءَ أَحَدِهِمْ، ثُمَّ یُجَاءُ بِصَخْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَتُقْذَفُ فِی فِی أَحَدِهِمْ حَتَّی یَخْرُجَ مِنْ أَسْفَلِهِ وَلَهُمْ خُوار وصُرَاخ .قُلْتُ یَا جِبْرِیلُ، مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ:هَؤُلَاءِ الَّذِینَ یَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْیَتَامَی ظُلْمًا إِنَّمَا یَأْكُلُونَ فِی بُطُونِهِمْ نَارًا وسَیَصْلَوْنَ سَعِیرًا)) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے معراج کی رات کیا ملاحظہ

فرمایا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق کی طرف آیا، وہاں کثیر آدمی تھے ان میں سے ہر آدمی کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے، ان پر چند لوگ مسلط تھے جو ان کے ہونٹوں کو کھول کر ان میں آگ سے گرم کئے پتھر ڈال رہے تھے یہاں تک کہ وہ پتھر ان کے پیٹ کے نچلے حصے سے نکل جاتے، میں نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھا جاتے تھے، یہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھرتے تھے اور عنقریب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج2، ص222,223، دارطیبة للنشر والتوزیع، بیروت)

جنت ودوزخ کی آواز

تفسیر روح البیان میں ہے((وكشف له عن حال من احوال الجنة فأتى على واد فوجده طيبا باردا ريحه ريح المسك وسمع صوتا فقال (يا جبريل ما هذا) قال هذا صوت الجنة تقول يا رب ائتني ما وعدتني وكشف له عن حال من احوال النار فأتى على واد فسمع صوتا منكرا ووجد ريحا خبيثة فقال (ما هذا يا جبريل)قال صوت جهنم تقول يا رب ائتني ما وعدتني)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت کے احوال میں سے ایک حال یوں ظاہر کیا گیا کہ آپ ایک وادی پر تشریف لائے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈی خوشبودار ہوا کو سونگھا اور ایک آواز سنی، جبریل امین سے اس کے متعلق استفسار فرمایا: انہوں نے عرض کی: یہ جنت کی آواز تھی جو کہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کر رہی تھی: اے میرے رب مجھ میں وہ لا جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوزخ کا حال یوں ظاہر کیا گیا کہ آپ ایک وادی پر

تشریف لائے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مکروہ آواز سنی، جبریل امین سے اس کے متعلق استفسار فرمایا: انہوں نے عرض کی: یہ دوزخ کی آواز تھی جو کہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کر رہی تھی: اے میرے رب مجھ میں وہ لا جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دارالفکر، بیروت)

معراجِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقائد اہل سنت

(1)حاضر وناظر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ معراج میں ارشاد فرماتے ہیں ((مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم،باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام،ج 4،ص1845،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

پھر جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے،جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی۔صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي-إِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام قَائِمٌ يُصَلِّي-إِذَا إِبْرَاهِيمُ عليه السلام قَائِمٌ يُصَلِّي-فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز (کی جماعت) کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔

(صحیح مسلم،باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال،ج1،ص156،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

پھر جب آسمانوں پر تشریف لے کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں پر بھی موجود تھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عليه السلام، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ)) ترجمہ: پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا،انہوں نے عرض کیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

(صحیح مسلم،باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص149،داراحیاء التراث

العربی،بیروت)

سنن نسائی میں ہے((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى عليه السلام)) ترجمہ: پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے۔

(سنن نسائی،فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین،ج1،ص221)

جب موسیٰ علیہ السلام جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں تو جو سید الانبیاء ہیں، نبی الانبیاء ہیں،امام الانبیاء ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس یہ طاقت نہ ہو، یقیناً وہ بھی جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

مدینہ سے کربلا

حضرت سلمیٰ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ) فرماتی ہیں:((دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، تَعْنِي فِي الْمَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا)) ترجمہ: میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف پر گرد وغبار لگی ہوئی تھی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے یعنی آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ارشاد فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔

(جامع الترمذی،باب مناقب ابو محمد الحسن بن علی،ج6،ص120،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ،

بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ:بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذَا؟ قَالَ:هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ)) ترجمہ: میں نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس حال میں کھڑے تھے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور گرد آلود تھے اور آپ کے دست اقدس میں بوتل تھی جس میں خون تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا چیز ہے، فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج اسے اٹھاتا رہا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے وہ دن یاد رکھا پھر لوگوں نے جان لیا کہ اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، ج4، ص336، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

شہادت کے وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''الحاوی للفتاوی'' میں ایک روایت نقل کرتے ہیں ((قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ:ثُمَّ أَتَيْتُ عثمان لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ:مَرْحَبًا بِأَخِي، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -فِي هَذِهِ الْخُوخَةِ فَقَالَ:يَا عثمان حَصَرُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ: عَطَّشُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، فَأَدْلَى لِي دَلْوًا فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، فَقَالَ:إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ فَقُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ .انْتَهَى.وَهَذِهِ الْقِصَّةُ مَشْهُورَةٌ عَنْ عثمان مُخَرَّجَةٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ بِالْإِسْنَادِ أَخْرَجَهَا الحارث بن أبي أسامة فِي مُسْنَدِهِ وَغَيْرُهُ)) ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے میں آپ کے پاس سلام کے لیے حاضر

ہوا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمانے لگے: مرحبا اے بھائی! میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس گلی میں دیکھا ہے، مجھے حضور نے فرمایا: اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، پھر فرمایا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے میرے لیے ایک ڈول لٹکا دیا، جس میں پانی تھا، میں نے پیا، یہاں تک کہ سیراب ہو گیا اور میں نے اس کی ٹھنڈک سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کی، پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو افطار ہمارے پاس کرنا، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس افطار کرنے کو اختیار کر لیا، (حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں) پھر حضرت عثمان اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ (امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مشہور ہے اور کتب احادیث میں سند کے ساتھ موجود ہے، اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، ج2، ص315، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

مجھے بیداری میں دیکھے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلاَ يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

(صحیح بخاری، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، ج9، ص33، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

اولاً تو اس حدیث پاک سے یہ پتا چلا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کو خواب میں تشریف لا کر دیدار کراتے ہیں، کیونکہ جس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ ہی کو دیکھا، رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا کہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا۔

(صحیح بخاری، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، ج 9، ص33، مطبوعه دارطوق النجاة)

ثانیاً یہ کہ جسے خواب میں زیارت کراتے ہیں اس کے لیے بشارت ہے کہ اسے بیداری میں بھی زیارت کرائیں گے۔

(2) حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے برسوں بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا، تمام انبیاء علیہم السلام کا مسجد اقصی میں آکر امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت154)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ

ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ4، سورہ آلِ عمران، آیت169)

جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو لکھ کر فرماتے ہیں ''وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَى بِذَلِكَ، فَهُمْ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ، وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ، فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفْظِ الْآيَةِ'' ترجمہ: انبیاء بدرجۂ اولی زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے بڑھ کر ہیں، (بلکہ) کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیاء بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

(الحاوی للفتاوی، الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج2، ص180، دارالفکر، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ أُمَّتِهِ ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيسُهُمْ: لِأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيْضًا مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيدِ السَّعَادَةِ بِأَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ وَعُودِ سُمِّهَا الْمَغْمُومَةِ'' ترجمہ: امت محمدی کے شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں) تو ان کے سردار بلکہ ان کے رئیس کے لیے کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمالیا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعۃ، ج 3، ص 1020، دارالفکر، بیروت)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانے کو حرام کردیا ہے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجه،باب ذکر وفاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص524،داراحیاء الکتب العربیه، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''لان الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ'' ترجمہ: کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب الایمان بالقدر،ج1،ص149،دارالفکر،بیروت)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''وَصَحَّ خَبَرُ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ'' ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب الجمعة ،ج 3،ص 1020،دارالفکر،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی میں فرماتے ہیں ((وَأَخْرَجَ أبو يعلى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ)) ترجمہ: ابویعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم آئیں گے پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر خطاب کریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

الحاوی للفتاوی میں ہے ((وَأَخْرَجَ أبو نعيم فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ)) ترجمہ: ابونعیم نے

دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے واقعۂ حرہ کی راتوں میں اپنے آپ کو دیکھا حال یہ ہوتا تھا کہ میرے سوا مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا، جب بھی نماز کا وقت آتا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور سے اذان کی آواز سنتا۔ (الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

الحاوی للفتاوی ہی میں ہے ((وَأَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ فِي سَنَدِهِ قَالَ: أَنْبَأَنَا مروان بن محمد عَنْ سعيد بن عبد العزيز قَالَ: لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَعْنَاهُ فَهَذِهِ الْأَخْبَارُ دَالَّةٌ عَلَى حَيَاةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ)) ترجمہ: دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے بتایا: جب واقع حرہ پیش آیا تو تین دن مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ کہی گئی، ان دنوں سعید بن مسیّب مسجد میں ہی تھے وہ نماز کا وقت اس طرح جانتے تھے کہ جب بھی نماز کا وقت آتا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور سے ایک آواز سنائی دیتی۔ پس یہ احادیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ پر دال ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

(3) علمِ غیب

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ عزوجل وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے (معراج کی رات) اللہ

عزوجل کا دیدار کیا،اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی،پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ (سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں"ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ.سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ ھَذَا الحَدِیثِ، فَقَالَ:ھَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیح "ترجمہ:یہ حدیث حسن صحیح ہے،میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا،توانہوں نے فرمایا:یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

زمین وآسمان کا علم

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں((فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ)) ترجمہ:میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں"پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہرچہ در زمین ھا بود عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں "ترجمہ:چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کُلّی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ،باب المساجد و مواضع الصلوۃ ،ج 1،ص333،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

مشرق ومغرب کا علم

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں((فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ)) ترجمہ:میں نے جان لیا جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

علمِ ما کان ومایکون

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وعلمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً﴾ترجمہ:اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ5،سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے"آں علم ما کان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ درشب اسرا بداں حضرت عطا فرمود،چنانچہ درحدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ درحلق من ریختند فعلت ما کان ومایکون "ترجمہ:یہ ما کان وما یکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا،چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے،ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا،پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔

(تفسیر قادری اردوترجمہ تفسیر حسینی،سورۃ النساء ،آیت113،ج1،ص192)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:((قَامَ فِینَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ:ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال

ہم سے بیان فرمادیا، یادرکھا جس نے یادرکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْهِ﴾،ج 4، ص106،مطبوعه دارطوق النجاۃ)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ھے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں''وَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذٰلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ''ترجمہ:یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان مبدأ(مخلوق کے آغازِ پیدائش) ،معاش(رہنے سہنے) اور معاد(قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا،ان سب کو خرقِ عادت ایک ہی مجلس میں بیان کردینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ .... ﴾،ج6، ص291،دارالمعرفة،بیروت)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 855ھ)اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں''وَفِيه:دلَالَة علی أَنه أخبر فِي الْمجْلس الْوَاحِد بِجَمِيع أَحْوَال الْمَخْلُوقَات من ابتدائها إِلَى انتهائها، وَفِي إِيرَاد ذَلِك كُله فِي مجْلِس وَاحِد أَمر عَظِيم من خوارق الْعَادة''ترجمہ:یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اوران سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدۃ القاری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْهِ﴾،ج 15، ص110،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صحیح مسلم میں ہے((أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ:صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا))ترجمہ:حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوکر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا،اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا،اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے ،تو غروبِ آفتاب تک ہمیں خطبہ دیتے رہے،اس خطبہ(بیان) میں ہمیں علمِ ما کان و مایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی،ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یادرکھا۔

(صحیح مسلم،باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 4،ص2217،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

کوئی پرندہ پر مارنے والا نھیں

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا،فرماتے ہیں:((لقد ترکنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وما یحرّك طائر جناحیه فی السمّاء الّا ذکر لنا منه علما))ترجمہ:نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم

حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل ،عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ج5،ص153،المکتب الاسلامی ،بیروت☆المعجم الکبیرللطبرانی،باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ج 2، ص155،مکتبہ ابن تیمیہ ،القاہرہ)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے ''ھذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلاً تارةً واجمالاً اُخرٰی'' ترجمہ: یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہر چیز بیان فرمادی،کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل و من ذٰلک مااطلع ،ج3،ص153،مرکز اہلسنت برکایت رضا ،گجرات☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ،المقصدالثامن، الفصل الثالث ،القسم الثانی،ج7،ص206، دارالمعرفۃ ،بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ولا شك ان اللّٰہ تعالیٰ قد اطلعه علی اَزْیَدَمن ذٰلك والقٰی علیه علم الاوّلین والاخرین'' ترجمہ: اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔

(المواہب اللدنیہ ،المقصدالثامن ،الفصل مااخبربہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیب،ج3، ص560،المکتب الاسلامی، بیروت)

جو چاھو پوچھو

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِی مُوسَى، قَالَ:سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ :سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ :مَنْ أَبِي؟ قَالَ:أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ:مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ :أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو

ناپسند تھے،جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہوگئے،پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ایک شخص عرض گزار ہوا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے،ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! میرا والد کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے،جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری،باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم،ج1،ص30،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

عذاب کیوں ھورھا ھے؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ:إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا:يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ:لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے معاملہ کے سبب عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو حصے کیے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء غسل البول،ج1،ص53،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب

ہو رہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہو رہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی۔اس حدیث میں اکٹھے چار علمِ غیب کی خبر ہے۔

کل کیا ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے،حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ:لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ :فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ:أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .فَقِيلَ :هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ :فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ .فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں،راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔رسول پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں،فرمایا: انھیں بلاؤ، انھیں بلایا گیا تو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہو گئے

گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انھیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

(صحیح بخاری،باب غزوة خیبر،ج5،ص134،مطبوعہ دارطوق النجاة)

دوسری روایت ہے((فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ))ترجمہ:حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری،باب غزوة خیبر،ج5،ص134،مطبوعہ دارطوق النجاة)

کون کہاں مرے گا؟

سرور کائنات صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی تھی، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے((فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ:وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ :فَمَا مَالَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے (راوی کہتے ہیں) اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں (فلاں کافر مرے گا) ،راوی (یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: ان میں سے کوئی رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا (یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہیں مرا)۔

(صحیح مسلم،باب غزوۂ بدر،ج3،ص1403،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

وصال کب ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ :فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ،فَقَالَتْ:سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي

أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ کا وصال ہوا، ان کو سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ رونے لگیں، پھر بلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ اسی مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا تو میں رونے لگی، پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سے سب سے پہلی میں ہوں جو ان کے پیچھے دنیا سے جاؤں گی، تو میں ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ج4، ص204، مطبوعہ دارطوق النجاة)

(4) نورانیت مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شق صدر

صحیح بخاری میں مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الحَطِيمِ، -وَرُبَّمَا قَالَ :فِي الحِجْرِ- مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَقَدَّ :قَالَ :وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ :فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ -فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي :مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ :مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ -فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ۔۔۔الخ)) ترجمہ: جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ چاک کیا راوی کہتے ہیں میں نے جارود سے پوچھا اس سے کیا مراد تھی؟ انہوں نے کہا: حلقوم سے لے کر ناف تک، (حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مزید فرماتے ہیں) پھر اس نے میرا دل نکالا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو

ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر میرے دل کو زمزم کے پانی سے غسل دیا گیا پھر اس کو حکمت سے بھر دیا گیا پھر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

(صحیح بخاری، باب ذکر الملائکة، ج4، ص109، دارطوق النجاة)

ایک روایت میں ہے ((فَهَوَى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِي فَفَلَقَهَا فِيمَا أَرَى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجَعٍ)) ترجمہ: ان میں سے ایک نے میرے دیکھتے ہوئے میرے سینے کو چاک کیا، نہ خون نکلا اور نہ درد ہوا۔

(مجمع الزوائد، باب قدم نبوته، ج8، ص223، مکتبة القدسی، القاہرہ)

نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سینہ تین مرتبہ چاک کیا گیا: بچپن میں، بعثت کے وقت اور معراج کے موقع پر، مگر نہ درد ہوا اور نہ ہی خون نکلا، کیونکہ ہمارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حقیقت نور ہے، لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لائے ہیں، جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو خون نہیں نکلتا، سینہ چاک کرنے سے درد نہیں ہوتا اور جب بشریت کا غلبہ ہوتا ہے تو خون نکلتا ہے اور درد کا احساس بھی ہوتا ہے۔

جب نور کا غلبہ ہوتا ہے تو نوریوں کا سردار بھی پیچھے رہ جاتا ہے، چنانچہ

سدرة المنتهى اور جبریل علیہ السلام

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 850ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((روی أن جبريل عليه السلام أخذ بركاب محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى أركبه على البراق ليلة المعراج، ولما وصل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى بعض المقامات تخلف عنه جبريل وقال: لو دنوت أنملة لاحترقت)) ترجمہ: مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سواری کی لگام پکڑ کر آپ کو براق پر سوار کرایا، جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعض مقامات تک پہنچے تو جبرئیل رک گئے اور عرض کی اگر میں یہاں سے ایک پورا بھی آگے گیا تو

جل جاؤں گا۔ (تفسیرنیشاپوری،ج1،ص250,251،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ)روایت نقل کرتے ہیں((فرأی جبریل فی بعض تلك النزلات عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وهو مقام جبریل وکان قد بقی هناك عند عروجه علیہ السلام الی مستوی العرش وقال لو دنوت انملة لاحترقت)) ترجمہ:حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جبرئیل امین کوسدرۃ المنتہی پر دیکھااور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے،حضوراکرم صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے اورعرض کی:اگر میں یہاں سے ایک انچ بھی آگے گیاتو جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ النجم ،آیت13,14،ج9،ص224،دارالفکر،بیروت)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا،اور پھر باقی مخلوقات کو اسی نور سے پیدا فرمایا چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی923ھ) مواہب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں،حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں((قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نورنبیك من نورهٖ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یكن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولاجنة ولا نار ولا ملك ولاسماء ولاارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراداللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النوراربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم،ومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش، قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکة، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، فخلق من الاول السمٰوٰات، ومن

الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، الحدیث بطوله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا،وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔اس وقت لوح،قلم، جنت،دوزخ،فرشتے،آسمان،زمین،سورج،چاند،جن،آدمی کچھ نہ تھا۔پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے،پہلے سے قلم،دوسرے سے لوح،تیسرے سے عرش بنایا۔پھر چوتھے کے چار حصے کئے،پہلے سے فرشتگان حامل عرش،دوسرے سے کرسی،تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے،پہلے سے آسمان،دوسرے سے زمینیں،تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے،الی آخرالحدیث۔

(المواهب اللدنیة، تشریف الله تعالیٰ له صلی الله علیه وسلم ،ج1،ص48،المکتبة التوفیقیة، القاہرہ،مصر)

یہی حدیث پاک کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ امام بخاری ومسلم کے استاد امام عبدالرزاق صنعانی نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق،حدیث نمبر18،ص63,64،مؤسسۃ الشرف،لاہور)

اس حدیث پاک کو الفاظِ مختلفہ کے ساتھ امام بیہقی نے''دلائل النبوۃ''میں، امام قسطلانی نے''مواہب لدنیہ''میں،امام ابن حجر مکی نے''افضل القرٰی''میں،علامہ فاسی نے''مطالع المسرات''میں،علامہ زرقانی نے''شرح مواہب''میں،علامہ دیاربکری نے''خمیس''میں،قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور شیخ محقق دہلوی نے ''مدارج النبوۃ''میں اور بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور اس پر

اعتماد فرمایا ہے۔

سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے((وعن ابی هريرة انه علیہ السلام سأل جبريل علیہ السلام فقال (يا جبريل كم عمرك من السنين) فقال يا رسول الله لست اعلم غير ان فی الحجاب الرابع نجما يطلع فی كل سبعين الف سنة مرة رأيته اثنين وسبعين الف مرة فقال علیہ السلام :يا جبريل وعزة ربی انا ذلك الكوكب)) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہرستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیہ،باب نسبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ، بیروت☆تفسیر روح البیان،سورۃ التوبہ،تحت آیت128 ،ج 3، ص543 ،دارالفکر،بیروت)

(5)امدادِ محبوبانِ خدا

صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا((فَفَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ:مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ :فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ:وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ:رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ :ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ:هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى

مُوسَى، فَقَالَ:رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ:اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ موسی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیے کہ آپ کی امت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرما دیا، پھر واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کر دی ہیں انہوں نے کہا: آپ پھر جائیں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ اور کم کر دیا میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر واپس اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا، میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جائیے، میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

(صحیح بخاری، کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج1، ص78، دارطوق النجاۃ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال کے بعد بھی ہم گناہ گاروں کی مدد فرمائی، معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی ظاہری زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور وصال کے بعد بھی مدد کرتے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد پاک ہے﴿فان الله هو مولٰه و جبريل و صالح المومنين والملائكة بعد ذالك ظهير﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ27،سورۂ تحریم،آیت نمبر6)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکاۃ وھم راکعون﴾ ترجمہ:اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (پ6،سورۃالمائدہ،آیت55)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے﴿ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون﴾ ترجمہ:اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ (پ10،سورۃالتوبۃ،آیت59)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ہے﴿فالمدبرات امرا﴾ ترجمہ:قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (پ30،سورۃالنازعات،آیت5)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ "قال ابن عباس ھم الملائکۃ وکلوا بامور عرفھم اللہ تعالی العمل بھا" ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن،سورۃ النازعات،ج4،ص391،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانھا تنزع عن الابدان ان

غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفھا و قوتھا من المدبرات " ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک وتعالی ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

(تفسیر بیضاوی،سورۃ النازعات،ج5،ص282،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((اُطْلُبُوا الْخَيْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوهِ)) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادتِ الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر،مجاہدعن ابن عباس،ج11،ص81،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((ان للہ تعالی عبادا اختصھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئک الآمنون من عذاب اللہ)) ترجمہ:اللہ تعالی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے،لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر،حدیث 16007، جلد 6،صفحہ350، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت مالک الدار سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ

فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ:ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ:عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ:يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے کہ یہ ہلاک ہورہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی،اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے،اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے،پھر کہا:اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ،کتاب الفضائل،ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12،صفحہ32،الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ:يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ))وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ ۔ترجمہ:جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کوگم کردے یا اسے مدد کی حاجت ہواور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیئے یوں پکارے:اے اللہ کے بندو میری مدد کرو،اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔یہ طریقۂ استمداد مجرب

(تجربہ شدہ)ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،مااسند عتبہ بن غزوان،ج17،ص117،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ:يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ)) ترجمہ:جب تم میں سے کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو!روک دو،اے اللہ کے بندو!روک دو،زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں،وہ اس جانور کوروک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی،مسند عبد اللہ بن مسعود،ج 9،ص177،دارالمأمون للتراث، دمشق☆عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ،باب مایقول اذا انفلت الدابۃ،ج 1،ص455،دارالقبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن،بیروت)

حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ:أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ)) ترجمہ:جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے،وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے:اے اللہ کے بندو!میری مدد کرو،تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ،مایقول الرجل اذا ندت بہ دابتہ او بعیرہ فی سفر،ج6،ص103،مکتبۃ الرشد،الریاض)

عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں"وروى عن أبي بكر بن أبي علي قال كان ابن المقرء يقول كنت أنا والطبراني وأبوالشيخ بالمدينة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت يا رسول الله الجوع؛ فقال لي الطبراني اجلس فإما

أن يكون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوى ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتين فيهما شىء كثير وقال شكوتمونى إلى النبى صلى اللہ علیہ وآلہ وسلم رأيته فى النوم فأمرنى بحمل شىء إليكم"

ترجمہ: **حضرت ابی بکر بن علی کہتے ہیں کہ ابن المقرء فرماتے ہیں کہ میں، امام طبرانی اور ابو شیخ** رحمہم اللہ **مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہوگیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہوگئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابو شیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **نے خواب میں آکر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔**

(تذکرة الحفاظ، جلد3، صفحہ122، دار الکتب العلمیة، بیروت)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاویٰ میں ہے "سُئل عمّا يقعُ من العامّةِ من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان ونحوذٰلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اِغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نَصّه، انّ الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصّالحين جائزة وللانبياء و للرسل والاولياء والصالحين اِغاثة بعد موتهم الخ" ترجمہ: **ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں** (یارسول اللّٰه، یا علی، یا شیخ

عبدالقادر جیلانی) **اوران کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین واولیاء وعلماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔**

(فتاوی الرملی فی فروع الفقه الشافعی، مسائل شتّٰی، ج4، ص733، دارالکتب العلمیه، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں "حجة الاسلام امام غزالی گفته هر که استمداد کرده مے شود بوی در حیات استمداد مے شود بوی بعد از وفات" ترجمہ: **حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔**

(اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، جلد1، صفحه716، مکتبه نوریه رضویه، سکهر)

مزید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں** "سیدی احمد بن زروق که از عاظم فقهاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند که امداد حی قوی تر است ومن می گویم که امداد میّت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا که وی در بساط است ودر حضرت اوست (قال) ونقل دریں معنی ازیں طائفه بیشتر ازان ست که حصر واحصار کرده شود یافته نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے که منافی ومخالف ایں باشد ورد کند ایں را" ترجمہ: **سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء ومشائخ**

سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اسی پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہیں (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی ومخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔

(اشعة اللمعات، باب زيارة القبور، جلد1، صفحه716، مكتبه نوريه رضويه، سكهر)

(6) سید الانبیاء والمرسلین

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ مخلوقات سے افضل ترین ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں، معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں وہ سب ہستیاں مقتدی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کے امام بنے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام, فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوة وذكر الاختلاف، ج1، ص221، مكتب المطبوعات الاسلاميه، حلب)

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول وآخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

کوئی نبی پہلے آسمان پر، کوئی دوسرے پر، کوئی تیسرے پر، کوئی چوتھے پر، کوئی

پانچویں پر، کوئی چھٹے پر، کوئی ساتویں پر پہنچا جب کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو کراس کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا, فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عليه السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عليهما السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ عليه السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَإِذَا فِيهَا هَارُونُ عليه السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ عليه السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى عليه السلام, ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ عليه السلام. ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى)) ترجمہ: پھر مجھے آسمانِ دنیا پر لے جایا گیا تو وہاں آدم علیہ السلام تھے، دوسرے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام تھے (جو کہ خالہ زاد بھائی ہیں)، تیسرے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے، چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے، پانچویں آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ادریس علیہ السلام تھے، چھٹے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے، ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے، پھر مجھے ساتوں آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا تو ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔

(سنن نسائی، باب فرض الصلوة، ج1، ص221، مكتبة المطبوعات الاسلاميه، حلب)

بلکہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے عرش پر تشریف لے گئے، اور جبریل علیہ السلام وہیں رک گئے۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((فرأى جبريل في بعض تلك النزلات عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وهو مقام جبريل وكان قد بقي هناك عند عروجه عليه السلام الى مستوى العرش وقال لو دنوت انملة لاحترقت)) ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی

رات بعض لمحات میں جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہی پر دیکھا اور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے، حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے اور عرض کی: اگر میں یہاں سے ایک پورا (انچ) بھی آگے گیا تو جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ النجم، آیت13,14، ج9، ص224، دارالفکر، بیروت)

بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں روایت نقل کرتے ہیں ''قدرو ردفی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لماعرج بی جبریل الی سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنٰی وتدلیہ علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش ''ترجمہ: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب جبریل مجھے سدرۃ المنتہی لے کر گئے اور جبار رب العزۃ جل وعلا کا جلوہ قریب ہوا اور خوب قریب ہوا تو دو کمانوں بلکہ ان سے بھی کم کا فاصلہ رہا، حضرت شریک کی حدیث کے مطابق یہ تدلی (قربت) عرش سے بھی اوپر تھی۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس، مراحل المعراج، ج3، ص88تا 90ملتقطاً، المکتب الاسلامی، بیروت)

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

موسیٰ علیہ السلام نے صرف کلام کیا اور ہمارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کلام کے ساتھ دیدار بھی کیا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کا عرض کیا: ﴿رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تا کہ میں تجھے دیکھوں!

ارشاد ہوا: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ ترجمہ: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت143)

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((فَارَقَنِي جِبْرِيلُ .. فانقطعت الْأَصْوَاتُ عَنِّي فَسَمِعْتُ كَلَامَ رَبِّي وَهُوَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ. ادْنُ ادْنُ)) ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے، آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہو جا، قریب ہو جا۔

(الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، الفصل السادس مناجاتہ للہ تعالیٰ، ج1، ص390، دارالفیحاء، عمان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مازاغ البصر وما طغیٰ﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت17)

الغرض اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں سابقہ انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمائی ہیں، ان سے بڑھ کر اپنے محبوب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو عطا فرمائی ہیں، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ میں قرآن کریم سے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے کچھ امتیازات نقل فرمائے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

(1) خلیل جلیل علیہ الصلوۃ والتبجیل سے نقل فرمایا: ﴿فلاتخزنی یوم یبعثون﴾ ترجمہ: مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

(پ19، سورۃ الشعراء، آیت87)

حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا: ﴿یوم لایخزی الله النبی والذین اٰمنو معه﴾ ترجمہ: جس دن (لوگ اٹھائے جائیں گے) خدا رسوا نہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔ (پ28، سورۃ التحریم، آیت8)

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(2) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی: ﴿انی ذاھب الی ربی سیھدین﴾ ترجمہ: بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ (پ23،سورۃ الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی: ﴿سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ﴾ ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ (پ15،سورۃ الاسراء، آیت1)

(3) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی: ﴿سیھدین﴾ ترجمہ: وہ مجھے راہ دے گا۔ (پ23،سورۃ الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: ﴿ویھدیک صراطاً مستقیما﴾ ترجمہ: اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔ (پ26،سورۃ الفتح، آیت2)

(4) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرمایا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے: ﴿ھل اتک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین﴾ ترجمہ: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ (پ26،سورۃ الذاریات، آیت24)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری وسپاہی بنے: ﴿وایدہٗ بجنود لم تروھا﴾ ترجمہ: اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ (پ10،سورۃ التوبۃ، آیت40)

اور فرمایا: ﴿یمددکم ربکم بخمسۃ اٰلاف من الملٰئکۃ مسومین﴾ ترجمہ: تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (پ4،سورہ آل عمران، آیت125)

اور فرمایا: ﴿والملٰئکۃ بعد ذٰلک ظھیر﴾ ترجمہ: اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ28،سورۃ الطلاق، آیت4)

(5) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا، انہوں نے خدا کی رضا چاہی: ﴿وعجلت الیک رب لترضیٰ﴾ ترجمہ: اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔ (پ16،سورہ طٰہٰ، آیت84)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے ان کی رضا چاہی: ﴿فلنولینک قبلۃ ترضٰھا﴾ ترجمہ: تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (پ2،سورۃ البقرۃ، آیت144)

اور فرمایا: ﴿ولسوف یعطیک ربک فترضٰی﴾ ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پ30،سورۃ الضحیٰ، آیت5)

(6) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا: ﴿ففرت منکم لمّا خفتکم﴾ ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔ (پ19،سورۃ الشعراء، آیت21)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا: ﴿اذ یمکر بک الذین کفروا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کر جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔ (پ10،سورۃ الانفال، آیت30)

(7) کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طُور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا: ﴿انا اخترتک فاستمع لما یوحٰی ہ اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی، واقم الصلوٰۃ لذکری﴾ الیٰ اٰخر الاٰیات۔ ترجمہ: اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر تک۔ (پ16،سورہ طٰہٰ، آیت13،14)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السمٰوٰت مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا: ﴿فاوحی الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27،سورۃالنجم،آیت10)

(8) داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا: ﴿لاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ﴾ ترجمہ: خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔
(پ23،سورہ ص،آیت26)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا: ﴿ومایـنطق عن الھویٰo ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ﴾ ترجمہ: کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔ (پ27،سورۃالنجم،آیت3,4)

(9) نوح وہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی: ﴿رب انصرنی بما کذّبون﴾ ترجمہ: الٰہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔
(پ18،سورۃالمؤمنون،آیت26)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا: ﴿وینصرک اللہ نصرا عزیزا﴾ ترجمہ: اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت3)

نوح وخلیل علیہما الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنی امت کی دعائے مغفرت کی: ﴿ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ13،سورہ ابراہیم،آیت41)

(یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے: ﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنٰت﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں

باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھرے میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (پ29،سورہ نوح،آیت28)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو: ﴿واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنٰت﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔
(پ26،سورہ محمد،آیت19)

(11) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انہوں نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی: ﴿واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین﴾ ترجمہ: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔ (پ19،سورۃالشعراء،آیت84)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: ﴿ورفعنا لک ذکرک﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30،سورۃ الانشراح،آیت4)

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا: ﴿عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (پ15،سورۃ الاسراء،آیت79)

کہ جہاں اولین وآخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد وثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

(12) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انہوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی: ﴿یجادلنا فی قوم لوط﴾ ترجمہ: ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ (پ12،سورہ ہود،آیت 74)

اورفرمایا: ﴿یا ابراھیم اعرض عن ھٰذا﴾ ترجمہ: اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑ۔ (پ12،سورہ ہود،آیت76)

عرض کی: ﴿ان فیھا لوطا﴾ ترجمہ: اس بستی میں لوط جو ہے۔

(پ20،سورۃالعنکبوت،آیت32)

حکم ہوا: ﴿نحن اعلم بمن فیھا﴾ ترجمہ: ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔

(پ20،سورۃالعنکبوت،آیت32)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا: ﴿ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ ترجمہ: اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم! تُو ان میں تشریف فرما ہے۔

(پ9،سورۃالانفال،آیت33)

(13) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: ﴿ربنا وتقبل دعا﴾ ترجمہ: الٰہی! میری دعا قبول فرما۔

(پ13،سورہ ابراہیم،آیت40)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا: ﴿قال ربکم ادعونی استجب لکم﴾ ترجمہ: تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(پ24،سورۃالمؤمن،آیت60)

(14) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی: ﴿نودی من شاطئی الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة﴾ ترجمہ: ندا کی گئی میدان کے دائیں کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔

(پ20،سورۃالقصص،آیت30)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہٰی وفردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی: ﴿عند سدرة المنتھٰی0عندھا جنة المأوی﴾ ترجمہ: سدرۃ المنتہٰی کے پاس، اس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔

(پ27،سورۃالنجم،آیت13,14)

(15) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت ارسال اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کی: ﴿ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الیٰ ھٰرون﴾ اور میرا سینہ تنگی

کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔

(پ19،سورۃالشعراء،آیت13)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرحِ صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منتِ عظمیٰ رکھی۔ ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(پ30،سورۃالانشراح،آیت1)

(16) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی: ﴿فلما جاءھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا﴾ ترجمہ: پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

(پ19،سورۃالنمل،آیت8)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوۂ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم و تعظیم کیلئے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی: ﴿اذ یغشی السدرة ما یغشیٰ﴾ ترجمہ: جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

(پ27،سورۃالنجم،آیت16)

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابویعلی، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

((ثم انتھی الی السدرة فغشیھا نور الخلّاق عزوجل فکلّمه تعالیٰ عند ذٰلك فقال له سل)) ترجمہ: پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو۔ اھ ملخصاً۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، ج7، ص2313، مکتبہ نزار مصطفی البابی، مکة المکرمة☆جامع البیان(تفسیر طبری)، ج27، ص68، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(17) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا، سب سے

برأت وقطع تعلق نقل فرمایا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو قتل عمالقہ کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا۔ عرض کی: ﴿رب انی لاأملک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفٰسقین﴾ ترجمہ: الٰہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت25)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظلِ وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

﴿ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ9، سورۃ الانفال، آیت33)

﴿عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا o﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت79)

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق ومخالف سب کو شامل۔

(18) ہارون وکلیم علیہما الصلوۃ والتسلیم کے لیے فرمایا، انہوں نے فرعون کے پاس جاتے وقت اپنا خوف عرض کیا: ﴿ربنا انّنا نخاف ان یفرط علینا اوان یطغٰی﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔ (پ16، سورہ طہ، آیت45)

اس پر حکم ہوا: ﴿لاتخافا اننی معکمااسمع واریٰ﴾ ترجمہ: ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔ (پ16، سورہ طہ، آیت46)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مژدۂ نگہبانی دیا: ﴿واللہ یعصمک من الناس﴾ ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت67)

(19) مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا: ﴿یٰعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ﴾ ترجمہ: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھیرالو۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت116)

معالم میں ہے اس سوال پر خوف الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بُنِ مُو سے خون کا فوارہ بہے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی)، تحت الآیۃ 116/5، ج2، ص66، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف ومحبت وکرم وعنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا: ﴿عفا اللہ عنک لم اذنت لھم﴾ ترجمہ: اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انہیں اجازت کیوں دے دی۔ (پ10، سورۃ التوبۃ، آیت43)

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

(20) مسیح علیہ الصلوۃ والسلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی: ﴿فلما احس عیسٰی منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ ط قال الحواریون نحن انصار اللہ﴾ ترجمہ: پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔ (پ3، سورہ آل عمران، آیت52)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت انبیاء ومرسلین کو حکم نصرت ہوا:

﴿لتؤمنن بہ ولتنصرنہ﴾ ترجمہ:تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(پ3،سورہ آل عمران،آیت81)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل واعلیٰ انہیں ملا، اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ ؎

حسن یوسف دم عیسی ید بیضاداری

آنچہ خوباں ہمہ دارند توتنہاداری

ترجمہ: جس قدر کمالات انبیاءِ سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود، یعنی جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص177تا185،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

دیدارِ الٰھی

سوال: شبِ معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کن دلائل سے ثابت ہے؟

جواب: اس پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

(پ27،سورۃ النجم،آیت17)

اس آیتِ پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں "ان رؤیۃ اللہ کانت بعین بصرہ علیہ السلام یقظۃ بقولہ ما زاغ البصر إلخ لان وصف البصر بعدم الزیغ یقتضی ان ذلک یقظۃ ولو کانت الرؤیۃ قلبیۃ لقال ما زاغ قلبہ واما القول بأنہ یجوز ان یکون المراد بالبصر بصر قلبہ فلا بدلہ من القرینۃ وھی ھھنا معدومۃ "ترجمہ: ﴿مازاغ البصر﴾ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو دیکھنا جاگتے ہوئے ظاہری آنکھوں کے ساتھ تھا کیونکہ بصر کو عدمِ زیغ سے موصوف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ جاگتے ہوئے تھا، اور اگر رؤیت قلبیہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ (﴿مازاغ البصر﴾ کے بجائے) مازاغ قلبہ فرماتا، بہرحال یہ کہنا کہ یہاں بصر سے مراد بصرِ قلبی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مراد کے لئے کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں معدوم ہے۔

(تفسیرِ روح البیان،ج9،ص228،دارالفکر،بیروت)

احادیثِ مرفوعہ سے ثبوت

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل)) ترجمہ: رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ،ج 1،ص285،المکتب الاسلامی، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ''یہ حدیث بسند صحیح ہے۔''

(الخصائص الکبری، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما،ج 1،ص161، مرکز اہلسنت برکات رضا ،گجرات ہند☆ التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث رأیت ربی ،ج2،ص25، مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض)

(2)رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:((فرأیته عزوجل **وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فتجلی لی کل شیء وعرفت))**
ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هَـذَا حَـدِيــثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح ''ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

(3)ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**لان اللہ اعطی موسی الکلام واعطانی الرؤیة لوجهه وفضلنی بالمقام المحمود والحوض**

الـمـورود)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ و حوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر ،عن جابر حدیث،ج14،ص447، مؤسسۃ الرسالۃ ،بیروت)

(4)وہی محدث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا((**قال رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **قال لی ربی نخلت ابراهیم خلتی وکلمت موسیٰ تکلیما واعطیتك یا محمد کفاحا))** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد! مواجہہ بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجه الی السماء واجتماعه بجماعة من الانبیاء ،ج3،ص296،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

مجمع البحار میں ہے'' کفاحا ای مواجهةً لیس بینهما حجاب ولا رسول ''ترجمہ: کفاح کا معنیٰ بالمشافہ دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو۔

(مجمع بحار الانوار، باب کف ع تحت اللفظ کفح،ج4،ص424، مکتبہ دارالایمان ،مدینہ منورہ)

(5)ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں((**سمعت رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **وهو یصف سدرة المنتهیٰ (وذکر الحدیث الی ان قالت)قلت یارسول اللہ مارأیت عندها ؟قال رأیته عندها یعنی ربه))** ترجمہ: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا یعنی رب کا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ، تحت آیۃ 17/1، ج5،ص194،داراحیاء

التراث العربی ،بیروت)

(6) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى)) ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے، جبار رب العزت آپ کے قریب ہوا حتی کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک۔

(صحیح بخاری،باب قولہ، کلم اللہ موسیٰ تکلماً،ج9،ص149،دارطوق النجاۃ)

(7) صحیح مسلم میں ہے ((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ، لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ نُورًا)) ترجمہ: عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھتا تو آپ سے سوال کرتا، انہوں نے فرمایا: تم کس چیز کے بارے میں سوال کرتے، کہا: میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے یہ سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ سوال حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کیا تھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جواب میں فرمایا: میں نے دیکھا نور ہی نور دیکھا۔

(صحیح مسلم،باب فی قولہ علیہ السلام نور انی،ج1،ص161،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اٰثارِ الصحابہ سے ثبوت

(1) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں ((اما نحن بنوھاشم فنقول ان محمدارای ربہ مرتین)) ترجمہ: ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو فرماتے ہیں کہ بیشک

محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

(جامع الترمذی ،ابواب التفسیر، سورئہ نجم،ج 2،ص161، امین کمپنی اردو بازار، دہلی☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل وامارؤیۃ لربہ،ج1،ص159، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ)

(2) ابن اسحٰق عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں ((ان ابن عمر ارسل الی ابن عباس یسألہ ھل رأی محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ربہ، فقال نعم)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا: کیا محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

(الدرالمنثور بحوالہ ابن اسحق، تحت آیۃ 18/53،ج7،ص570،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(3) جامع ترمذی ومعجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی ہے ((واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربہ قال عکرمۃ فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسٰی والخلۃ لابرٰھیم والنظر لمحمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (زاد الترمذی) فقد رای ربہ مرتین)) ترجمہ: طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے موسٰی کے لئے کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی نے یہ زیادہ کیا کہ) بیشک محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔

(المعجم الاوسط ،ج10،ص181،مکتبۃ المعارف، ریاض ☆جامع الترمذی ،ابواب التفسیر ،سورۃ نجم،ج2،ص160، امین کمپنی اردوبازار، دہلی)

امام ترمذی فرماتے ہیں ”یہ حدیث حسن ہے۔“

(جامع الترمذی ،ابواب التفسیر ،سورۃ نجم،ج2،ص160، امین کمپنی اردوبازار، دہلی)

(4)امام نسائی اور امام خزیمہ وحاکم وبیہقی کی روایت میں ہے((واللفظ للبیھقی أتعجبون ان تکون الخلۃ لابراھیم والکلام لموسٰی والرؤیۃ لمحمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ))ترجمہ:الفاظ بیہقی کے ہیں کہ کیا ابراہیم کے لئے دوستی اور موسٰی کے لئے کلام اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبا (تعجب) ہے۔

(السنن الکبری للنسائی، ج6،ص472، دارالکتب العلمیۃ، بیروت☆المستدرك على الصحیحین، کتاب الایمان ،رأی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ ،ج 1،ص65،دارالفکر، بیروت☆المواہب اللدنیۃ بحوالہ النسائی والحاکم ،المقصد الخامس ،ج3،ص104،المکتب الاسلامی بیروت)

حاکم نے کہا''یہ حدیث صحیح ہے۔''

(المستدرك على الصحیحین، کتاب الایمان ،رأی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ ،ج1،ص65،دارالفکر، بیروت)

امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایا''اس کی سند جید ہے۔''

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ النسائی والحاکم ،المقصد الخامس ،ج 3،ص104،المکتب الاسلامی بیروت)

(5)طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے((عن عبداللہ بن عباس انہ کان یقول ان محمدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رأی ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفوادہ))ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دوبارا پنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط ،ج 6،ص356، مکتبۃ المعارف، ریاض☆المواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط ،المقصد الخامس،ج3،ص105، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام سیوطی وامام قسطلانی وعلامہ شامی وعلامہ زرقانی فرماتے ہیں''اس

حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المکتب الاسلامی، بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ،ج 6،ص117، المقصد الخامس ،دارالمعرفہ ،بیروت)

(6)امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 807ھ)فرماتے ہیں:((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّہُ کَانَ یَقُوْلُ:اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأٰی رَبَّہُ مَرَّتَیْنِ :مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَمَرَّۃً بِفُؤَادِہٖ))ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا،ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔

(مجمع الزوائد،باب منہ فی الاسراء،ج1،ص79،مکتبۃ القدسی،القاہرہ)

(7)امام الائمہ ابن خزیمہ وامام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں،وہ فرماتے ہیں((ان محمد ا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رأی ربہ عزوجل))ترجمہ:بیشک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد قسطلانی وعبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں''اس کی سند قوی ہے۔''

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المکتب الاسلامی، بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس،ج6،ص118،دارالمعرفہ ،بیروت)

(8)محمد بن اسحٰق کی حدیث میں ہے ((ان مروان سأل ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ھل رأی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ربہ فقال نعم))ترجمہ:مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا:کیا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا؟فرمایا:ہاں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن اسحٰق،ج 6،ص116، دارالمعرفہ ،بیروت☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی بحوالہ ابن اسحٰق، فصل وما رؤیۃ لربہ،ج 1،ص159،

المطبعة الشركة الصحافية فى البلاد العثمانيه)

(9) جامع ترمذی میں ہے((لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ، فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ)) ترجمہ: میدان عرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت کعب نے بلند آواز سے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں بنو ہاشم ہوں (یعنی آپ میرا سوال نہ ٹالیں) تو حضرت کعب نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دیدار اور کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کردیا ہے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

(جامع ترمذی، باب ومن سورة والنجم، ج5، ص247، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

اس روایت کے بعد امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی انکارِ رؤیت والی روایت نقل کی ہے۔

اقوالِ تابعین سے ثبوت

(1) مصنف عبدالرزاق میں ہے((عن معمر عن الحسن البصری انه کان یحلف بالله لقد رأی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى بحواله عبدالرزاق عن معمر عن الحسن البصری، فصل واما روية لربه، المطبعة الشركة الصحافية فى البلاد العثمانيه)

(2) اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی ہونا مانتے ((وانه یشتد علیه انکارها)) ملتقطاً ترجمہ: اوران پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة بحوالہ ابن خزیمہ، المقصد الخامس، ج1، ص116، دارالمعرفة، بیروت)

یوں ہی (1) کعب احبار عالمِ کتب سابقہ (2) وامام ابن شہاب زہری قرشی (3) وامام مجاہد مخزومی مکی (4) وامام عکرمہ بن عبداللہ مدنی ہاشمی (5) وامام عطا بن رباح قرشی مکی استادِ امام ابوحنیفہ (6) وامام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں((اخرج ابن خزیمة عن عروه بن الزبیر اثباتها وبه قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم به کعب الاحبار والزهری)) ترجمہ: ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا اثبات روایت کیا ہے۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔کعب احبار اور زہری نے اس پر جزم فرمایا ہے۔

(المواہب اللدنیة، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی، بیروت)

اقوالِ ائمہ سے ثبوت

(1) امام خلال کتاب السنہ میں اسحٰق بن مروزی سے روایت کرتے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ رؤیت کو ثابت مانتے اوراس کی دلیل فرماتے ((قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی اه مختصراً)) ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

(المواہب اللدنیة بحوالہ الخلال فی کتاب السنن، المقصد الخامس، ج3، ص107، المکتب الاسلامی، بیروت)

(2) نقاش اپنی تفسیر میں انہی امام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں

''انہ قال اقول بحدیث ابن عباس بعینہ رای ربہ راہ راہ راہ حتی انقطع نفسہ ''ترجمہ: انہوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی بحوالہ النقاش عن احمد، واما رؤیة لربہ،ج 1،ص159، المکتبة الشرکة الصحافیة)

(3) امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں ''جزم بہ معمر واٰخرون وھوقول الاشعری وغالب اتباعہ ''ترجمہ: امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پیروؤں کا۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس ،ج3،ص104،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(4) علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ''الاصح الراجح انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ بعین راسہ حین اسری بہ کما ذھب الیہ اکثر الصحابة ''ترجمہ: مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسرا اپنے رب کو بچشمِ سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہء کرام کا یہی مذہب ہے۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل واما رؤیة لربہ،ج 2،ص303، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ہند)

(5) علامہ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1122ھ) شرح مواہب میں فرماتے ہیں ''انہ رأی اللہ تعالی بعینیہ یقظة علی الراجح کما یأتی فی مقصد الإسراء إن شاء اللہ تعالی، وجمع لہ بین الکلام والرؤیة، وکلمہ اللہ

تعالی فی الرفیع "بالفاء، أی :المکان "الأعلی "علی سائر الأمکنة تشریفًا لہ ''ترجمہ: راجح قول کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار جاگتے ہوئے اپنی آنکھوں سے کیا ہے جیسا کہ مقصد الاسراء میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کلام اور رؤیت دونوں کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف دیتے ہوئے تمام امکنہ سے ارفع واعلیٰ مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب،ج7،ص204،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

مزید فرماتے ہیں ''الراجح عند اکثر العلماء انہ رای ربہ بعین راسہ لیلة المعراج ''ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة، المقصد الخامس،ج6،ص116، دارالمعرفة، بیروت)

(6) امام یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی676ھ) فرماتے ہیں ''وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ثُمَّ اخْتَلَفَ هَؤُلَاءِ فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِفُؤَادِهِ دُونَ عَيْنَيْهِ وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنَيْهِ ''ترجمہ: جمہور مفسرین اس طرف ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار کیا ہے، پھر دیدار کی کیفیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے دل سے دیدار کیا ہے نہ کہ آنکھوں سے، اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی آنکھوں سے دیدار کیا ہے۔

(شرح النووی علی مسلم،ولقد راہ نزلة اخری،ج3،ص6،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

مزید فرماتے ہیں'' وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهِ

وَهُوَ قَوْلُ أَنَسٍ وَعِكْرِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالرَّبِيعِ ''ترجمہ: مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، یہی حضرت انس، عکرمہ اور حسن کا مؤقف ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، ولقد واہ نزلۃ اخری، ج3، ص6، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(7) علامہ علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) فرماتے ہیں ''ذهب إلى الرؤية: أي المذكورة أكثر الصحابة و كثير من المحدثين والمتكلمين، بل حكى بعض الحفاظ على وقوع الرؤية له بعين رأسه الإجماع، وإلى ذلك يشير صاحب الأصل بقوله: وراه وما راه ...رؤية العين يقظة لا المرائي ''ترجمہ: اکثر صحابہ، کثیر محدثین اور متکلمین رؤیتِ مذکورہ (آنکھ سے دیدار) کی طرف گئے ہیں بلکہ بعض حفاظ نے آنکھ سے دیدار پر اجماع حکایت کیا ہے۔ اور اسی کی طرف صاحبِ اصل نے اپنے قول سے اشارہ کیا ہے کہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا اور جو دیکھا آنکھ سے جاگتے ہوئے دیکھا نہ کہ نیند میں۔ (سیرتِ حلبیہ، باب ذکر الاسراء، ج1، ص574، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(8) علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قَالَ النَّوَوِيّ الرَّاجِح عِنْد أَكثر الْعلمَاء أَنه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رأى ربه بعيني رَأسه لَيْلَة الْإِسْرَاء لحَدِيث بن عَبَّاس وَغَيره وَإِثْبَات هَذَا لَا يكون إِلَّا بِالسَّمَاعِ من رَسُول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ولم تعتمد عَائِشَة فِي نفي الرُّؤْيَة على حَدِيث رَسُول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا اعتمدت الاستنباط من الْآيَات وَالْجَوَاب عَن هَذِه الْآيَة أَن الْإِدْرَاك هُوَ الْإِحَاطَة وَالله تَعَالَى لَا يحاط بِهِ وَإِذا ورد النَّص بِنَفْي الْإِحَاطَة فَلَا يلْزم مِنْهُ نفي الرُّؤْيَة بِغَيْر إحاطة ''ترجمہ: امام نووی نے فرمایا: اکثر علماء کا یہ مؤقف ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے معراج کی رات اللہ عزوجل کا دیدار بچشم سر

کیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے مروی روایت ہے، اس کا اثبات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سماع کے بغیر ممکن نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رؤیت کی نفی میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا بلکہ آیات سے استنباط پر اعتماد کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جس ادراک کی نفی آیت پاک میں کی گئی وہ احاطہ کے طور پر ادراک ہے، اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور جب قرآن پاک میں احاطۂ رؤیت کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔

(شرح السیوطی علی مسلم، ج1، ص222، دارابن عفان للنشروالتوزیع، عرب)

(9) محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''صحابہ کا اس میں اختلاف تھا کہ آیا شبِ معراج نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سر کی آنکھوں سے اللہ سبحانہ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا اثبات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ صحابہ کرام کی جماعتیں متفق ہو گئیں اسی طرح تابعین میں سے بھی بعض حضرت عائشہ کے نظریہ کے قائل تھے اور بعض حضرت ابن عباس کے نظریہ کے قائل تھے، اور بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، لیکن جمہور علماء حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نظریہ کے قائل ہیں اور علامہ محی الدین نووی نے لکھا ہے کہ اکثر علمائے عظام کا مختار یہ ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ سبحانہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سماع پر منقول ہے اور حضرت عائشہ نے محض اپنے اجتہاد سے انکار کیا ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول متعین ہے کیونکہ وہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سماع کے بغیر یہ بات نہیں کہہ

سکتے اور نہ یہ ان کے لئے جائز ہے کیونکہ اجتہاد سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کیا سیدنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: ہاں، تو حضرت ابن عمر نے اس کو تسلیم کرلیا۔

اکثر مشائخ صوفیہ کا مختار یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا ہے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو وہ کمال حاصل ہوا کو مخلوق کی عقلوں سے ماوراء ہے اور معراج کی شب آپ کو جو کمال حاصل ہوا وہ تمام کمالات سے بڑھ کر تھا اور آپ کو اس شب اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو انسانی عقل سے ماوراء ہے۔''

(اشعة اللمعات، ج4، ص431، مطبع تیج کمار، لکھنؤ)

سوال: بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں، کیا دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟

جواب: دنیا میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علاوہ کسی کے لئے بیداری کے ساتھ چشمِ سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا''تعلموا انه لن يرى احد منكم ربه حتى يموت ''ترجمہ: جان لو موت سے پہلے تم میں کوئی بھی اپنے رب کا دیدار ہرگز نہیں کرسکتا۔

(صحیح مسلم، ج2، ص399، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فتاوی حدیثیہ میں ہے''لايجوز لاحد ان يدعى انه رأى الله بعين رأسه ،ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم ''ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعوی کرے، اور جس نے یہ گمان کیا وہ کافر اور مباح الدم ہے۔

منح الروض الازھر میں ہے''قال الاردبيلى فى كتابه الانوار :ولو قال:انى ارى الله تعالىٰ عياناً فى الدنيا او يكلمنى شفاهاكفر ''ترجمہ: اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں لکھا: اگر کوئی کہے کہ میں نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلامِ حقیقی کیا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(منح الروض الازهر، ومنها: هل يجوز رؤية الله تعالىٰ فى الدنيا، ص124، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

معتقد المنتقد میں ہے''وكفروا مدعى الرؤية كما ان القارى فى ذيل قول القاضى:وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالىٰ والعروج اليه ومكالمته ،قال:وكذا من ادعى رؤته سبحانه فى الدنيا بعينه ''ترجمہ: فقہاء نے اللہ تعالیٰ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار کا دعوی کرنے والے کی تکفیر کی ہے، جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے قاضی عیاض علیہ الرحمہ کے اس قول''وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالىٰ والعروج اليه ومكالمته ''کے تحت فرمایا: اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنے کا دعوی کرے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔

(معتقد المنتقد، ص58، برکاتی پبلشر، کراچی)

بہارشریعت میں ہے''دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعوی کرے، وہ کافر ہے۔''

(بہارشریعت، حصہ1، ص271، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: کیا خواب میں بھی نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علاوہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوسکتا؟

جواب: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علاوہ کے لیے بھی خواب میں اللہ کا

نصیب ہوا۔ان کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء اللہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انہیں خواب میں اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔نبراس میں ہے"**واما الرؤية فی المنام فقد حكيت عن كثير من السلف** فعن الاما م الاعظم انه رای مأة مرة وقال محمد بن سيرين التابعی اما م المعبرين من رای الله سبحانه فی منامه دخل الجنة وتخلص من الغموم وعن الامام احمد قال رأيت الله سبحانه فی المنام فسألته عن افضل العبادات فقال تلاوة القراٰن وعن حمزة القاری انه قرأ القراٰن فی منامه علی الله سبحانه من اوله الی آخره **ولاخفاء فی انها نوع مشاهدة يكون باالقلب دون العين** "ترجمہ:بہر حال خواب میں اللہ کا دیدار ہونا یہ بہت سے اولیاء اللہ سے مروی ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سو بار (خواب میں) اللہ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین التابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں اللہ کا دیدار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات حاصل کرلے گا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا تو میں نے اپنے رب سے سب سے افضل عبادت کے متعلق سوال کیا تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرنا اور حمزہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اول تا آخر (پورا قرآن پاک) اللہ کی بارگاہ میں تلاوت کیا۔اور اس بات میں کوئی خفاء نہیں کہ یہ مشاہدہ کی ایک نوع ہے کہ جو آنکھ کی بجائے قلب سے حاصل ہوتی ہے۔(نبراس ،صفحہ169-170،مکتبہ حقانیہ ،ملتان)

شرح النووی میں ہے"قال القاضی واتفق العلماء علی جواز رؤية الله تعالی فی المنام وصحته"ترجمہ:امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کا خواب میں اللہ کا دیدار ہونے کے جواز اور صحت پر اتفاق ہے۔

(شرح النووی ،کتاب الرؤیا،جلد15،صفحہ25،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی (متوفی 1367ھ) فرماتے ہیں:"دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔"

(بہار شریعت ،جلد1،حصہ 1،صفحہ21،مکتبۃ المدینہ ،کراچی)

لہٰذا اگر کوئی پابند شرع آدمی خواب میں اللہ کے دیدار کا دعوی کرے تو اسکو سچا جاننا چاہیے کہ مسلمان پر بلاوجہ یہ گمان کرنا جائز نہیں کہ جھوٹ بولتا ہوگا۔قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ترجمہ:اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے بچو کہ بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (پارہ 26،سورۃالحجرات،آیت12)

لیکن اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اس کا دعوی قبول کرنے سے سکوت کرنا چاہیے خصوصا آجکل کے بہت سے ڈبہ پیروں کے دعووں کی تو صریح تکذیب کی جائے کہ جنہیں نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں وہ بھی اس بات کا دعوی کرتے نظر آتے ہیں ایسوں کی بات نہیں مانی جائے گی۔محمد بن احمد بن محمد علیش ابوعبد اللہ المالکی (المتوفی 1299ھ) فرماتے ہیں" وأما إن دعاها من ليس من أهلها كالعاصی والمقصر فإنه يكذب "ترجمہ:بہر حال اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اسکی بات نہیں مانی جائے گی۔

(فتح العلی المالك فی الفتوی علی مذهب الامام مالك،مسائل العقائد ،جلد1،صفحہ45،دار المعرفة ،بیروت)

عرشِ عظیم پرجانا

سوال: ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا شبِ معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام وائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے، کچھ تصریحات درج ذیل ہیں:

(1) امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

اسریت من حرم لیلا الی حرم — کما سری البدر فی داج من الظلم

وبت ترقی الی ان نلت منزلة — من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم

خفضت كل مقام بالاضافة اذ — نوديت بالرفع مثل المفرد العلم

فخرت كل فخار غير مشترك — وجزت كل مقام غير مزدحم

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظّمہ سے بیت الاقصٰی کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

(الکواکب الدریة فی مدح خیر البریة (قصیدہ بردہ)، الفصل السابع، ص44تا46، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں (ان میں عرش بھی شامل ہے) حضور

سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

(2) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں ''ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية للساع الی السبق من كمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا تركت موضع رقی وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلك الی مقام قاب قوسين اوادنٰی فاوحی اليك ربك ما اوحی'' یعنی حضور دروازہ میں داخل ہوئے اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لئے کوئی جگہ عروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام ﴿قاب وقوسین اوادنی﴾ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدة العمدة فی شرح القصيدة البردة، الفصل السابع، ص96، جمعیت علماء سکندریہ، خیر پور سندھ)

(3) نیز امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

وترقى به الى قاب قوسين — وتلك السيادة القعسا

رتب تسقط الاما فی حسرٰی — دونها ماوراهن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اُس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی، الفصل الرابع، ص96، حزب القادریہ، لاہور)

(4) امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القرٰی میں فرماتے ہیں

''قال بعض الائمة والمعاريج ليلة الاسراء عشرة ، سبعة فى السمٰوٰت والثامن الى سدرة المنتهٰى والتاسع الى المستوى والعاشر الى العرش ''**ترجمہ: بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔**

(افضل القرٰی لقراء ام القری، تحت شعر73،ج1،ص404، المجمع الثقافی ،ابو ظبی)

(5) سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی **نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا** ''قال الشهاب المكى فى شرح همزية لامام بوصيرى عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الٰى قوله والعاشر الى العرش والرؤية ''**ترجمہ: امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیری میں بعض ائمہ کے حوالے سے فرمایا کہ معراجین دس ہیں، دسویں عرش اور دیدار تک۔**

(الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية بحواله شرح قصيده ہمزيه،ج1،ص272، المكتبة النورية الرضويه، لائل پور)

(6) نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے ''لما اعطى سليمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام الريح التى غدوها شهر ورواحها شهر اعطى نبينا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ البراق فحمله من الفرش الى العرش فى لحظة واحدة واقل مسافة فى ذٰلك سبعة الاف سنة ـ وما فوق العرش الى المستوى والرفرف لايعلمه الا الله تعالٰى ''**ترجمہ: جب سلیمان** علیہ الصلوٰۃ والسلام **کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنٰی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے مستوٰی اور رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔** (افضل القرٰی لقرء ام القرٰی،تحت شعر1،ج1،ص116،المجمع الثقافی ،ابوظہبی)

(7) اسی میں ہے ''لما اعطى موسٰى علیہ الصلوٰۃ والسلام الكلام اعطى نبينا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مثله ليلة الاسراء وزيادة الدنو والروية بعين البصر وشتان مابين جبل الطور الذى نوجى به موسٰى علیہ الصلوٰۃ والسلام وما فوق العرش الذى نوجى به نبينا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''**ترجمہ: جب موسٰی** علیہ الصلوٰۃ والسلام **کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسٰی** علیہ الصلوٰۃ والسلام **سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **سے کلام ہوا۔** (افضل القرٰی لقرء ام القرٰی،تحت شعر1،ج1،ص116،المجمع الثقافی،ابوظہبی)

(8) اسی میں ہے ''رقيه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ببدنه يقظة بمكة ليلة الاسراء الى السماء ثم الى سدرة المنتهٰى ثم الى المستوى الى العرش والرفرف والروية ''**ترجمہ: نبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہٰی، پھر مقام مستوٰی، پھر عرش ورفرف و دیدار تک۔** (افضل القرٰی لقرء ام القرٰی،تحت شعر1،ج1،ص117،المجمع الثقافی،ابوظہبی)

(9) علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ **تعلیقاتِ افضل القرٰی میں فرماتے ہیں** ''الاسراء به صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ على يقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم عرج به الى السمٰوٰت العلى ثم الى سدرة المنتهٰى ثم الى المستوى ثم الى العرش والرفرف ''**ترجمہ: نبی** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کو معراج بیداری میں بدن و رُوح کے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستوٰی، پھر عرش ورفرف تک۔**

(تعليقات على ام القرٰى للعلامة احمد بن محمد الصاوى على هامش الفتوحات الاحمدية،ص 3، المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

(10) فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے "رقیہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء اللہ تعالی لکنہ لم یجاوز العرش علی الراجح "ترجمہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ،ص3،المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ، مصر)

(11) اسی میں ہے "المعاریج لیلۃ الاسراء عشرۃ سبعۃ فی السمٰوٰت والثامن الی سدرۃ المنتھی والتاسع الی المستوٰی والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عند اھل المعاریج "ترجمہ: معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔ مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ،ص30، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ، مصر)

(12) اسی میں ہے "بعد ان جاوز السماء السابعۃ رفعت لہ سدرۃ المنتھی ثم جاوزھا الی مستوٰی ثم زج بہ فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرۃ کل حجاب خمسمائۃ عام ثم دلی لہ رفرف اخضر فارتقی بہ حتی وصل الی العرش ولم یجاوزہ فکان من ربہ قاب قوسین او ادنیٰ "ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوٰی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے

، اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ،ص31، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، قاہرہ مصر)

(13) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ شیخ سلیمان کے مذکورہ بالا تین اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "اقول: (میں کہتا ہوں) شیخ سلیمٰن نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی، اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے، لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقۃً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں، عرش تک منتہائے مکان ہے، اس سے آگے لامکان ہے، اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا، پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے، اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہٰی عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی، نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی، بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا، اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہیے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں: لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ من الافلاک والجنۃ والنار وانما الرجل من نفذ بصرہ الی خارج ھذا الوجود کلہ وھناک یعرف قدر عظمۃ موجدہ سبحنہ وتعالٰی۔ ترجمہ: مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت ونار یہی چیزیں محدود ومقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم

جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(الیواقیت والجواہر ،المبحث الرابع والثلاثون،ج2،ص370، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(14)امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں''(ومنها انه رای الله تعالٰی بعینیه)يقظة علی الراجح (وكلمه الله تعالى فی الرفيع الاعلی)علی سائر الامكنة وقدروی ابن عساكر عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ مرفوعا لما اسری لی قربنی ربی حتی كان بينی وبينه قاب قوسين او ادنی ''**ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے، اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند وبالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دوکمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔**

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی ،ج2،ص634،المکتب الاسلامی، بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الرابع، الفصل الثانی،ج 5،ص251,252، دارالمعرفۃ، بیروت)

(15)اسی میں ہے''قد اختلف العلماء فی الاسراء هل هو اسراء واحد او اثنين مرة بروحه وبدنه يقظة ومرة مناما او يقظة بروحه وجسده من المسجدالحرام الی المسجد الاقصی ثم منا ما من المسجدالاقصٰی الی العرش ''**ترجمہ: علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو، ایک بار روح وبدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح وبدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔**

(المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس ،ج3،ص7،المکتب الاسلامی، بیروت)

اسی میں ہے''فالحق انه اسراء واحد بروحه وجسده يقظة فی القصة كلها والی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين ''**ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ وہ ایک اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح وبدن اطہر ہی کے ساتھ ہے۔ جمہور علماء ومحدثین وفقہاء ومتکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔**

(المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس ،ج3،ص12،المکتب الاسلامی، بیروت)

(16)اسی میں ہے''المعاريج عشرة (الٰی قوله)العاشر الی العرش ''**ترجمہ: معراجیں دس ہوئیں، دسویں عرش تک۔**

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس ،مراحل المعراج ،ج3،ص17،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(17)اسی میں ہے''قدوردفی الصحيح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما عرج بی جبريل الی سدرة المنتهٰی ودنا الجبار رب العزة فتدلی فكان قاب قوسين او ادنی وتدليه علی ما فی حديث شريك كان فوق العرش ''**ترجمہ: صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جبریل مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے کر گئے اور جبار رب العزۃ جل وعلا کا جلوہ قریب ہوا اور خوب قریب ہوا تو دوکمانوں بلکہ ان سے بھی کم کا فاصلہ رہا، حضرت شریک کی حدیث کے مطابق یہ تدلی (قربت) عرش سے بھی اوپر تھی۔**

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس ،مراحل المعراج ،ج 3،ص88تا 90ملتقطاً،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(18)علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں''وردفی المعراج انه صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ سدرة المنتهٰی جاء ه

بالرفرف جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فتناوله فطاربه الی العرش ''ترجمہ: **حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم **سدرۃ المنتہٰی پہنچے جبریل امین** علیہ الصلوٰۃ والتسلیم **رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔**

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل واماما ورد فی حدیث الاسراء ،ج2، ص310،مرکز اہلسنت ،گجرات ہند)

(19)**اسی میں ہے**''علیه یدل صحیح الاحادیث الاحاد الدالة علی دخوله صلی اللہ علیہ وسلم الجنة ووصوله الی العرش اوطرف العالم کما سیأتی کل ذلك بجسده یقظه ''ترجمہ: **صحیح احادیث آحاد دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم **شب اسراء جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔**

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل ثم اختلف السلف والعلماء ،ج 2،ص269، مرکز اہلسنت ،گجرات ہند)

(20)**حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **فتوحاتِ مکیہ شریف باب316 میں فرماتے ہیں**''اعلم ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لما کان خلقه القراٰن وتخلق بالاسماء وکان الله سبحٰنه وتعالٰی ذکر فی کتاب العزیز انه تعالی استوی علی العرش علی طریق التمدح والثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیه علیہ الصلوٰۃ والسلام من هذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح والثناء علیه به حیث کان اعلی مقام ینتهی الیه من اسری به من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وذٰلك یدل علی انه اسری به صلی اللہ علیہ وسلم بجسمه ولو کان الاسراء به رؤیا لما کان الاسراء ولا الوصول الی هذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعرابی حقه انکار علی

ذٰلك ''ترجمہ: **تو جان لے کہ جب رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **کا خلق عظیم قرآن تھا اور حضور اسماء الٰہیہ کی خو وخصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب** صلی اللہ علیہ وسلم **کو بھی اس سفت استوا علی العرش کے پرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہو، اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسرا اور اس مقام استواء علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔**

(الفتوحات المکیة، الباب السادس ،ج3،ص61،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(21)**امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی** قدس سرہ الربانی **کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت موصوف سے ناقل**''انماقا ل صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التمدح حتی ظهرت لمستوی اشارة لما قلنا من ان متهی السیر بالقدم المحسوس للعرش ''ترجمہ: **نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی پر بلند ہوا اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہٰی عرش ہے۔**

(الیواقیت والجواہر،المبحث الرابع والثلاثون،ج2،ص370،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(22)**مدارج النبوۃ شریف میں ہے**''فرمود صلی اللہ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او پر نور نور آفتاب پس درخشید بآن نور بصر من ونہادہ شدم من برآں رفرف وبرداشتہ شدم تا برسید بعرش ''ترجمہ: **نبی کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **نے فرمایا : پھر میرے لئے سبز بچھونا بچھایا گیا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا چنانچہ اس نور کے سبب میری آنکھوں کا نور چمک اٹھا، پھر مجھے**

رفرف پر سوار کر کے بلندی کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔

(مدارج النبوۃ، باب پنجم وصل دررؤیت الٰہی ،ج1،ص169،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(23)اسی میں ہے ''آوردہ اند کہ چوں رسید آں حضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعرش دست زد بداماں اجلال وے ''ترجمہ:منقول ہے کہ جب آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عرش پر پہنچے تو عرش نے آپ کا دامن اجلال تھام لیا۔

(مدارج النبوۃ، باب پنجم وصل دررؤیت الٰہی ،ج1،ص170،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(24)اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے ''جز حضرت پیغمبر ما صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالاتر ازاں ہیچ کس نہ رفتہ و آنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست ''ترجمہ:ہمارے نبی اقدس صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے علاوہ عرش سے اوپر کوئی نہیں گیا،آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ نہیں۔

(25)مزید فرماتے ہیں:

بر داشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسرٰی بعبدہٖ است من المسجد الحرام
تا عرصہ وجوب کہ اقتضائے عالم ست
کابخانہ جاست ونے جہت ونے نشاں نہ نام

ترجمہ:طبیعت نے امکان سے قدم مبارک اٹھالئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے صحرائے وجوب تک جو عالم کا آخری کنارہ ہے کہ وہاں نہ مکان ہے نہ جہت، نہ نشان اور نہ نام۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعراج،ج4،ص538، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(26)نیز اسی کے باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قد رأی ربہ

مرتین (تحقیق آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا) ارشاد فرمایا ''بتحقیق دید آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پروردگار خود را جل وعلا دوبار، یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتہٰی بود،دوم چوں بالائے عرش بر آمد ''ترجمہ:تحقیق آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دو بار دیکھا،ایک بار جب آپ سدرہ کے قریب تھے،اور دوسری بار جب آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعراج،ج4،ص428تا429، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(27)مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول،مکتوب283 میں ہے

''آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام دراں شب چوں از دائرہ مکان وزمان بیروں جست وازتنگی امکان بر آمد ازل وابد راں آں واحد یافت وبدایت ونہایت را در یک نقطہ متحد دید ''ترجمہ:اس رات سرکار دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکان وزمان کے دائرہ سے باہر ہو گئے،اور تنگی امکان سے نکل کر آپ نے ازل وابد کو ایک پایا اور ابتداء انتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب،ج1،ص366، نولکشور،،لکھنؤ)

(28)نیز مکتوب272 میں ہے''محمد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ محبوب رب العالمین ست وبہترین موجودات اولین وآخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد واز عرش وکرسی درگزشت وازامکان وزمان بالا رفت ''ترجمہ:محمد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو کہ رب العالمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات اولین وآخرین سے افضل ہیں،جسمانی معراج سے مشرف ہوئے

اورعرش وکرسی سے آگے گزر گئے اور مکان وزمان سے اوپر چلے گئے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب ،ج1،ص348،نولکشور،لکھنؤ)

(29)امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال ہوا کہ ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شبِ معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام وائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں ؟''تو جواباً ارشادفرمایا'''' بیشک علمائے کرام ائمہ دین عدول ثقات معتمدین نے اپنی تصانیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے زائد کی تصریحات جلیلہ فرمائی ہیں،اور یہ سب احادیث ہیں،اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معضل ہیں،اورحدیث مرسل ومعضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے خصوصاً جبکہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہوتو ضرور ثبوت سند پر محمول،اور مثبت نافی پر مقدم، اورعدم اطلاع اطلاع عدم نہیں۔'' (فتاوی رضویہ،ج30،ص643،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

پھراس پر کثیر تصریحات نقل کرنے کے بعد معضل اور مرسل کی تعریفات اور ان کے حجت ہونے پر کچھ اقوال نقل کئے چنانچہ فرماتے ہیں:

(1)امام ابن الصلاح کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث میں فرماتے ہیں ''قول المصنفین من الفقهاء وغيرهم "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا"ونحو ذلك كله من قبيل المعضل وسماه الخطيب ابو بكر الحافظ فی بعض کلامه مرسلا وذلك على مذهب من يسمى كل مالايتصل مرسلاً ''ترجمہ:فقہاء وغیرہ مصنفین کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے یا اس کی مثل کوئی کلمہ یہ سب معضل کے قبیل سے ہے۔خطیب ابوبکر حافظ نے اس کا نام مرسل رکھا ہے اور یہ اس کے مذہب کے مطابق ہے جو ہر غیر متصل کا نام مرسل رکھتا ہے۔

(معرفة انواع علم الحديث، النوع الحادی عشر،ص138،دارالكتب العلمية، بيروت)

(2)تلویح وغیرہ میں ہے''ان لم يذكر الواسطة اصلا فمرسل ''ترجمہ:اگر واسطہ بالکل مذکور نہ ہو تو وہ مرسل ہے۔

(التوضيح والتلويح ،الركن الثانی فی السنة ،فصل فی الانقطاع ،ص 474،نورانی کتب خانہ ،پشاور)

(3)مسلم الثبوت میں ہے''المرسل قول العدل قال علیہ الصلوٰۃ والسلام كذا''ترجمہ:مرسل یہ ہے کہ عادل کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا۔

(مسلم الثبوت ،مسئلہ تعريف المرسل،ص201، مطبع انصاری، دہلی)

(4)فواتح الرحموت میں ہے''الكل داخل فی المرسل عند اهل الاصول''ترجمہ:اصولیوں کے نزدیک سب مرسل میں داخل ہیں۔

(فواتح الرحموت، شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفی، مسئلہ فی الكلام علی المرسل ،ج2،ص174،منشورات الشريف الرضی ،قم)

(5)انہیں میں ہے''المرسل ان كان من صحابی يقبل مطلقا اتفاقا وان كان من غيره فالاكثر ومنهم الامام ابوحنيفة والامام مالك والامام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالو يقبل مطلقا اذا كان الراوی ثقة الخ ''ترجمہ:مرسل اگر صحابی سے ہو مطلقاً مقبول ہے اور اگر غیر صحابی سے ہو تو اکثر ائمہ بشمول امام اعظم، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مطلقا مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو۔

(فواتح الرحموت، شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفی، مسئلہ فی الكلام علی المرسل ،ج2،ص174،منشورات الشريف الرضی ،قم)

(6)مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے''لايضر ذلك فی الاستدلال به ههنا لان المنقطع يعمل به فی الفضائل اجماعا''ترجمہ:اس سے استدلال کرنا یہاں مضر نہیں کیونکہ فضائل میں منقطع بالاجماع قابل عمل ہے

(مرقاۃ المفاتیح ،باب الرکوع، الفصل الثانی ،ج2،ص602،المکتبۃ الحبیبیہ، کوئٹہ)

(7) شفائے امام قاضی عیاض میں ہے ''اخبر صلی اللہ علیہ وسلم بقتل علی وانہ قسیم النار ''ترجمہ: **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **نے حضرت علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کے قتل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ بیشک وہ قسیم النار ہیں۔**

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل ومن ذلک مااطلع علیہ من الغیوب ،ج1،ص284،المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ)

(8) نسیم الریاض میں فرمایا''ظاھر ھذان ھذا مما اخبربہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم قالوا لم یروہ احدمن المحدثین الا ان ابن الاثیر قال فی النھایۃ الا ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انا قسیم النار قلت ابن الاثیر ثقۃ وما ذکرہ علی لا یقال من قبل الراء فھو فی حکم المرفوع اہ ملخصاً ''ترجمہ: **ظاہراس کا یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں سے ہے جن کے بارے میں نبی کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **نے خبر دی مگر انھوں نے کہا کہ اس کو محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا مگر ابن اثیر نے نہایہ میں کہا : بیشک حضرت علی مرتضی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نے فرمایا کہ میں قسیم نار ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ سیدنا علی المرتضی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نے ذکر فرمایا وہ قیاس سے نہیں کہا جاسکتا لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہے۔**

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب،ج3،ص163، مرکز اہلسنت ، گجرات الہند)

(9) امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں''عدم النقل لاینفی الوجود''ترجمہ: **عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔**

(فتح القدیر،کتاب الطہارت، ج 1،ص20،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)(ملخصاًفتاوی رضویہ،ج30،ص654تا656،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

شب معراج اورروحِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سوال: سنا ہے کہ **معراج کی رات غوث پاک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی روح اس وقت حاضر ہوئی جب حضور** صلی اللہ علیہ وسلم **براق پر سوار ہونے لگے اور سرورکائنات** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **غوث اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے، کیا اس کی کچھ حقیقت ہے؟**

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں''اس کی اصل حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم (کے کلمات میں) میں مذکور (ہے)۔

فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت **شیخ رشید بن محمد جنیدی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ''حرز العاشقین'' میں فرماتے ہیں((**ان لیلۃ المعراج جاء جبرئیل** علیہ السلام **ببراق الیٰ رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اسرع من البرق الخاطف الظاھر،ونعل رجلہ کالھلال الباھر،ومسمارہ کالانجم الظواھر،ولم یأخذہ السکون والتمکین لیرکب علیہ النبی الامین، فقال لہ النبی** صلی اللہ علیہ وسلم، **لم لم تسکن یابراق حتی ارکب علیٰ ظھرک، فقال روحی فداءٌ لتراب نعلک یارسول اللہ اتمنی ان تعاھدنی ان لاترکب یوم القیٰمۃ علیٰ غیر حین دخولک الجنۃ،فقال النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **یکون لک ماتمنیت، فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکۃ علیٰ رقبتی لیکون علامۃ لی یوم القیٰمۃ، فضرب النبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **یدہ علیٰ رقبۃ البراق، ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسدہ روحہ ونمٰی اربعین ذراعامن**

فرحہ وتوقف فی رکوبہ لحظۃ لحکمۃ خفیۃ ازلیۃ ،فظھرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ **وقال یا سیدی ضع قدمك علٰی رقبتی وارکب،فوضع النبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **قدمہ علٰی رقبتہ ورکب، فقال قدمی علٰی رقبتك وقدمك علٰی رقبۃ کل اولیاء اللہ تعالیٰ انتھٰی))** ترجمہ: شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ تیز رفتار تھا،اوراس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چوند ڈالنے والا ہلال اوراس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا،سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا:بولا:میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان،میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روز قیامت مجھی پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں۔حضور معلّٰی صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا:ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی:میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگا دیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اورطرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی:اے میرے آقا!حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اورارشاد فرمایا:میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ،المنقبۃ الاولیٰ ،ص 24،25،سنی دارالاشاعت علویہ

رضویہ ،فیصل آباد)

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں'' فایاك یااخی ان تکون من المنکرین المتعجبین من حضور روحہ لیلۃ المعراج لانہ وقع من غیرہ فی تلك اللیلۃ کما ھو ثابت بالاحادیث الصحیحۃ کرؤیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح الانبیاء فی السمٰوٰت وبلالا فی الجنۃ واویسا القرنی فی مقعدالصدق وامرأۃ ابی طلحۃ فی الجنۃ ، وسماعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خشخشۃ الغمیصاء بنت ملحان فی الجنۃ کما ذکرنا قبل ھذاوذکرفی حرز العاشقین وغیرہ من الکتب ان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقی لیلۃ المعراج سیدنا موسٰی علیہ السلام فقال موسٰی مرحبابالنبی الصالح والاخ الصالح انت قلت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، ارید ان یحضراحد من علماء امتك لیتکلم معی فاحضر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ الٰی موسٰی علیہ السلام (وساق القصۃ ثم قال)، وفی کتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد الجشتی نقلا عن شیخ الشیوخ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی رأیت رجالا من امتی فی لیلۃ المعراج ارانیھم اللہ تعالٰی (الخ ثم قال) وقال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راکبا علی البراق وغاشیتہ علی کتفی انتھی وقال عمدۃ المحدثین الامام نجم الدین الغیطی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سدرۃ المنتھٰی فغشیہ سحابۃ فیھا من کل لون فتأخر جبریل علیہ السلام ثم عرج لمستو سمع فیہ صریف الاقلام ورأی رجلا مغیبا فی نور العرش فقال من ھذا أملك؟ قیل :لا ـ قال :أنبی؟ قیل:لا، ھذا رجل کان فی الدنیالسانہ رطب من ذکر اللہ تعالٰی وقلبہ معلق بالمساجد ولم یستسب لو الدیہ قط الخ

مافی التفریح ملخصا ''ترجمہ: اے برادر! بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تُو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا ہے، مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا، اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعدِ صدق میں اویس قرنی اور بہشت میں زوجہ ابوطلحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پہچل سنی، جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں۔

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں کہ حضرت سیدنا موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست پر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روحِ امام نے حاضر ہوکر موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔ اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ قدست اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: جب حضور پُرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق پر تھے اور براق کا زین پوش میرے کندھے پر تھا۔

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب حضور معلّٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستوٰی پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوشِ اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا: نہیں۔ پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا

میں اس کی زبان یادِ خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوایا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ،المنقبۃ الاولیٰ ،ص 25تا28 ،سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ،فیصل آباد)

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء واولیاء سے ثابت ہے تو روح اقدس حضور پرنور سید الاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری، کیا جائے تعجب وانکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محلِ استعجاب ہے اک ذرا انصاف وانداز قدر قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق :(میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) فقیر غفرلہ المولی القدیر (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ "ھدی الحیران فی نفی الفئی عن سیدالاکوان" میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم کے مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلمات علماء ومشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا ''لم اجدہ فی شیء من کتب الاثرلکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفٰی بذلک سندا لمثلہ فانہ لیس ممایتعلق بالاحکام ''ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب

احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء ،الفصل السابع ،ج1،ص248، برکات رضا گجرات، ہند)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **نے اسے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔**

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء ،الفصل السابع ،ج1،ص248،برکات رضا گجرات، ہند)

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مہجور اور کلماتِ مشائخ میں مسطور و ماثور، کتبِ حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔**

اشکال :اب یہ رہا کہ اُس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا۔اور اِس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردنِ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشتِ براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے۔

اقـــول (میں کہتا ہوں):اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا اور پُر ظاہر کہ جو مَرْکَب (سواری) اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق (چمٹا ہوا) ہوجائے تاہم قامتِ انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجتِ نردبان (سیڑھی کی

حاجت) ہوگی۔اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند وبالا ہوتا ہے،اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔تو اگر براق بوجہ حیاء وتذلل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع حاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب (تعجب) ہے۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً،ج28،ص406تا412،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اشکالات کے جوابات

سوال:ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب **معراج** میں **حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو **حضرت پیران پیر** رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے **عرش معلّٰی** پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا، یا کندھا دے کر براق پر سوار کرایا، بعض لوگ اس پر یہ **اشکال** پیش کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت **غوث الاعظم** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مہم سر انجام کو پہنچائی، اور یہ **اشکال** بھی پیش کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہی منتہائے عروج ہے یعنی اس سے اوپر کوئی نہیں جا سکتا، ہاں جس کا جانا نص سے ثابت ہو وہی جا سکتا ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب:شب معراج میں روح پرفتوح **حضور غوث الثقلین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقتِ رکوب براق (براق پر سوار ہوتے وقت) یا صعود عرش (عرش پر چڑھتے وقت) زینہ بننا، شرعاً وعقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہٰی اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔عروج

روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علومِ اولیاء کا منکر۔ بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔

نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔ در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یـا ھذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم واجلالِ سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنٰی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود (چڑھنے کا زینہ) ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بت شکنی (بت توڑنے کے دوران) حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پرنور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات علیہ وعلیٰ آلہٖ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال، نہ ہرگز عبارتِ قصہ سے مستفاد، نہ ان

کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الھادی الی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالیٰ ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ بیان ابطالِ استحالہ واثباتِ صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، خلاصہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اس (واقعہ) کی اصل کلماتِ بعض مشائخ میں مسطور (لکھی ہوئی ہے)، اس میں عقلی وشرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث واقوال اولیاء وعلماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضورِ روحانی (روحانی طور پر حاضر ہونا) وارد (ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداود طیالسی مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ودخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماھذہ قالواھذا بلال ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماھذہ قالوا ھذہ الغمیصاء بنت ملحان)) ترجمہ: میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل (چلنے کی آواز) سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پہچل سنی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادرِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(کنزالعمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر، ج11، ص653، موسسة الرسالہ، بیروت ☆ مسند ابی داود الطیالسی، عن جابر، ص238، دارالمعرفة، بیروت ☆ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، ج2، ص292، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب، ترجمہ: جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔

(تقریب التہذیب، ترجمہ ام سلیم بنت ملحان، ج2، ص668، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام احمد وابویعلٰی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل بسند حسن ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں((دخلت الجنة فسمعت فی جانبها وجسافقلت یا جبرئیل ماهذا قال هذا بلال المؤذن)) ترجمہ: میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(کنزالعمال، ج 11،ص653،مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆الکامل لابن عدی ،ترجمہ یحیٰی بن ابی حبۃ ابن جناب الکلبی ،ج8،ص2670، دارالفکر ،بیروت)

امام احمد ومسلم ونسائی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں((دخلت الجنة فسمعت خشفة بین یدی، فقلت ماهذه الخشفة، فقیل الغمیصاء بنت ملحان)) ترجمہ: میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھٹکا سنا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصاء بنت ملحان۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من ام سلیم ،ج 2،ص292، قدیمی کتب خانہ ،کراچی☆مسند احمد بن حنبل، عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،ج 3،ص99، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد ونسائی وحاکم باسناد صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں((دخلت الجنة فسمعت فیها قراءة، فقلت من هذا ؟ قالواحارثة بن نعمان کذٰلکم البر کذٰلکم البر)) ترجمہ: میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان، نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ،عن عائشہ رضی اللہ عنہا،ج 6،ص36،المکتب الاسلامی،

بیروت☆المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ ،مناقب حارثہ بن نعمان،ج3،ص208، دارالفکر، بیروت☆الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ بحوالہ النسائی ،ترجمہ حارثہ بن نعمان ،ج 1،ص298 ،دارصادر،بیروت)

یہ حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں راہی جنان ہوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات وذکرہ الحافظ فی الاصابۃ (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا)۔

(الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بن نعمان،ج 1،ص299، دارصادر،بیروت☆الطبقات الکبرٰی لابن سعد،ترجمہ حارثہ بن نعمان،ج 3،ص488، دارالفکر، بیروت)

ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں((دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم))ترجمہ: میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھنکار سنی۔

(الطبقات الکبرٰی لابن سعد،الطبقۃ الثانیۃ من المہاجرین والانصار،ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النحام،ج4،ص138، دارصادر، بیروت)

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام(کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ، ترجمہ نعیم بن عبداللہ ،ج3،ص568،دارصادر، بیروت)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوالمخارق سے مرسلاً راوی، حضور پرنور صلوات اللہ سلامہ علیہ فرماتے ہیں((مررت لیلة اسری بی برجل مغیب نورالعرش، قلت : من هذا، املك؟ قیل:لا۔ قلت:نبی؟ قیل:لا۔ قلت :من هذا؟قال:هذا رجل

كان فی الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالىٰ وقلبه معلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط)) ترجمہ: شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا: نبی ہے عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

(الدرالمنثوربحواله ابن ابی الدنيا، ج 1،ص149، مكتبه آية الله العظمی قم، ايران ☆الترغيب والترهيب بحواله ابن ابی الدنيا، كتاب الذكروالدعاء ،الترغيب فی الاكثارمن ذكرالله ،ج2،ص395،مصطفیٰ البابی، مصر)

ثم اقول وبالله التوفيق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے حضور پرنور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمدلله رب العلمين۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنے۔ والله الموفق۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلی وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **((ثم صعدت الی السماء السابعة فاذاانا بابراهيم الخليل مسندا لظهره الی البيت المعموروااذا بامتی شطرين شطرعليهم ثياب بيض كانهاالقراطيس وشطرعليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور ودخل معی الذين عليهم الثياب البيض وحجب الاخرون الذين عليهم ثياب رمد وهم علی خير فصليت انا ومن معی من المومنين فی البيت المعمورثم خرجت انا ومن معی))** ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

(تاريخ دمشق الكبير، باب ذكر عروجه الی السماء ،ج 3،ص294،داراحياء التراث العربی ،بيروت☆دلائل النبوة للبيهقی،باب الدليل علی ان النبی صلی الله عليه وسلم عرج به الی السماء،ج 2،ص393,94،دارالكتب العلمية، بيروت☆الدرالمنثوربحواله ابن جريروابن حاتم وغيره ،ج5،ص172،داراحياء التراث العربی ،بيروت)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی، والحمدلله رب العالمين۔

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدراہ

ہوئے، اور جب یہاں تک بحمداللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قولِ مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں، پھر نہ ہو، اس جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء "میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا"لم اجده فی شیء من کتب الاثرلکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخله ذکراه فی ضمن حدیث طویل و کفٰی بذلك سندا لمثله فانه لیس ممایتعلق بالاحکام "ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں باب احکام سے کچھ تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء ،الفصل السابع ،ج1،ص248، برکات رضا گجرات، ہند)

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارھم کے علوم اسی طریقہ سند ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزارہا ابواب وسیعہ واسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک وصول رہے اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کو سخت مہلکہ ہائلہ ہے، والعیاذ باللہ رب العلمین (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام

جہانوں کا)۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور، اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔ (فتاوی رضویہ،ج28،ص420تا426،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

متفرقات

سوال: معراج کس سال، کس مہینے اور کس تاریخ کو ہوئی؟

جواب: مشہور قول یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال یعنی ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور رجب کے مہینے میں ستائیس (27) تاریخ کو ہوئی۔ حیوۃ الحیوان میں ہے۔''فقال ابن الاثیر:الصحیح عندی ---- قبل الھجرۃ بسنۃ ''ترجمہ: ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی تھی۔ (حیوۃ الحیوان،باب البراق،ج1،ص171،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

عمدۃ القاری میں ہے:''وَقیل:کَانَ الْإِسْرَاء لَیْلَة السَّابِع وَالْعِشْرین من رَجَب، وَقد اختَارَهُ الْحَافِظ عبد الْغَنِیّ بن سرو الْمَقْدِسِی فِی سیرته ''ترجمہ: کہا گیا ہے کہ معراج رجب کی ستائیسویں شب ہوئی تھی، اسی کو حافظ عبدالغنی بن سرو المقدسی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اختیار کیا ہے۔

(عمدۃالقاری،کتاب الصلوۃ،باب کیف فرضت الصلوت فی الاسراء،ج4،ص39،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

خزائن العرفان میں ہے''نبوّت کے بارہویں سال سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔

(خزائن العرفان،تحت الآیۃ ﴿سبحن الذی اسری الخ﴾،ص365،قدرت اللہ کمپنی)

سوال: معراج کے سفر میں کل وقت کتنا لگا؟

جواب: قرآن مجید میں رات کے بعض حصہ میں معراج ہونے کا ذکر ہے، اس بعض کی کوئی مقدار کسی روایت میں نہیں آئی، ہاں بعض آثار میں اتنا ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم معراج پر روانہ ہونے سے پہلے جس بستر پر آرام فرما رہے تھے،

واپس تشریف لائے تو وہ بستر ابھی تک گرم تھا، اور درخت کی وہ ٹہنی جس سے جاتے ہوئے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا، واپسی پر ہل رہی تھی۔ جاتے وقت جس پانی سے وضو فرمایا تھا، وہ پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا تھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے''وکان الإسراء والعروج فی بعض لیلة واحدة وکان رجوعه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ما کان ذهابه علیه ولم یعین مقدار ذلك البعض---وفی بعض الآثار أنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رجع وجد فراشه لم یبرد من أثر النوم وقیل:إن غصن شجرة أصابه بعمامته فی ذهابه فلما رجع وجده بعد یتحرك'' ترجمہ: معراج رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی، اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت تشریف لے کر گئے اسی لمحے واپس تشریف لے آئے، اس بعض کی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی، بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ ٹکڑایا تھا جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو ہلتا پایا۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج8،ص13،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے''قد ذهب علیہ السلام وجاء ولم یتم ماء ابریقه انصبابا'' ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے کر گئے اور واپس تشریف لائے حال یہ تھا کہ آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقتِ وضو گرا تھا وہ پوری طرح نہ بہا تھا۔ (تفسیر روح البیان،سورۃ الاسراء،ج5،ص125،دارالفکر،بیروت)

سوال: بعض روایات میں ہے کہ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں آرام فرما رہے تھے، اور بعض میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گھر میں آرام کر رہا تھا، بعض میں ہے کہ میں مسجد الحرام میں سو رہا تھا، اور بعض میں ہے کہ شعب ابی طالب سے معراج کا آغاز ہوا۔ ان روایات

میں تطبیق کیسے ہوگی؟

جواب: علامہ ابن حجر عسقلانی ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''وَالْجَمْعُ بَيْنَ هَذِهِ الْأَقْوَالِ أَنَّهُ نَامَ فِي بَيْتِ أُمِّ هَانِئٍ وَبَيْتُهَا عِنْدَ شِعْبِ أَبِي طَالِبٍ فَفُرِّجَ سَقْفُ بَيْتِهِ وَأَضَافَ الْبَيْتَ إِلَيْهِ لِكَوْنِهِ كَانَ يَسْكُنُهُ فَنَزَلَ مِنْهُ الْمَلَكُ فَأَخْرَجَهُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِهِ مُضْطَجِعًا وَبِهِ أَثَرُ النُّعَاسِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ الْمَلَكُ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَأَرْكَبَهُ الْبُرَاقَ وَقَدْ وَقَعَ فِي مُرْسَلِ الْحَسَنِ عِنْدَ بن إِسْحَاقَ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَاهُ فَأَخْرَجَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَرْكَبَهُ الْبُرَاقَ وَهُوَ يُؤَيِّدُ هَذَا الْجَمْعَ'' ترجمہ: ترجمہ: ان اقوال کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے اور ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب کے پاس ہے، پس (اس روایت میں کہ) آپ کے گھر کی چھت کو شق کیا گیا، اس میں گھر کی اضافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی کیونکہ اس وقت آپ اُدھر تشریف فرما تھے، پس جبریل نازل ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گھر سے نکال کر مسجد حرام میں اس حال میں لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواب گاہ میں تھے اور ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کا اثر باقی تھا، پھر مسجد کے دروازے پر لاکر براق پر سوار کیا، حسن کی ابن اسحٰق سے مرسل روایت میں یہ بات کہ '' جبرئیل امین آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کی طرف لے گئے پھر براق پر سوار کیا '' وہ بھی اسی تطبیق کی مؤید ہے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دارالمعرفہ، بیروت)

سوال: معراج کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یہ احادیث

مشہورہ سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر گمراہ ہے اور آسمان سے جنت یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احاد سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر آثم وگناہ گار ہے۔ شرح عقائد میں ہے ''فالاسراء وھو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشھور ومن السماء الی الجنۃ اوالی العرش او غیر ذالك احاد '' ترجمہ: اسراء یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احاد سے ثابت ہے۔

(شرح عقائد، ص176، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف تو براق پر لے کر گئے، واپسی کیسے ہوئی؟

جواب: اس بارے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ گئے براق پر تھے اور واپسی بغیر براق کے ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ واپسی بھی براق پر ہوئی، علامہ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 808ھ) فرماتے ہیں ''وقال أبو القاسم إسماعيل بن محمد الأصفهاني فی كتاب الحجة إلى بيان المحجة: إن قيل لم عرج البراق به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إلى السماء ولم ينزل عند منصرفه عليه؟ فالجواب أنه عرج به عليه إظهارا لكرامته، ولم ينزل عليه إظهارا لقدرة الله تعالى. وقيل: دل بالصعود على النزول به عليه كقوله تعالى: ﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ يعنی: والبرد وكقوله ﴿بيده الخير أی والشر﴾ وقال حذيفة: ما زايل ظهر البراق حتى رجع '' ترجمہ: ابوالقاسم بن محمد اصفہانی نے ''کتاب الحجہ الی بیان المحجۃ '' میں کہا کہ اگر کہا جائے کہ اور

تشریف لے جاتے وقت تو براق تھا، واپسی پر کیوں نہیں تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوپر تشریف لے جاتے وقت براق اظہارِ کرامت کے طور پر تھا اور واپسی پر بغیر براق کے آنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اظہار کے لیے تھا، اور کہا گیا ہے کہ واپسی بھی براق پر ہوئی تھی جس طرح جانا براق پر تھا، (ذکر نہ کرنا بالکل اس قبیل سے ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: تمہارے لباس تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں یعنی گرمی اور سردی دونوں یہاں مراد ہیں، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اس کے دست قدرت میں خیر ہے یعنی خیر وشر دونوں ہیں، (مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان دونوں فرامین میں ایک چیز بول کر اس کے متضاد چیز بھی مراد لی گئی ہے، بالکل اسی طرح براق پر جانے کا ذکر کر کے آنا بھی براق پر مراد لیا گیا ہے، بلکہ حضرت حذیفہ نے (صراحتاً) فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپسی تک براق کی پیٹھ پر تھے۔

(حیاۃ الحیوان، باب البراق، ج1، ص171، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: معراج روحانی تھی یا جسمانی؟

جواب: معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿**سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ**﴾ پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔

(فتاوی رضویہ، ج15، ص74، رضافائونڈیشن، لاہور)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ''وَالدَّلِيلُ عَلَى هَذَا قَوْلُهُ (عَزَّ وَجَلَّ) ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ**﴾ فَالتَّسْبِيحُ إِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ الْأُمُورِ الْعِظَامِ، وَلَوْ كَانَ مَنَامًا لَمْ يَكُنْ فِيهِ كَبِيرُ شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ مُسْتَعْظَمًا، وَلَمَا بَادَرَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ إِلَى تَكْذِيبِهِ، وَلَمَا ارْتَدَّ جَمَاعَةٌ مِمَّنْ كَانَ قَدْ أَسْلَمَ. وَأَيْضًا فَإِنَّ الْعَبْدَ عِبَارَةٌ

عَنْ مَجْمُوعِ الروح والجسد'' ترجمہ: معراج جسمانی ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ**﴾ کیونکہ تسبیح عظیم امور پر کی جاتی ہے، اگر معراج منامی (خواب میں) ہوتی تو اس میں کوئی بڑی بات نہ تھی، اور نہ ہی اس کو بڑا سمجھا جاتا، اور نہ ہی کفار اس کی تکذیب کی طرف جلدی کرتے، اور نہ ہی نومسلموں میں سے بعض مرتد ہوتے۔ نیز ''**بعبدہ**'' بھی معراج جسمانی ہونے پر دلیل ہے کہ عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص32، دارالطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

سوال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معراج کے بارے میں جو فرماتی ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شبِ معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں، بہت صغیر السن بچی تھیں۔ وہ جو فرماتی ہیں ان روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراجِ جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص632، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: سُبحان الذی الخ میں سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب: امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں ''حضرت عزّت جل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے۔ اس کی ابتداء کہیں **ھو الذی** سے ہوئی ہے جیسے ﴿**ھو الذی بعث فی الامیین رسولا**﴾ جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

(پ28، سورۃ الجمعۃ، آیت2)

﴿**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق**﴾ ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

(پ10،سورۃالتوبۃ،آیت33)

کہیں تبارک الذی سے ﴿**تبارک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا**﴾ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18،سورۃالفرقان،آیت1)

کہیں حمد سے، جیسے ﴿**الحمد للّٰہ الذی انزل علٰی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا**﴾ سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔ (پ15،سورۃ الکہف،آیت1)

یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ ﴿**سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجدالحرام**﴾ پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے۔ (پ15،سورۃالاسراء،آیت1)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے، سبحن اللہ الذی کیسی عمدہ چیز ہے۔ سبحن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا کوئی زمہریر طے فرمانا، کُرہ نار طے فرمانا، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا۔ تمام ملک وملکوت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات بیّنات ہی ہیں۔ اتنی بات کہ کفارِ مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظّمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظّمہ میں تشریف فرما ہوں، اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں، کیا کم عجیب ہے، اس لیے **سبحن الذی** ارشاد ہوا، کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعوٰی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کرسکتے، بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے۔ ﴿**رحلۃ الشتاء والصیف**﴾ ترجمہ: سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ (پ30،سورۂ قریش،آیت2)

اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کرسکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہوسکتی تھی۔ چنانچہ بحمداللہ تعالٰی یہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرمادیجئے گا؟ فرمایا: ہاں اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اعادہ فرمادیا۔ کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی۔ آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا: کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہاں: ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا۔ تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر ان کے پاس آتی ہے، پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔

کافروں نے کہا: واللہ! نشان تو پورے صحیح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا

حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے بھی کسی طرح کافی نہ تھی۔ جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانبِ شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانبِ شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرِ مُو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفارِ مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوٰی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے۔ اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ در یکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق شرطِ ایمان کیوں ہوئی انکی تکذیب کفر کیوں ہوئی۔ **ولٰکن لعنة اللّٰه علی الظّٰلمین الـذین یکذبون المرسلین** ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ

واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الّافتـنة لـلنـاس نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ رؤیا بمعنی رویت آتا ہے۔ اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا۔ ﴿**سبٰحـن الـذی اسرٰی بعبدہ**﴾ پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص632تا635، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایک روایت سنی ہے کہ معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق، ہر صندوق میں انڈے بھرے، ہر انڈے میں ایک عالم مثل اس عالم کے، اس قطار کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا ابتداء انتہا نہیں دیکھی، حضرت کی درخواست پر منظور ہو کر اجازت دی اور انڈا کھولا گیا، حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبیین کا ذکر فرماتے تھے واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہاں میں ایک بار تشریف لائیں گے، سر اٹھا کر دیکھا اور قدمبوسی کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بے شمار مگر خاتم ایک ہی ہے۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب: یہ روایت بعض کتب تصوّف میں ہے، حدیث میں اس کی کچھ اصل نہیں، اور ہو تو وہ عالم مثال کی تصویریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**وان مـن شـیء الا عـندنا خزائنه وماننزله الا بقدر معلوم**﴾ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں، ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت21)(فتاوی رضویہ، ج26، ص473، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: زید کہتا ہے کہ نماز خمسہ معراج میں نہیں فرض ہوئیں۔

جواب: یہ محض غلط ہے، صحیحین وغیرہما کی احادیث متواترہ سے ثابت

ہے کہ شب معراج ہی میں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص396، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولھا اور دولھن کے متعلق شور اُٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔

جواب: یہ سوال امام اہل سنت سے ہوا تھا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے، انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے، قصیدہ مذکورہ میں دوجگہ دلھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولھا کا، وہ اشعار یہ ہیں:

نئی دلھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

دولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خداہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بناوہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

(حدائق بخشش، قصیدہ معراجیہ، ص105تا108، مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی)

ان میں کون سی جگہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کو دولھا یا دولھن کہا گیا ہے ولکن الوھابیة قوم یفترون (لیکن قوم وہابیہ جھوٹ بولتی ہے) وہابیہ کی بنائے مذہب کذب وافترا پر ہے۔ اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے، ہاں مشیخیت بنی رکھنے کے لئے جھوٹ سے بچتا ہے، اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں گے، اسی لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔

شعر اول میں تو دولھن کسی کو نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے، زینت کعبہ کو نئی دولھن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولھن کی نازش سے، خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ((ماست الجنة میسا کما تمیس العروش فی خدرھا)) ترجمہ: تو جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولھن فرحت سے جھومے۔

(المعجم الاوسط، ج8، ص59، المکتبة المعارف، الریاض☆اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، مناقب اہلبیت بحوالہ الخطیب، ج1، ص388، دارالمعرفة، بیروت)

شعر سوم میں کعبہ کو دولھن کہا اور مکانِ آراستہ کو دولھن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((عسقلان احدی العروسین یبعث منها یوم القیٰمة سبعون الفالاحساب علیھم)) ترجمہ: عسقلان دو دولھنوں میں کی ایک ہے روز قیامت اس

میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

(مسند امام احمد،ازحضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ،ج3،ص225،دارالفکر، بیروت)

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما **سے ہے کہ رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **فرماتے ہیں((طوبٰی لمن اسکنہ اللہ تعالٰی احدی العروسین عسقلان اوغزۃ))** ترجمہ: شادمانی ہے اسے جسے اللہ تعالٰی دودلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

(الفردوس بماثور الخطاب،ج2،ص450،دارالکتب العلمیہ، بیروت☆کنزالعمال، ج12، ص289،موسسۃ الرسالہ، بیروت)

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **کو دولھا کہا ہے اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں، امام قسطلان مواہب لدینہ شریف میں نقل فرماتے ہیں((انہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **رأی صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذاھو عروس المملکۃ))** ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنتِ الٰہی کے دولھا ہیں۔

(المواہب اللدنیہ،المقصد الخامس،ج3،ص57،المکتب الاسلامی ،بیروت)

دلائل الخیرات شریف میں ہے"اللھم صلی علی محمد وعلی الہ بحر انوارك ومعدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملكتك "ترجمہ: الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولھا ہیں۔

(دلائل الخیرات، منزل دوم،ص105،جامع مسجد ظفریہ، مرید کے شیخوپورہ)

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں"مملکتك ھوق موضع الملك شبہ بمجتمع العرس ومافیہ من الاحتقال والتناھی فی

الصنیع والتانق فی محسناتہ وترتیب امورہ وکونہ جدیداظریفا واھلہ فی فرح وسرور نعمۃ وحبور فرحین بعروسھم راضین بہ محبین مکرمین لہ، موتمرین لامرہ متنعمین لہ بانواع المشتھیات بدلیل اثبات اللازم الذی ھوا العروس، والمعھود تشبیہ مجتمع العرس بالمملکۃ وعکس التشبیہ ھنا لاقتضاء المقام ذلك لیفید ان سرالمملکۃ ونکتتھا ومعناھا الذی لاجلہ کانت ھو المصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ان سرمجتمع العرس ونکتتہ ومعناہ الذی لاجلہ کان ھوالعروس والمصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھوالانسان الکبیر الذی ھوالخلیفۃ علی الاطلاق فی الملك والملکوت قد خلعت علیہ اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس یحاکی شانہ شان الملك والسلطان فی نفوذ الامر وخدمۃ الجمیع لہ وتفرعنھم لشانہ ووجدانہ مایجب ویشتھی مع الرای واصحابہ فی مؤنتہ وتحت اطعامہ فتم التشبیہ وتمکنت الاستعارۃ "

(مطالع المسرات،باب ابتداء اللہ تعالٰی،ص223،مکتبہ نوریہ رضویہ، لائل پور)

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف **نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برأت کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہاء کو پہنچائی جاتی ہیں، سب کام قرینے سے ہوتے ہیں۔ ہر چیز نئی اور خوش آئند، لوگ اپنے دولھا پر شاداں وفرحاں اسے چاہنے والے اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہیں۔ اور عادت یوں ہے کہ برأت کے مجمع کو سلطنت اور دولھا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز وسبب دولھا ہوتا ہے یوہیں تمام مملکت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز ومغز ومعنٰی صرف**

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ع

دولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لئے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یونہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار وزیر فرمان ہیں۔

جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کردیتا ہے ((ما اریٰ ربك الا یسارع فی هواك)) صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قوله ترجی من تشاء، ج2، ص706، قدیمی کتب خانه، کراچی)

تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ ((انما انا قاسم واللہ المعطی)) ترجمہ: صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، ج2، ص1087، قدیمی کتب خانه، کراچی)

یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطنت الٰہی کے

دولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین۔ (مطالع المسرات کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا)۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولھن، دولھا، زوج، زوجہ کی طرح باہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وعزہ کو حدیث نے دولہنیں فرمایا، دولھا کون ہے؟ بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لکل شی عروس وعروس القراٰن الرحمٰن)) ترجمہ: ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولھن ہے۔

(شعب الایمان، ج2، ص490، دارالکتب العلمیه، بیروت)

یہاں کسے دولھا ٹھہرائے گا؟ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی، حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان اللہ تعالٰی یبعث الایام القیمة علی هیأتها ویبعث یوم الجمعة زهراء منیرة اهلها یحفون بها کالعروس تهدی الی کریمها)) ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا، اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا، جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کرکے لے جاتے ہیں۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الجمعه، باب سید الایام یوم الجمعه، ج1، ص277، دارالفکر، بیروت)

امام اجل ابو طالب مکی قوت القلوب اور حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں ((قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الکعبة تحشر کالعروس المزفوفة

(قال الشارح الٰی بعلھا)وکل من حجھا یتعلق باستارھا یسعون حولھا حتی تدخل الجنة فید خلون معھا)) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولھن کو دولھا کی طرف لے جاتے ہیں، تمام اہل سنت جنھوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

(احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج باب فضیلة البیت،ج 1،ص241،مطبعة المشھور الحئی القاہرہ، مصر ☆اتحاف السادة التقین ،کتاب اسرار الحج باب فضیلة البیت ،ج 4،ص274،دارلفکر ،بیروت ☆قوت القلوب، کتاب الحج، ذکرفضائل البیت الحرم ،ج2،ص121،دارصادر، بیروت)

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے((منه الحدیث "یزف علی بینی وبین ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الجنة "ان کسرت الزاء فمعناہ یسرع من زف فی مشیه وازف اذا اسرع وان فتحت فھومن زففت العروس ازفھا اذا احدیتھا الی زوجھا)) یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لیے جائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

(النھایه لابن الاثیر ،باب الزء مع الفاء،ج2،ص305،المکتبة الاسلامیه ،الریاض)

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا وابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینۃ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ روی ابن المبارك عن عائشةرضی اللہ تعالیٰ عنہا انھا قالت ذکروا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہیں طواف کرتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، یونہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں((حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفأمن الملٰئکة یزفون)) ترجمہ: جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز واکرام وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب بحواله الدررالثمینه،المقصد العاشر ،الفصل الثالث ،ج8،ص349،دارالمعرفة، بیروت☆التذکرة فی احوال الموتی،باب فی بعث النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من قبره،ص163، دارلحدیث ،مصر ☆المواھب اللدینة،المقصد العاشر، الفصل الثالث ،ج 4،ص625،المکتب الاسلامی ،بیروت☆شرح الزقانی علی المواھب الدینیة ،القصدالعاشر ،ج 8،ص349،دارالمعرفة ،بیروت☆ التذکرة فی احوال الموتی والآخرة، باب فی بعث النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من قبره،ص 163، دارالحدیث، مصر☆ التذکرة فی احوال الموتی، باب فی البعث النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم،ص 163،دارالحدیث، مصر ☆مشکوٰة المصابیح ،باب الکرامات، فضل الثالث،ص546،مطبع مجتبائی ،دہلی)

مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی مثل عبارت مذکورہ نہایہ ہے ((ومنه فی الوجھین فی سبعین الفامن الملٰئکة یزفونه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ کا طواف کرتے ہیں۔

(مجمع بحار الانوار،تحت لفظ زفف،ج2،ص63،مطبع نولکشور، لکھنو)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ **مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں** فرماتے ہیں''چوں مبعوث می گردد و آنحضرت از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند اورا و زفاف دراصل بمعنی بروں عروس بخانہ زوج ومراد ایں جالازم معنی ست کہ بردن محبوت ست پیش محب یعنی بردن آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدرگاہ عزت

''ترجمہ:جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **مزار اقدس** سے باہر تشریف لائیں گے تو فرشتوں نے دولھا کی طرح آپ کو گھیرا ہوگا۔ زفاف کا معنی دولہن کا خانہ زوج سے باہر آنا ہوتا ہے، یہاں لازم معنی مراد ہے کہ محبوب کو محبّ کے پاس لے جانا یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب اکرم کی بارگاہ اقدس میں لے جانا۔

(مدارج النبوت،باب پنجم ،ج1،ص140،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار، ان کے مذہب کی بناء ہی اس پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو مشرک بتاتے ہیں۔ پھر اور کس کی کیا گنتی، ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھ دیا''جو کہے اللہ ورسول نے دولتمند کر دیا، وہ مشرک ہے۔''

حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿**وما نقموا الاان اغنهم الله ورسوله من فضله**﴾ ترجمہ:اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انھیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔ (پ10،سورۃ التوبۃ،آیت74)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((**ماینقم ابن جمیل الا انه ان کان فقیرا فاغناه الله ورسوله**)) ترجمہ:ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتارج تھا اللہ ورسول نے اس کو دولتمند کر دیا۔

(صحیح بخاری ،کتاب الزکوٰۃ ،باب فی قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب ا لخ ،ج 1،ص198،قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی **اللہ کے رسول کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی، **وہابیہ کا امام منہ پھیر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت!** ولا حول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ﴿**وسيعلم الذين ظلموا ای منقلب ينقلبون**﴾ اللہ تعالیٰ عظیم کی توفیق وتوانائی کے بغیر نہ برائی سے پھرنے کی قوت اور نہ نیکی بجالانے کی طاقت، اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (فتاوی رضویہ،ج15،ص283تا291،رضافائونڈیشن،لاہور)

سوال: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب **حضور** صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے نداء آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی۔

جواب: یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔

(ملفوظات اعلی حضرت ،حصہ دوم،ص226،شبیر برادرز، لاہور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں **حضور اقدس** صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم **نعلین مبارک** پہنے ہوئے عرش پر گئے اور

واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے،لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔''

(بہار شریعت ،حصہ16،ص645،مکتبۃالمدینہ،کراچی)

سوال:حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جبکہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے۔یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:(یہ روایت بھی) بےاصل ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(احکامِ شریعت،ص158،نظامیہ کتاب گھر،لاہور)

سوال:بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب یا ماں باپ کو بخشوا لے یا امت کو آپ نے ماں باپ کو چھوڑا،امت اختیار کی۔صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:محض جھوٹ افتراء اور کذب وبہتان ہے،اللہ ورسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے،جل وعلا۔واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت،ص160،نظامیہ کتاب گھر،لاہور)

سوال:معراج کی رات جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے بیدار کیا؟

جواب:عام طور پر کتابوں میں صرف بیدار کرنے کا تذکرہ موجود ہے بیدار کرنے کی کیفیت کا ذکر موجود نہیں ہے۔

تفسیر روح البیان میں ایک روایت مذکور ہے جس میں پر لگا کر جگانے کا

تذکرہ ہے،چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں((**نزل جبریل ومیکائیل واسرافیل** علیہم السلام **ومع کل واحد منھم سبعون الف ملك وایقظہ جبریل بجناحہ**)) ترجمہ:جبریل،میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے،حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نورانی پر سے بیدار کیا۔

(تفسیر روح البیان،سورۂ اسراء کی آیت نمبر(1) کے تحت، ج5،ص129،المکتبۃ القدس،کوئٹہ)

معارج النبوۃ میں ایک روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا چہرہ رکھ کر جگایا۔چنانچہ معارج النبوۃ میں ہے''از جبریل علیہ السلام منقول است کہ گفت مرا بوحی الہی چنان معلوم شدہ بود کہ ترتیب نہاد وترکیب قالب من از کافور جنت بود وحکمت آن نمی دانستم وحکمت آن در شب معراج دانستم وآنچناں بود کہ در حسن ایقاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب متامل بودم کہ بچہ کیفیتش از خواب بیدار کنم تاملھم شدم کہ روی خود را بر کف پای مبارکش نھم چون روی خود بر کف پای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالیدم برودت کافور باحرارت کہ لازمۂ خواب است مقارن گشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب بلطف بیدار شدہ حاصل آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور''ترجمہ:جبریل علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ میرے جسم کی ساخت وترکیب جنت کے کافور سے ہوئی ہے،مگر مجھے اس کی حکمت کا علم نہیں تھا،اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی،ہوا یوں کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

جگانے میں متامل تھا سوچتا تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے الہام ہوا کہ اپنے چہرہ کو پائے مبارک کے تلوے پر رکھوں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا ،کافور کی برودت حرارت کے ساتھ ملی جو خواب کا لازمہ ہے ،آنحضرت نیند سے بسہولت بیدار ہوگئے ،اپنے کافور سے پیدا کیے جانے کی حکمت مجھے اس وقت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ،رکن سوم،باب چہارم در ذکر معراج،فصل دوم در حکمت تعیین شب از برای معراج الخ،ص92، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی،لاہور)

سوال: کیا حضرت ادریس،حضرت ابراہیم،حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی معراج ہوئی؟ کیا اس سے ان انبیاء علیہم السلام کی وصفِ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری لازم نہیں آتی؟

جواب: معراج کا ایک معنی اعلیٰ مرتبہ بھی ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا، اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا پہاڑ پر تجلی فرمانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، حضرت ادریس علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا اور ابراہیم علیہ السلام کے سامنے زمین وآسمانوں کی بادشاہی کا ظاہر ہونا وغیرہ انبیاء کے واقعات پر بھی علماء معراج کا اطلاق کرتے ہیں صرف اطلاق سے برابری لازم نہیں آتی ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی معراج سے افضل اور عظیم تر ہے۔تفسیر روح المعانی میں ہے"ان موسیٰ علیہ السلام اعطی التوراة بمسيره الى الطور وهو بمنزلة معراجه "اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور وہ ان کے لیے معراج کے منزلہ میں تھی۔

(تفسیر روح المعانی ،ج8،ص14،مکتبہ امدادیہ،لاہور)

مفسر شہیر مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں"چونکہ حضرت کلیم نے طور پر رب تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت مسیح چہارم آسمان پر تشریف لے گئے تو ضرور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ملے، جو سب سے بڑھ کر ہو۔"

(مواعظ نعیمیہ ،ص11،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

سوال: واقعہ معراج بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کرنا کیسا ہے؟

جواب: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

(بہار شریعت ،حصہ16،ص645،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

سوال: 27 رجب کے روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کا ثواب عام دنوں سے زیادہ ہے؟

جواب: 27 رجب کا روزہ رکھنا مستحب ہے، احادیث میں اس کا ثواب عام دنوں کے روزوں سے زیادہ بیان فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((**في رجب يوم وليلة من صام ذلك اليوم ،وقام تلك الليلة كان كمن صام من الدهر مائة سنة، وقام مائة سنة وهو ثلاث بقين من رجب، وفيه بعث الله محمد**)) ترجمہ: رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو، اور وہ 27 رجب ہے، اسی تاریخ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(الفردوس بمأثور الخطاب،ج3،ص142،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں((**في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة،**

وذلك لثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنتى عشرة ركعة يقرأ فى كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن يتشهد فى كل ركعتين، ويسلم فى آخرهن، ثم يقول :سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، ويصلى على النبى صلی اللہ علیہ وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو فى معصية)) ترجمہ: رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے، جو اس میں بارہ رکعت پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت اور ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں بعد سلام سبحن اللہ والحمد لله و لا اله الا الله اور الله اکبر سو بار، استغفار سو بار، درود پاک سو بار اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔

(شعب الایمان، ج3، ص374، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((بعثت نبيا فى السابع والعشرين من رجب فمن صام ذلك اليوم ودعا عند افطاره كان له كفارة عشر سنتين)) ترجمہ: 27 رجب کو میں مبعوث کیا گیا، جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے، دس برس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

(تنزیہ الشریعۃ، ج3، ص161، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: رجب میں ہزاری اور لکھی روزوں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: رجب کی 26 اور 27 کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ

کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضایقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص645، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: 22 رجب کو لوگ کونڈے تقسیم کرتے ہیں آیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کونڈے جو کہ رجب میں پکائے جاتے ہیں جائز ہیں کیونکہ یہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے پکائے جاتے ہیں اور ایصال ثواب کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے ہاں اس میں بعض لوگوں نے اسی جگہ کھانے کی پابندی لگا رکھی ہے یہ بے جا اور غلط پابندی ہے اسی طرح کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھاتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔

حدیث پاک میں ہے ((عن سعد ابن عبادہ قال یارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال:الماء،فحفر بئراً وقال هذا لام سعد)) ترجمہ: حضرت سعد ابن عبادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سعد وفات پا گئیں تو اب کون سا صدقہ بہتر ہے۔ فرمایا: پانی، لہذا اسعد رضی اللہ تعالی عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں ام سعد کے (ایصال ثواب کے) لئے ہے۔ (سنن أبی داود، جلد2، صفحہ130، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((من قرأ الاخلاص احدى عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات)) ترجمہ: جو سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اموات مسلمین کو اس کا ثواب بخشے بعدد اموات اجر پائے۔

الرسالۃ،بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز ہیں مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھاتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔“ (بہار شریعت، حصہ 16،ص151،مطبوعہ ضیاء القرآن،لاہور)

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قاری سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائے ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ کر لیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ